



# معمر

بے

انتخابِ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ

از

بے لانا حاجی ابوبکر محمد شہید صاحبِ جن پوری

ناظمِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

باہتمام محمد قسطلانی خان شترانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ طبع ۱۳۴۹ھ  
ط ۱۹۳۱ء





# فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۹	تقدیر	۱۲	۱ دیباچہ
۳۰	جبر و اختیار	۱۳	۹ مختصر سوانح مولانا رومی
۳۱	خیر و شر	۱۷	باب اول
۳۲	موت و معاد	۱۵	
۳۵	علم نافع	۱۹	۱۹
۳۶	مرتبہ قیاس بمقابلہ نص صریح	۱۶	۲۰
۳۷	نصوف و صوفی	۱۸	۲۰
۳۹	وحدۃ الوجود	۱۹	۲۱
۴۰	تخلیق عالم	۲۰	۲۳
۴۲	عالم امر	۲۱	
	تخلیق انسان مرتبہ آن و غرض	۲۲	باب دوم
۴۲	تخلیق ازاں	۲۵	۲۵
۴۴	رابطہ خالق باخلق	۲۳	۲۵
۴۵	تشبیہ و تمثیل ذات حق	۲۴	۲۶
۴۶	روح انسانی	۲۵	۲۸

ردیف	موضوع	صفحه	ردیف	موضوع	صفحه
۲۴	تجدد و امثال	۴۴	۲۲	ذکر و فکر و مراقبه	۶۵
۲۵	فرق - جمع - جمع الجمع	۴۴	۲۳	تفرع و گریز	۶۶
۲۸	فنا و بقا	۴۸	۲۴	فوائد خلوت	۶۸
۲۹	ان کریم نفعات	۵۰	۲۵	فوائد خاموشی و حفظ لسان	۶۹
۳۰	و هو معکم اینا کنتم	۵۱	۲۶	حفظ اسرار	۷۰
	باب سوم		۲۷	نفس کشی و سلوک	۷۱
۳۱	اشغال و تعلیمات	۵۲	۲۸	فوائد جور و احما	۷۳
۳۲	ایمان	۵۲	۲۹	اجتناب از معصیت	۷۴
۳۳	توبه و نصوح	۵۳	۳۰	دعا	۷۵
۳۴	فوائد صحبت	۵۵	۳۱	مناجات	۷۶
۳۵	اجتناب از صحبت بد	۵۶		باب چهارم	
۳۶	ارادت و طلب	۵۶	۳۲	مقامات احوال و اخلاق حسنه	۷۷
۳۷	گرفتن پیروی از علامت پیر کامل	۵۹	۳۳	فرق میان مقام و حال	۸۰
۳۸	من جد و جد	۶۰	۳۴	عقل	۸۱
۳۹	آداب المریدین	۶۱	۳۵	مقام محب و عشق	۸۱
۴۰	اجتناب از صوفیان مرفور	۶۳	۳۶	دجر	۸۵
۴۱	مجاهده و ریاضت	۶۳	۳۷	قرب و انس	۸۶

پیشینک	مضمون	صفحه	پیشینک	مضمون	صفحه
۵۸	تسلیم و رضا بالقضا و توکل	۸۷	۴۲	بیان اخلاقِ رذیله	۱۰۰
۵۹	زهد و فقر	۸۸	۴۵	کبر و عجب	۱۰۲
۶۰	تقوی	۹۰	۴۶	ایا و نفاق	۱۰۳
۶۱	خوف و رجا	۹۰	۴۷	شهوت	۱۰۴
	صدق مقال و حسن گفتار	۹۱	۴۸	حرص و طمع	۱۰۵
۶۳	اخلاقِ حسنه	۹۲	۴۹	حسد	۱۰۶
۶۴	صبر	۹۳	۵۰	خشم	۱۰۷
۶۵	قناعت	۹۴	۵۱	ظلم	۱۰۸
۶۶	شکر	۹۵	۵۲	جاه مناصب و طلبِ شمرت	۱۰۸
۶۷	سخاوت	۹۵	۵۳	طلب دنیا	۱۱۰
۶۸	شفقت علی الخلق	۹۶		باب ششم	
۶۹	حسنِ ظن	۹۷		خلاصه حکایات	۱۱۱
۷۰	عدل	۹۸	۸۴	حکایت بادشاه و کینرک رنجور	۱۱۱
	ادب	۹۸	۸۵	حکایت بادشاه جهو و وزیر گنبد	۱۱۵
۷۲	اخلاص	۹۹	۸۶	حکایت اختلاف کردن در جنگی	۱۱۷
	باب پنجم		۸۷	حکایت اسیر و خانه	۱۱۸
۷۳	بیان اخلاقِ رذیله و مفطرت طریق	۱۰۰	۸۹	حکایت مخره سنگریزه	۱۱۹

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۱۲۲	حکایت تروینی	۱۲۰	حکایت پیر جنگی	۹۰
	حکایت آل یارکہ در بارے	۱۲۲	حکایت اصحاب اخدود	۹۱
۱۲۳	زولفت کیست گفت منم	۱۲۳	حکایت شیر و پخیزان	۹۲
۱۲۴	حکایت کروںجور		حکایت قاصد روم نزد	۹۳
۱۲۵	حکایت موزن بد آواز	۱۲۶	امیر البومین عمر	
۱۲۶	حکایت امیر البومین علی	۱۲۸	حکایت شخصے از اہل بکاعت بود	۹۴
۱۲۷	حکایت باز شاهی دکنین		حکایت اعلیٰ وزن او	۹۵
۱۲۸	حکایت باز و چندان	۱۲۸	و بادشاہ بغداد	
۱۲۹	حکایت روستائی و شیر	۱۲۹	حکایت متمم کردن لہمان را	۹۶
۱۵۰	حکایت شہنشاہ خسرو یہ	۱۳۱	بہیہ خوردن	
۱۵۱	حکایت لہمان علیہ السلام	۱۳۲	حکایت باز رنگان طوطی محبوب	۹۷
۱۵۲	حکایت منقر و امیر او	۱۳۴	حکایت رومیان و چینیان	۹۸
۱۵۳	حکایت مارگیر و مار بیوش	۱۳۵	حکایت رضوع	۹۹
۱۵۴	حکایت شخصے کہ مادر را بکشت	۱۳۷	حکایت نگاہ بان موسیٰ علیہ السلام	۱۰۰
۱۵۵	حکایت ہنر داد خواہ	۱۳۹	حکایت شیر و گرگ و روباہ	۱۰۱
۱۵۶	حکایت و باغ و علاج او	۱۴۰	حکایت نازک و زان و شیر و شیر	۱۰۲
۱۵۷	قصہ گمشدہ آنحضرت بعد طفلی	۱۴۰	حکایت گدا و لاغر	۱۰۳
۱۶۰	حکایت موسیٰ علیہ السلام در بیان توحید	۱۴۱	حکایت طوطی و بقال	۱۰۴

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
۱۴۰	جنی اللہ عنہ بالبیس		حکایت مردے کہ با شمع	۱۲۲
۱۴۱	حکایت کرامت ابراہیم ادہم	۱۳۷	در روز میگشت	۱۴۰
۱۴۲	حکایت ترک سلطنت ابراہیم ادہم	۱۳۵	حکایت موسیٰ علیہ السلام	۱۲۳
۱۴۳	سوال معشوق و جواب عاشق	۱۳۶	بہتر یحیٰ عبادت بخور	۱۴۱
	حکایت آن شغال کہ دعویٰ	۱۳۷	حکایت گبر و مسلمان	۱۲۷
۱۴۱	طاووسی ہنود		حکایت چار کس جنگ کنندہ	۱۲۵
۱۴۲	حکایت طاووس و حکیم	۱۳۸	در نہار	۱۴۲
	حکایت مردے کہ دعا سے	۱۳۹	حکایت ناپاسی اہل سبا	۱۲۶
۱۴۵	رزق حلال می کرد	۱۴۲	حکایت زاہر گریاں	۱۲۷
	حکایت مندیل در تنویر اختر	۱۴۰	حکایت جوانے کہ ناگاہ	۱۲۸
۱۴۹	ان بن مالک	۱۴۳	محبوب را یافت	
۱۴۹	حکایت دزد در عید عمر	۱۴۱	حکایت شعیب علیہ السلام	۱۲۹
	حکایت شخصے کہ زبان بہائم	۱۴۲	و مرد گنگار	۱۴۵
۱۸۰	آموخت		حکایت مرد ابلہ و خرس	۱۳۰
	حکایت آن زن کہ فرزندان	۱۴۳	حکایت مرد لانی	۱۳۱
۱۸۲	نئی زلیست		حکایت باغبان و صوفی	۱۳۲
۱۸۲	حکایت فقیہ بادشاہ بزرگ	۱۴۷	وفقیہ و علوی	۱۴۸
۱۸۳	قصہ وکیل صدر جہان	۱۴۵	حکایت حضرت معاویہ	۱۳۳



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
	دزدین مارگیر مارے را	۱۶۱	خشم کردن بادشاہ بر ندیم	۱۴۶
۲۰۶	از مارگیر دیگر	۱۸۵	وشفاعت کردن عماد الملک	
۲۰۷	حکایت پیر و مرید	۱۶۲	حکایت آل عاشق خام کہ	۱۴۷
۲۰۷	نماز دست پھار کس بیائے انگور	۱۶۳	شب عزا و غمت	۱۸۶
۲۰۸	حکایت محمود دیار	۱۶۴	حکایت معلم و شاگردان	۱۸۷
۲۰۹	حکایت بملول و اما	۱۶۵	حکایت مجنون و نازقہ	۱۸۸
۲۱۱	حکایت مرد دغوی و کشیشان	۱۶۶	حکایت لیل و خلیفہ بغداد	۱۹۰
۲۱۱	حکایت حضرت یوسف علیہ السلام	۱۶۷	قصہ گس و تنیل خام	۱۹۰
۲۱۲	مرد شدن کا تب و حی	۱۶۸	حکایت مرغ گرفتار	۱۹۱
۲۱۲	حکایت حضرت ذوالنون مصری	۱۶۹	حکایت صیبا و سہ ماہی	۱۹۱
	انکسار فلسفی و رایت	۱۷۰	عقل و نیم عقل دابلہ	۱۹۲
۲۱۵	اِنَّ الصَّحَّاءَ مَا لَمْ يَخُورُوا	۱۷۱	حکایت شاہزادہ مسعود	۱۹۳
۲۱۶	حکایت سائل نابینا عاقل	۱۷۱	حکایت کافر بہمان	۱۹۵
۲۱۶	حکایت جالینوس	۱۷۲	حکایت صوفی نر دل	۱۹۶
	وحی کردن حق تعالی بموہبی	۱۷۳	حکایت حضرت بلال رضی اللہ	۱۹۹
	علیہ السلام کہ چرا بعبادت نبی		حکایت ترک گول در زری	۲۰۱
	رفتار رسول خدا صلعم لعیادت	۱۷۴	حکایت شیخ ابوالحسن خرقانی	۲۰۳
۲۱۸	صحابی	۲۰۴	حکایت بادشاہ دزدان	۱۹۰

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون	تصحیح
۲۲۸	حکایت جنو بعلی رضی الله عنه	۲۱۹	۱۸۳	۱۵۵ حکایت قاضی و نائب اد
۲۲۹	قصه آتش که دیاد را رفته بود	۲۲۰	۱۸۴	۱۵۶ حکایت اعرابی و دانشمند فصیح
۲۳۰	حکایت قطبی و سبطی	۱۸۵		۱۵۷ قصه آن درخت که هر که میوه
۲۳۱	حکایت آیه در آخور خزان	۲۲۱	۱۸۶	او خورد هرگز نگیرد
۲۳۲	حکایت خرگرسنه	۲۲۲	۱۸۷	۱۵۸ حکایت معجزه علی علیه السلام
	حکایت خرافه و روبا که یاد	۲۲۳	۱۸۸	۱۵۹ قصه شهری و روستایی
۲۳۳	و شیر خسته	۲۲۵		۱۶۰ قصه زاهد کوی
	حکایت درویش که علایمان	۱۹۰		۱۶۱ گویا شدن طفل شیر خوار به عجزه
۲۳۴	عمید را آراسته دید	۲۲۷		رسول
		۲۲۷		۲ حکایت حضرت حمزه رضی الله عنه





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

## دیسپاچہ

انسان اپنی زندگی میں مختلف دوروں سے گزرتا ہے اور ہر دور میں  
ماص انقلاب رونما ہوتا ہے اسی کلیہ کے ماتحت میری زندگی کا ایک نیا دور  
۱۲ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ سے شروع ہوتا ہے جب کہ میں مسلم یونیورسٹی  
لکڑھ میں ناظم دینیات اور پروفیسر مقرر ہو کر آتا ہوں۔ میری زندگی کا  
پہلا دن ہے جب کہ میں سلسلہ ملازمت میں داخل ہوتا ہوں اور گردن میں

طوقِ غلامی پڑتا ہے۔

یہاں آنے پر میرے متعلق علاوہ کارِ نظامت کے ایم اے فارسی اسباق بھی ہوئے۔ دوسری سالِ تصوف کا پرچہ میرے متعلق ہوا۔ یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ تصوف کے مضمون میں اب تک یہاں مثنوی مولانا داخلِ نصاب نہیں ہے۔

فنِ تصوف میں مثنوی مولانا دوم کا پایہ جس قدر بلند ہے اور اس کتاب کو جو شہرت و مقبولیت حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ باوجود اس داخلِ نصاب نہ ہونے کا سبب سوا اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ کہ اس قدر ضخیم ہے کہ اگر اُس کے چھ دفاتروں میں سے صرف ایک دفتر داخلِ نصاب کیا جائے تو دو سال میں بھی دوسری کتابوں کے ساتھ پورا نصاب ختم نہیں ہو سکتا میں نے شعبۂ فارسی کے چیرمین جناب حاجی حمید الدین صاحبِ ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ کو توجہ دلائی اور انھوں نے مثنوی شریف کچھ حصہ داخلِ نصاب فرما دیا۔ اُس وقت مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر شریف کا ایک عمدہ انتخاب کیا جائے جو اجمالی طور سے ہمارے مسائلِ فقہ

حاوی ہو تو یہی نہیں کہ وہ مجموعہ نصاب کے لئے کارآمد ہوگا بلکہ عام طور سے  
 اُن لوگوں کے لئے بھی جنہیں تصوف کا ذوق ہی بے حد مفید ہوگا۔  
 مثنوی شریف کے انتخابات پہلے بھی ہو چکے ہیں جن میں باب المثنوی  
 مولفہ شیخ حسین ابن علی کاشفی الواعظ اور اُس کا خلاصہ لُب لباب اور  
 جزیرۃ المثنوی مولفہ مولانا یوسف سید چاک المثنوی ۹۵۳ھ بہت مشہور  
 ہیں۔ لُب لباب ہندوستان میں طبع بھی ہو چکی ہے لیکن افسوس ہے کہ اب  
 وہ بازاروں میں اگر نایاب نہیں تو کیا ضروری۔ علاوہ بریں وہ انتخابات  
 دوسرے نقطہ نظر سے کئے گئے تھے جو موجودہ نصاب میں داخل کئے جانے  
 کے لئے موزوں نہیں ہیں اور حکایات کا خلاصہ تو نہ لباب میں ہے  
 نہ لُب لباب میں۔

اس انتخابِ جدید کو میں نے مثنوی شریف کے دفاترستہ کی مناسبت  
 تابعیت میں چہ بابوں پر تقسیم کیا ہے۔  
 (۱) بابِ اول کی حیثیت دیباچہ کتاب کی ہے جس میں حمد و نعت و  
 مناقب وغیرہ مبادیات ہیں۔

باب دوم میں مختلف عنوانات قائم کر کے ایسے اشعار جمع کئے گئے ہیں جن میں ایسے مباحث علمیہ ہیں جن کا تعلق عقائد یا فلسفہ تصوف، اصطلاحات تصوف کے ساتھ ہے۔

باب سوم میں فن تصوف کی تعلیمات اور اشغال کا بیان ہے۔  
باب چہارم میں نتائج تعلیمات و اشغال یعنی مقامات و احوال اخلاقیہ کا ذکر ہے۔

باب پنجم میں مضمرات سلوک اور ان اخلاقِ رذیلیہ کا ذکر کیا گیا ہے جن کا تصفیہ ضروری ہے۔

باب ششم میں خلاصہ حکایات ہیں جن سے مفید نتائج نکلتے ہیں یہ باب ششم و اعظمین اور صوفیانہ مذاق رکھنے والوں کے لئے بہت کارآمد ہے نیز نیچے درجوں کی ادبیات اور اخلاقیات میں بھی ان حکایات پڑھانا موزوں اور مناسب ہوگا۔

اس مجموعہ میں کوشش کی گئی ہے کہ اشعار منتخبہ میں تسلسل اور تناسب مضمون قائم رہے اور ہر عنوان کے ضمن میں جو اشعار مختلف مقامات

جستہ جستہ چُن کر ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں ایسے معلوم ہوں کہ اس بحث پر اسی سلسلہ سے لکھے گئے ہیں، ملقط نہیں ہیں۔ اسی طرح حکایا کے غلاصہ کرنے میں بھی اس کا پورا لحاظ کیا گیا ہے کہ درمیانی اشعار حذف کرنے میں اصل حکایت بے ربط نہ ہو جائے اور ہر حکایت کے ضمن میں نتیجہ نکایت بھی آجائے جو حکایت کی اصلی غرض ہو۔

شروع کتاب سے پہلے میں نے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کا مختصر تذکرہ ٹھدیا ہے تاکہ مولانا کے کچھ تاریخی حالات معلوم ہو جائیں اور اسی ضمن میں نوسی شریف کی کچھ خصوصیات بھی بتائی گئی ہیں تاکہ اس میں بصیرت و بصائر حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اس مفید اور کارآمد مجموعہ کی یف کی توفیق دی اور ماہ شوال ۱۳۳۷ھ ہجری میں شروع ہو کر اسی سال ذی الحجہ مطابق مئی ۱۹۲۹ء میں مکمل ہو گیا۔ فلاحیہ

اس انتخاب جدید کا نام مغیر لغز مشنوی رکھتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ اس انتخاب کے مقدمہ میں نفس تصوف پر ایک مستقل مضمون لکھوں



ابتدائے اسلام سے اس وقت تک جو ارتقا یا تنزل انقلابات و تغیرات  
تصوف کے علمی و عملی پہلو میں پیدا ہوئے ہیں اُس کو بیان کروں خصوصیت  
کے ساتھ مولانا کے خیالات اور اُن کا مسلک صوفیانہ تباؤں لیکن یہ کام  
کچھ وقت اور فرصت چاہتا ہے اور ممکن ہے اُس کے انتظار میں اصل چیز کا  
اشاعت میں غیر معمولی توقف ہو جائے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ  
اصل انتخاب ایک مختصر دیباچہ کے ساتھ شائع کر دیا جائے اور اُس کا  
مفصل مقدمہ جس وقت بتوفیق الہی تکمیل کو پہنچ جائے پیش کر دیا جائے

ناچیز

ابوبکر محمد شعیب فاروقی جون پوری غفرلہ

ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

# مختصر تذکرہ مولانا جلال الدین دہلوی



## مختصر سوانح مولانا رومیؒ

آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین تھا۔ عرف عام میں مولاناؒ رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ سلسلہ میں بمقام بلخ پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے۔ ان کے والد کا نام بہار الدین ابن حسین بلخی ہے۔ محمد خوارزم شاہ المتوفی ۶۱۷ھ ہجری مولانا کا حقیقی نانا تھا۔

۶۱۷ھ ہجری میں مولانا کے والد شیخ بہار الدین بلخ چھوڑ کر نیشاپور گئے۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ ملنے آئے اس وقت مولانا کی عمر چھ سال کی تھی اور اپنے والد کے ہمراہ تھے۔ حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ نے اپنی مثنوی اسرار نامہ تبرکاً ہدیہ دی اور مولانا بہار الدین سے فرمایا کہ اس جوہر قابل سے غافل نہ رہنا یہ ایک دن غلطہ بلند کرے گا۔

مولانا نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ مولانا کے والد نے اپنے شاگرد خاص و مرید یا اختصاص مولانا برہان الدین کو ان کا تالیق مقرر کیا۔ مولانا نے انہیں کی تالیفی میں تربیت پائی اور اکثر علوم ان سے حاصل کئے۔ ۱۸ سال کی

عمر میں مولانا کی شادی ہوئی اور اسی سال اپنے والد کے ہمراہ قونیہ میں آئے اور یہیں رہنے لگے۔

اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۵ سال کی عمر میں مولانا نے تکمیل علوم کے لئے شام کا سفر کیا۔ کچھ دن شہر حلب کے مدرسہ حلاویہ کے دارالافتاء میں قیام کر کے کمال الدین بن عدیم سے فیض حاصل کیا۔ پھر سات سال تک دمشق میں تحصیل علوم و فنون کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے علم کلام اور علم فقہ اور اجتلیات میں خاص ملکہ رکھتے تھے فلسفہ و حکمت و تصوف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ شیخ بہار الدین کے انتقال کے بعد مولانا کے اتالیق سید برہان الدین نے نو سال تک علم باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دی۔ اس کے بعد مولانا کی عمر تعلیم و تدریس میں گزرنے لگی۔

## مولانا کی زندگی کا دوسرا دور

مولانا کی زندگی میں خاص انقلاب حضرت شمس تبریزی کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے۔ شمس تبریزی کا بزرگ کے خاندان سے تھے جو فرقہ اسماعیلیہ کا امام تھا۔ لیکن انھوں نے اپنا آبائی مذہب ترک کر کے علوم حاصل کئے اور بابا کمال الدین جندی کے مرید بن گئے۔ سوداگروں کی وضع میں شہروں کی سیاحت کرتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دعائانگی کہ اتنی کوئی ایسا خاص بندہ ملتا جو میری صحبت کا منتحل ہوتا۔ بشارت ہوئی کہ روم جاؤ۔ اسی وقت چل کھڑے ہوئے اور قونیہ پہنچے۔ بیچ فروشوں کی سرا میں اترے۔ سرائے کے دروازہ پر ایک چوہرہ تھا اس پر اکثر عمائد بیٹھتے تھے وہیں مولانا اور شمس تبریزی کی ملاقات ہوئی اور اکثر صحبت رہنے لگی۔ مولانا کی حالت میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ پہلے سماع سے

احقر از رکھتے تھے اور اب سماع بغیر چارہ نہ تھا۔ درس تدریس و غلط و پند کے اشغال چھوڑ دیے۔ حضرت شمس تبریز کی صحبت سے دم بھر کے لئے جدا نہیں ہوتے تھے۔ تمام شہر میں ایک شور و شعلہ مچ گیا کہ شمس تبریز فتنہ کے خوف سے چھکے دمشق چل دیئے۔ مولانا کو بے حد صدمہ ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولانا کی بے چینی دیکھ کر لوگ جاکر شمس تبریز کو داپس لائے لیکن تھوڑے دنوں رہ کر پھر شمس تبریز کہیں غائب ہو گئے اور باوجود تلاش کے ان کا پتا نہ چلا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت شمس تبریز کو کسی نے شہید کر ڈالا۔ شمس تبریز کی غیبت کے بعد مولانا کو سخت بے چینی ہوئی اسی اضطراب میں ایک دن صلاح الدین زکریا کو کوب کی دکان کے پاس سے گزرے وہ ورق کوٹ رہے تھے مولانا پر خاص حالت طاری ہو گئی۔ صلاح الدین زکریا کو کوب نے ہاتھ نہیں روکا اور بہت سا ورق ضائع ہو گیا۔ بالآخر صلاح الدین نے کھڑے کھڑے دکان ٹاڈی اور مولانا کے ہمراہ ہوئے اور نو سال تک مولانا کی صحبت میں رہے مولانا کو بھی ان کی صحبت سے بہت تسلی ہوئی بالآخر ۶۶۴ھ میں صلاح الدین نے انتقال فرمایا ان کی وفات کے بعد مولانا نے اپنے مریدین میں سے سام الدین چلی کو اپنا مہدم و ہراز بنالیا اور پھر حبیب تک زندہ رہے ان سے اپنے دل کو تسلی دیتے رہے۔ مولانا سے روم سام الدین کا اس طرح ارباب کرتے تھے کہ لوگ ان کو مولانا کا پیر سمجھتے تھے۔ انھیں مولانا حسام الدین کی ترغیب مولانا روم نے اپنی مشہور مثنوی شریف لکھی۔

## مولانا کی علالت اور وفات

۶۷۴ھ میں قونستان میں بڑے زور کا زلزلہ آیا اور چالیس دن تک اس کے جھٹکے

محسوس ہوتے ہے مولانا نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے قلم نہ چاہتی ہے۔ چند ہی روز کے بعد مولانا علیل ہوئے۔ اکل الدین اور غضنفر اطبا نے علاج کیا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۵ جمادی الثانی روز یک شنبہ ۱۳۷۷ھ بوقت غروب آفتاب مولانا نے وفات فرمائی اور ہمیشہ کے لئے یہ آفتاب علم و فضل غروب ہو گیا۔

رات کو سامان کیا گیا اور صبح کو جنازہ اٹھا۔ بادشاہ سے لے کر فقیر و غریب تک سب ہمراہ تھے۔ لوگوں نے تابوت تک توڑ کر تبرکات تقسیم کر لئے شام کو جنازہ قبرستان پہنچ سکا۔ شیخ صدر الدین شاگرد شیخ اکبر محی الدین مع اپنے مریدین کے ہمراہ تھے۔ شیخ صدر الدین جنازہ کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے لیکن چچ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر قاضی سراج الدین نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مولانا کی وصیت کے مطابق حضرت حسام الدین چلی مولانا کے خلیفہ بنائے گئے۔ مولانا نے دو فرزند چھوڑے ایک علاء الدین محمد دوسرے سلطان ولد۔ حسام الدین چلی نے ۱۳۸۴ھ میں انتقال کیا ان کے بعد سلطان ولد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

مولانا کا سلسلہ اب تک قائم ہے اور یہ لوگ فرقہ مولویہ کہلاتے ہیں۔

## مولانا کی تصانیف

مولانا کی تصانیف میں مولانا کے ملفوظات کا ایک مجموعہ ہے جس کا نام **خیرہ حافیہ** ہے

۱۔ صاحب کشف الطغزوں نے مولانا کا سال وفات ۱۳۷۷ھ لکھا ہے ۱۲۷۷ھ مولانا عبد اللہ جلد ریا داری نے

بڑے اہتمام سے مطبع معارف اعظم گڑھ میں ان ملفوظات کو چھپوایا ہے اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا ہے دیکھو معارف

اور پچاس ہزار اشعار کا ایک دیوان ہے جس کو بہت سے لوگ غلطی سے حضرت شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں۔ اس مخالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ اکثر مقطع میں شمس تبریز کا نام ہے۔ تیسری چیز مثنوی ہے اور اسی کتاب سے مولانا کا نام زندہ ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اختصار کے ساتھ مثنوی کی کچھ خصوصیات لکھ دی جاویں تاکہ ایک بصیرت حاصل ہو جائے۔

## خصوصیاتِ مثنوی

دولتِ غزنویہ کے آخر میں حکیم سنائی نے حدیقہ لکھی جو نظم میں تصوف پر پہلی کتاب ہے۔ حدیقہ کے بعد خواجہ فرید الدین عطار نے متعدد مثنویاں لکھیں جن میں سے منطق الطیر نے زیادہ شہرت حاصل کی ایک دن ایک خاص کیفیت میں مولانا کی زبان سے بیساختہ مثنوی کے ابتدائی اشعار نکل گئے پھر حسام الدین علی نے اصل لکھا کہ مثنوی پوری کی جائے چنانچہ مولانا نے پورے چہدفتر کے ڈالے جس میں دو ہزار چہدفتر سو چھیالیس اشعار ہیں۔ اگر چہ درمیان تصنیف میں وقفے اور فاصلے پڑتے گئے۔ چنانچہ مثنوی میں بہت کثرت سے ایسے اشعار پائے جاتے ہیں جس سے حسام الدین علی کا باعث تصنیف ہوتا معلوم ہوتا ہے۔ بعض دفتروں میں مولانا نے تاخیر کے نہایت لطیف وجہ بیان فرمائے ہیں مثلاً

ماتے ایں مثنوی تاخیر شد      مہلتے بایست تاخوں شیر شد  
تا زاید بخت تو فرزند تو      خوں نگر دو شیر شیریں خوش شنو  
یہ مثنوی ۶۲۷ میں شروع ہوئی ہے جو خود مثنوی کے ایک شعر سے ظاہر ہے



مطلع تاریخ ایں سودا و سود سال ہجرت ششصد و شصت و دو بود

## طرز تصنیف

علمی و اخلاقی تصانیف کا ایک طرز تو یہ ہے کہ ایک ایک مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک باب میں بیان کیا جائے اور ایک قسم کے مضامین سب ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی افسانہ لکھا جائے اور علمی مسائل موقع موقع سے اس کے ضمن میں بیان کر دیئے جائیں۔ اس دوسرے طریقے میں فائدہ یہ ہے کہ مضامین ذہن نشین ہو جاتے ہیں اور طبیعت اوکٹائی نہیں مثنوی میں مولانا نے اسی دوسرے طریقے کو اختیار کیا ہے یہی وجہ ہے کہ فرضی افسانے اور حکایات درج ہیں بلکہ ضعیف روایات تک درج کرنے میں مولانا نے پروا نہیں کی کیوں کہ غرض نتائج سے ہونہ واقعات سے مولانا خود فرماتے ہیں۔

ای برادر قصہ چوں پیمانہ اسیت      معنی اندرے بسان نہ اسیت  
گفت نحوی زید غلام خد خد      گفت چونش کر دے جرے ادب  
گفت ایں پیمانہ معنی بود      گزشتش بتاں کہ پیمانہ ست رد  
عمروغیر از بہر اعراب ست ساز      گرد و غشت آن قبا اعراب ساز

بعض حکایتیں نہایت گندی اور بظاہر اخلاق و سنجیدگی سے گری ہوئی ہیں لیکن اس سے نتیجہ نہایت عمدہ نکالا ہے جس تک مولانا ہی کا ذہن پہنچ سکتا تھا۔ فارسی زبان میں جس قدر کہتا ہیں اس فن پر لکھی گئیں کسی میں ایسے دقیق اور نازک مسائل دس سہار نہیں ملتے جن کی مثنوی میں بہتات و کثرت ہے۔ مثنوی نہ صرف تصوف اور اخلاق کی کتاب ہے بلکہ یہ عقائد اور کلام کی بھی بہترین تصنیف ہے۔

مسئل تصوف کے ہوں یا علم کلام کے ان کو تشیل اور تشبیہ سے اس طرح واضح اور ذہن نشین کیا ہو کہ ان کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی سچیدہ سے سچیدہ مسئلہ اس صفائی اور ستہرائی سے سلجھا کر بیان فرمایا ہو کہ اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں معلوم ہوتی تصوف اور کلام کے ہمت مسائل میں سے کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو نظر انداز ہو گیا ہو۔

شاعری کے اعتبار سے اگرچہ اس مثنوی میں بعض فرد گزشتیں پائی جاتی ہیں مثلاً فک اضافت یا غرابت لیکن یہ باتیں اس کی دوسری خوبیوں کے مقابلہ میں کالعدم ہیں۔ یہ مثنوی بحسب ریل سدرس محذوف میں ہے۔ وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن دوبارہ ہے۔

اس مثنوی کے الفاظ اور حروف میں جو موسیقیت اور طرز ادا میں جو قدرت اور ترکیب میں جو روانی اور سلاست ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ان سب باتوں کے ماسوا جو روحانی برکت اور اثر و جدائی و ذوق لذت ہے وہ ان تمام باتوں سے بالاتر ہے واللہ دسرها قال :۔

من چہ گویم وصفِ آں عالی جناب نیست پیغمبر وے دارد کتاب

### خلاصہ تذکرہ

محمد جلال الدین مولانا رومی ابن شیخ بہار الدین بن حسین ملتجی جلے پیدائش بلخ سال ولادت ۷۰۷ھ۔ محمد خوارزم شاہ کے نواسے ۶۰ سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ بلخ سے ہجرت کی ۸۰ سال کی عمر میں بمقام لارند شادی ہوئی۔ اسی سال قونیہ میں آئے۔

متوطن ہو گئے۔ ۲۵ سال کی عمر میں بغرض تحصیل علم شام کا سفر کیا۔ ۶۲ھ میں بمقام  
 قونیہ حضرت شمس تبریز کے مرید ہوئے۔ ۶۶ھ میں مثنوی شریف لکھی۔ ۵ جمادی الثانی ۷۱۰ھ  
 یک شنبہ کو بوقت غروب آفتاب ۷۲ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں قونیہ میں دفن ہوئے  
 ۶۸ سال کی عمر پائی۔ علاء الدین محمد اور سلطان ولہ دو بیٹے چھوڑے۔

---

منتخب گشته باین نوی  
شنوی مولوی معنوی  
نام نیکیش

■ ■ ■ ■ ■  
مغیر

شنوی

مغیر مغیر شنوی مولوی  
چشم دل روشن کند گر شنوی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# بابِ اَوَّل

## حم

حاضرِی و ناظرِی بر حالِ من	حمدِک و الشکرِک یا ذوالنن
بندِ گانش را جزا و سالارِ نے	واحد اندر ملک اور ایارِ نے
واہبِ این پر پیاسے را بجہ	صانعِ بے آلت و بے جارِ جہ
مروم و دیورِ پری و مرغِ را	خالقِ افلاک و انجسمِ برِ علا
مملکتِ ادبے حد و ادبے شبیہ	خالقِ دریا و دشت و کوہ و تہ
می رساند روزِی ہر مہر و مار	شاہِ ما بیدار و ہر دمِ ہوشیار
مردِ را بے کار و بے فعلے خداں	کلّ یوم ہو فی شانِ بخواں
خاکِ دیگر را بکودہ بولہ بشر	او مبدل کردہ خاکے را بزر
صد قیامت بگزرد دیں نا تمام	تا قیامت گر گویم زین کلام
اسے برادرِ دارہ از بوجہل تن	دست را اندر احد و احمد بزن

## نعت

بید و سرور محمد نورِ جاں  
 آن چنان گشتہ پُر از اِجلالِ حق  
 زان محمد شافعِ ہر داغ بود  
 از اہل شرح و حشیش سرمہ یافت  
مصطفیٰ را وعدہ کرد الطافِ حق  
 من کتاب و معجزت را را فغم  
 چاکرانت شہر ہا گیرند و جاہ  
 تا قیامت باقیش داریم ما  
 گر گوئیم تا قیامت نعتِ او  
 بہتر و مہتر شافعِ مجرماں  
 کہ در دہم رہ نیابد آلِ حق  
 کہ ز سرمہ چشم او ما ز داغ بود  
 دید آنچه جبریل آں بر نہ یافت  
 گر ہمیری تو نمیرد این سبق  
 بیش و کم کن را ز قرآن و فغم  
 دین تو گیرد بزماہی تا بہ ماہ  
 تو ترس از نسخ دین اے مصطفیٰ  
 ہیچ آں را مطلق و غایت مجو

## منقبتِ اصحاب

بہر این نہر بود پیغمبر کہ من  
 ما و اصحاب ہم چون کشتی فوج  
 مونس احمد بہ مجلس چارباہ  
 چشم احمد برا ابو بکر ی زدہ  
مصطفیٰ زین گفت با اسرار جو  
 میرد چوں زندگان بر خاک اں  
 بہچو کشتی ام بطوفانِ زمن  
 ہر کہ دست اندر زندیاں بستوج  
 مونس بو جہل عقبہ فدو انعام  
 وزیکے تصدیق صدیقِ آمدہ  
 مردہ را خواہی کہ ہیتی زندہ تو  
 مردہ و جانفش شدہ بر آسمان

مرا بود بجز تقی را تو بهیمن  
 اندرین نشأت نگر صدیق را  
 چون عمر شیدائے آل معشوق شد  
 زان نہ شد فاروق را زہرے گزند  
 چوں کہ عثمان آں جہاں را عین گشت  
 دور عثمان آمد دیالائے تخت  
 چوں رویش مرتضیٰ شد در فشاں  
 زین سبب پیغمبر را اجتہاد  
 گفت ہر کو را منم مولا و دوست  
 شد ز صدیقی امیر المؤمنین  
 تا بحشر افزدن کنی تصدیق را  
 حق و باطل را چو دل فاروق شد  
 کہ ہذاں تریاق فاروق قیس قند  
 نور فایض بود ذی النورین گشت  
 بر شد و پشست آں محمود بخت  
 گشت او شیر خدا در مرج جاں  
 نام خویش دآں علی مولیٰ تہاد  
 ابن عم من علی مولاے اوست  
 باز باشائے باب رحمت تا ابد  
 بارگاہ مالہ کفوا احد

## افتتاحیہ

بشنو از نے چوں حکایت می کند  
 کہ نیستاں تا حرا بہریدہ اند  
 سینہ خواہم شرمہ شرمہ از فراق  
 ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش  
 من بہر جمعیتے نالاں شدم  
 ہر کسے از ظن خود شد یار من  
 و ز جہاں ہا شکایت می کند  
 از نفیرم مردوزن نالیدہ اند  
 تا بگویم شرح درد اشتیاق  
 باز جوید روزگار و صل خویش  
 جنت خوشحالان بد حالان شدم  
 از درون من بخت اسرار من



سرسمن از نالہ من و نیست  
 تن ز جان و ز تن مستور نیست  
 آتش ست این بانگ تائی نیست باد  
 آتش عشق ست کا زرنے قتاد  
 نے حریفے ہر کہ از بارے برید  
 ہچو نے زہرے و تر یاقے کہ دید  
 نے حدیث راہ پر خوں می کند  
 محرم این ہوش جز بہوش نیست  
 در غم ماروز ہا بیگاہ شد  
 روز ہا گرفت گور و باک نیست  
 ہر کہ جز ما ہی ز آبش سیر شد  
 بالب و مساز خود گر جفتے  
 ہر کہ اواز ہمز بانے شد جدا  
 چونکہ گل رفت و گلستان رگرفت  
 سرتپان ست اندر زیرہ ویم  
 لیک چشم و گوش را آن فو نیست  
 لیک کس را دید جہاں ستور نیست  
 ہر کہ این آتش نذر و نیست باد  
 جوش عشق ست کا زرنے قتاد  
 پردہ آتش پردہاے ماوریہ  
 ہچو نے مساز و مشتاقے کہ دید  
 قصہ ماے عشق مجنوں می کند  
 مرزاں را مشتری جز گوش نیست  
 روز ہا با سوز ہا ہمراہ شد  
 تو ہماں لے آنکہ حوں تو باک نیست  
 وانکہ بے روز نشین و روز نشین شد  
 ہچو نے من گفتی نہما گفتے  
 بیوا شد گرچہ دار و صد نوا  
 نشوئی زان پس بلبس سرگشت  
 فاش اگر گویم جہاں بر ہم زخم

در تیا بد حال نچست ہیج خام  
 پس سخن کوتاہ باید و اسلام

## صفتِ مثنوی

خربلے ناگاہ از خرخانہ  
 کیں سخن بپست است یعنی مثنوی  
 نیست ذکر و بختِ اسرارِ بلند  
 از مقاماتِ قبیل تا فنا  
 جلد سراسر فناء ست و فسون  
 چون کتابِ اللہ بیادیم براں  
 کہ اساطیرِ سب و افسانہ نثرند  
 کودکانِ خرد ہمیش می کنند  
 ذکر اسماعیل و یحییٰ جبرئیل  
 ذکر بلقیس و سلیمان و سبا  
 گفت اگر آساں نماید این بتو  
 ظاہر شد دیدی ز معنی غافل  
 حرفِ قرآن را بدان کہ ظاہر است  
 زیر آں باطن یکے بطنِ دیگر  
 ہمچنین تا مفت بطنِ بے بواکر  
 همچو قترانِ مثنوی ز دل  
 گر شدی عطشانِ بحسبِ معنوی  
 سر بردن آورد چون طعانہ  
 قصہ پیغمبر است و پیروی  
 کہ دو آئند اولیا راں سو کند  
 پایہ پایہ تا ملاقاتِ خدا  
 کودکانہ قصہ بیرون دروں  
 ہمچنین طعنے ز دندانِ کافراں  
 نیست تحقیق و تعقیق بلند  
 نیست جز امر پسند و ناپسند  
 ذکر قصہ کعبہ و اصحابِ فیل  
 ذکر داؤد و زبور و اوریا  
 این چنین آساں یکے سورہ بگو  
 باطنش را کن نگہ گر کاملی  
 زیر ظاہر باطنی ہم قاہر است  
 خیرہ گردد اندر و فکر و نظر  
 می شمر تو این حدیثِ معصم  
 باوی بعضے و بعضے را مضمحل  
 فرجہ کن در جبرئیل مثنوی

فرج کن چنانکہ اندر ہر نفس	مثنوی را معنی بینی و بس
نکھٹائے بکر آید در بیاں	بہر یکے زایشاں جاں اندر جہاں
بشنوید لے دوستاں این استاں	خود حقیقت نقد حال باستاں
نقد حال خویش اگر پے بریم	ہم زد دنیا ہم ز عقبے بر خودیم
فہم گر دآرید جاں را رہ دہید	بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
خوشتر آں باشد کہ ستر دہراں	گفتہ آید در حدیث دیگر اں
مطلع تاریخ این سودا و سود	سال ہجرت ششصد و شصت و دو بود
ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است	و انکہ دیدش نقد خود مردانہ است

# باب دوم

## مسائل و اصطلاحات تصوف

### ذات و صفات باری تعالیٰ

ہر چہ اندیشی پذیر اے فضاست  
 لایرم البصار نالامد رکہ  
 بس نہایتنا بقصد پیدا شود  
 ہر کجا باشد ز سینہ فتح یاب  
 نور تو بر چشم خود نور دل ست  
 باز نور تو بر دل نور خداست  
 خن پدیدست از میان دیگران  
 ذات پاک او معرا از صفات  
 اے تو مخفی در مظهر خورشید  
 وں اندیشہ ناپیداں خداست  
 و ہوید رک بین توا موسی و کہ  
 چون کہ حق را نیست ضد پنہاں بود  
 او نہ ہر ذرہ بمبید آفتاب  
 نور چشم از نور دلہا حاصل ست  
 کو نہ نور عقل و حس پاک جداست  
 ہر چہ ماہ اندر میان آشتی راں  
 ہر زمان کہ دی تخیلے جہاں  
 وں رخت پنہاں بنور نوشتن

فرط نور دوست رویش را حجاب  
 یزد فرغ شمع و سینہ می تاب  
 در نیاید ذات او را بے مثال  
 چیست پس بر جوید خویش جھو و  
 فہم کوں آتا یہ اظہار شد  
 ایں کہ با جنبیدہ جنبانندہ ہست  
 لیکہ از جنبیدہ بنی جاں ہاں  
 اسپیچہ در جوان و تا پیدا اسوار  
 باد راستہ جز بہ تھریب و وسیل  
 چاہتا پیدا و پناہاں جاں ہاں  
 جوش لہ دیدی کہ آن بال نبود  
 سایہ اندیشہ معار د اں  
 جز کہ نور آفتاب مستطیل  
 جسم بچوں آستین جاں بچو بہت  
 جس بسوئے روح زو تر رہد و  
 ایں ندانی کو ز عقل آگندہ ہست  
 جنبش مس را یہ دانش ز کند  
 فہم آید مر تر کہ عقل ہست  
 توندانی بھر اندیشہ کجاست

ہی روئے پوش آفتاب  
 چہم مستطیل پر وہ پیش روئے آفتاب  
 لیکہ ہرگز مست تصور و خیال  
 ایں تصور دارہ زبے صورتہ وجود  
 گزرتو آں را می نہ بینی و نظر  
 پس بتیس و عقل ہر دانندہ ہست  
 تھو آواز جنبیدہ بنی جاں  
 و سہم ہستہاں و ظلم ہی خط گزارد  
 تا کہ را بنی یہ بالا اسے سلیل  
 میسر پیدا میں و تا پیدا کساں  
 بودے گل دیدی کہ آن جا گل نبود  
 صورتہ دیوار و سقف ہر مکان  
 تھو نہباشہ آفتابے را دلیل  
 جسم ظاہر روح مخفی آمدہ ہست  
 باز عقل از روح مخفی تر بود  
 جنبشہ بنی یدانی زندہ ہست  
 تا کہ جنبشہاں موزوں مرکب  
 ناں مناسب آمدن افعال دست  
 ایں سخن و آواز از اندیشہ خاست

چوں تو ہستم می کنی تو نور ذات  
در گزرا ز ذات و بشکورت صفات  
ظاہر است آثار نور و حقیقتش  
نیست را بنمود بہت آں محققش  
مر صفاتش را چہاں داں اے پیر  
بیج ماہیات او صاف کمال  
پس اگر گوئی بداتم دور نیست  
حد ہزاراں وصف اگر گوئی بیش  
آنچہ دیدم من بچشم دل عیاں  
زاں کہ نامحدود نماید در حدود  
ذات نبود و صفہ اسما و صفات  
تا صفات رہ نماید سوسے ذات  
لیک کہ و ندیدہ ادا ہائیش  
ہست را بنمود بر شکل عدم  
کز دے اندوہم نامد جہت اثر  
کس نداند جہت یا آثار مثال  
در یگوئی کہ نداتم دور نیست  
جلہ و صفہ اوست او زہی جلہش  
نیست ممکن صد کشی گرد و بیان  
بحر مطلق چوں در آید در قیود

چوں نہایت نیست این را لا جرم  
لاف کم باید زدن بریندوم

## نبوت و وحی

چوں خدا اندر نیاید در عیاں  
نہ غلط گفتہ ام کہ آب با توب  
گفتہ ام طوبیٰ من را فی مصطفیٰ  
نور خداداد از من طلب تو ای زخیر  
ہذا بیتی دلیل پاکی است  
نائب حقند این سفید ہاں  
گروہ پنداری قبیح آید نہ توب  
والذی یبصر لمن و ہی پرستے  
نور ہم ہم ز آفتاب است اسے پیر  
گنج نور است از طلسمش ناکی است

اطلب المعنى من الفرقان وقل  
 انبیا را در دودون ہم نعماست  
 باز ضمیر از عقل و جان آدمی  
 او تعلم حق بدانند هر چه هست  
 بے تعلیم حق و ہدای معلوم  
 پنج حصے ہست خدای پنج حص  
 آئینہ دل چوں شود صفائی و پاک  
 پس محل وحی گردد گوش جان  
 روح وحی از عقل نہاں نہ بود  
 فلسفی کو منکر نہانہ است  
 قابل تسلیم و فہم ست ایر خیز  
 از پئے رو پوش عامہ دیباہ  
 لا تفرق بین احد من رسل  
 طالبان را زان حیات بے ہمت  
 ہست جانے در نبی و در ولی  
 کشف گردیش او تہراست  
 علمائے برتر از درک فہوم  
 آں چو زمرخ و ایں جہاں جوس  
 نقشہا بنید بر دل اند آہ فاک  
 وحی چہ بود گفتن از حق نہاں  
 زان کہ اغیب ست با دژان سر  
 از حواس انبیا بیگناہ ست  
 لیک صاحب حق تعلیمش دہد  
 وحی دل گویند آنرا صوفیاں  
 وحی دل گیرش کہ منظر گاہ اوست  
 چوں خطا باشد کہ دل آگاہ اوست

## معجزہ

بر زند از جان کامل معجزات  
 بر دے و آد از ہمیر معجزہ ست  
 یا عضایا بحیر یا شق القمر  
 بر زند از جان کامل معجزات  
 در دل ہر کس کہ از دانش مرزہ ست  
 معجزہ کاں بر جادی کرد انر

و دفع تیار کر کے ہر مغیرہ خیریت

جہذا تاں بے ہیولائے خمیر  
بوسے جنسیت سوسے دل پر دوست  
بوسے جنسیت کند جذب صفات  
دوست کے گرد و بہتہ گردنے  
باز کردہ خرق عادت محسنہ

طالبان را زیر این آرزق متقی  
گاہ قدرت خدای سنت شود  
قدرت مطلق سببها  
تا بداند طایع جستن مراد  
کہ نہ هر ویدار صنعتش را ستر است  
در سبب مغلکہ بدان افکن نظر  
آں سببها زین سببها برتر است  
واں سببها راست محرم انبیا

از سبب می رسد ہر خیر و شر  
نیست اسباب و وسائل را اثر

تا ازاں جاد اثر گیر خمیر  
معجزات از ہر قدر دشمن ست  
موجب ایمان نہ باشد معجزات  
فکر کرد و دشمن ادا دوست سے  
سنت و عادت تہادہ یا مزہ  
سنتے نہاد و اسباب و طرق  
بشیر احوال بر سنت ردد  
ہر چہ خواهد آں سبب آورد  
لیک قلب بر سبب را ندلفاد  
این سببها بر نظر پا پر و ہاست  
ہست بر اسباب اسباب گہر  
آں سببها انبیا را رہ برست  
این سبب را محرم اند علقها

تقدیر

ز ان قلم بس سرنگوں گرد و علم  
در ممالک مالک تدبیر اوست

من ہی گویم برو جفت القلم  
اندریں شہر ہمدان میر اوست



پہنچ بر گے بر نیفت از درخت  
 از دہاں لقمہ نشد سوئے گلو  
 در زمین و آسمان سازد  
 صنع حق با جملہ اجزائے جہاں  
 پیش قدرت خلق جملہ بارگہ  
 تو قرآن باز جہت تفسیر بیت  
 گر ہر انیم تیراں نے زماست  
 پس قلم بنوشت کہ ہر کار را  
 کج روی جہت القلم کج آیدت  
 نظم آری مدبری جہت القلم

معنی جہت القلم کے اس بود

کہ جفا با با وفا یکساں شود

اختیار *talākh*  
*al-ikhtiyār*

جبرش گوید کہ امر و نہی لا است  
 متکثر حق نیست آں مرد قدر  
 منکر قتل خداوند جلیل  
 آں بگوید مرد و ہست و نارسے  
 اختیارے نیست اس جملہ خطا  
 فعل حق حتی تا شد اسے پھر  
 مہست و نہ انکار مدلول دلیل  
 نور شمعے نے نہ شمع روشنے  
 طبیعت می بیند پے انکار را

دانش سوز و بگوید نار نیست  
 پس تخطی آمدن دعویٰ جبر  
 گیر گوید هست عالم نیست رب  
 دین ہی گوید چہاں خود نیست بیج  
 جلہ عالم مقرر اختیار  
 حق چہاں را مقرر است حق  
 زان کہ محسوس است مارا اختیار  
 گر نباشد فعل خلق اندریاں  
 کرد حق و کرد ماہر و ہمیں  
 یک مثال لے دل پئے فرستے پیا  
 دست گوید زان بود از ارتعاش  
 ہر دہش آفریدہ حق شناس  
 زان پشیمانی کہ دادی لرزہ اش  
 بحث فعل است این چہ عقل خیلہ گد  
 تا ضیعے رہہ برد آں جا مگر

## خبر و شمر

نیست باطل ہر چہ زان آفرید  
 نیک و بد و یک و گد آمیختہ  
 از غضب و از حلم و از فح و مکنہ  
 ہر یکے زیں صورتے انجختہ

نفع و ضرر خود ہر یکے پر موقع مست  
 در زمانہ ہیج نہر وقت نیست  
 نہر ماراں مارا باشد حیات  
 خلق آبی لاؤد دریا چو باغ  
 زید اندر حق آن شیطان بود  
 زید یک ذات مست بڑاں یحشاں  
 صورت ہر فرستے و نہر حق  
 پس بد مطلق نہ باشد در جہاں  
 کفر ہم نسبت بخالق محکست  
 عیب شد نسبت بخلق بھول  
 علم ازین رود اجبت و ناعت  
 کہ یکے را باد گہ پیوند نیست  
 نسبتش با آدمی باشد مہات  
 خلق خاک را بود آن مردود باغ  
 در حق شخص دگر سلطان بود  
 او بریں دگر ہمہ رنج و نساں  
 ہست این را دوزخے از رنج  
 بدیہ نسبت باشد این را ہم بیان  
 چوں بمانست کنی کفر آفت مست  
 نئے بہ نسبت با خداوند قبول

## موت و معاد

تو بدان کیں تن بود ہجو لباس  
 تن ہی ناز و بختی و جمال  
 گویدش کاسے قریب تو کیستی  
 غنج و نازت می گنج در جہاں  
 مرگ ہر یک لے پیر ہر گاہ دست  
 ہر کہ پوسفت دید کہ دشمن جان خدا  
 کشتن و مردن کہ بر نفس و تن مست  
 روح را اولابس آمد در قیاس  
 روح پنهان کردہ فریاد و مال  
 یک دور و زاز پر تو من زبستی  
 باش تا کہ من شوم از تو جہاں  
 پیش دشمن دشمن دبر دوست دست  
 ہر کہ گر گشت دید برگشت از ہوا  
 چوں انار و سیب را بشکست

انچہ شیر نیت او شد نار و انگ  
 گفت موسیٰ کاے خداوند حساب  
 پس بفرمودش کہ لے دولت آہ  
 موسیٰ آنچہ بکار اندر نہیں  
 چوں کہ موسیٰ کشت کشت شہام  
 و اس گرفت و مراں را می پرید  
 کہ چہ کشتی کتی و پروری  
 گفت یاریب زان کنم ویران و پست  
 نیست حکمت ابن دور آیمحقق  
 گفت این دانش ز کہ آموختی  
 گفت تمیزم تو وادی اسے خدا  
 در خدایق روحائے پاک بہت  
 این صدقہ نیست در یک مرتبہ  
 و اچہ بہت اظہار این نیک و تباہ  
 بہر اظہارست این مرگ لے شہا  
 جاتہائے بستہ اندر آب و گل  
 در ہوائے عشق چوں بقیع شوند  
 اولیاء را چوں بوصل افت نظر  
 آن نفس کہ بہت عین بارغ در

و اس کہ یوسیدست بنود غیر بانگ  
 نقش کردی باز چوں کردی خراب  
 چوں برسیدی بیابان و جہاب  
 تا تو ہم خود داد ہی انصاف این  
 خوشنایش یافت خوبی و نظام  
 پس نداد از غیب در گوشش رسید  
 چوں کہ اسے یافت آزمای بری  
 کہ درین جا دانہ بہت و کاہ بہت  
 فرق واجب می کند در بخش  
 کہ یدانش خرمنے اند و خستی  
 گفت بس تمیز چوں بنود مرا  
 روحائے تیسرہ و گناک بہت  
 و ریکے درست و در دیگر شہہ  
 ہچنہاں کا ظہار گستہما ز کاہ  
 تا نماند گنج حکمت انہاں  
 چوں رہند از آب و گلہاں دول  
 بچوں قرص بدر بے نقصان شوند  
 و اس کہ ایشان را جہل باشد شکر  
 مرغ می بیند گلستان و شجرہ

بوقت مرغان از بیرون گرد قفس  
 مرغ را اند قفس زان سینه زار  
 سر زهر سوراخ بیرون می کند  
 چوں دل و جانست چنین بیرون بود  
 جفا مجروح گشته از غوغای تن  
 پس در چه معلوم گردد این رعیت  
 هست مار خوب و بیداری ما  
 اسپ جان را می کند عاری ز ری  
 فائق الاصاباح اسرائیل دلا  
 میل هر چای بسوخته تن شود  
 چو شعله شود از خواب بیدار و سحر  
 آن چنان که جان ببرد سوخته طری  
 در کفش بنهند نامه بحبل وجود  
 شرط روز بعثت اول مردنت  
 چشم بگشا حشر را پیدا پس  
 در محک کاین چشم را خاک آگند  
 روز کشتن روز نهان گردنت  
 وقت بد و دوزخ که مغسل زند  
 هیچ کشتی آنچه می آید بکار

خوش همی خوانند زانرا وی قصص  
 نه خوشی مانده ست نه خبر و قرار  
 تا بود کاین بند از پابر گشت  
 آن قفس را در کشائی چوں بود  
 می پرد با پر دل بی پائے تن  
 بعثت را جو کم کن اندر بعثت بحث  
 بر نشان مرگ و محشر و دگر  
 سر النوم راخ الموت است این  
 جمله را در صورت آرد زان دیا  
 هر تنی از روح آبتن شود  
 باز آید سوخته او آن خیر و شر  
 نامه پزدانده لیا و از بیمین  
 فسق و تقوی آنچه او خود کرد و داد  
 زانکه بعثت از مرده زنده گردنت  
 تا مانند شباهت در یوم دی  
 هست آنچه گوید را روشن کند  
 تخم در خاک پریشان گردنت  
 روز پادشاهش آمد و پیدا شدن  
 تا نباشی در درادشده مدار

عالم اول برائے امتحان  
وقت محشر ہر شے را صورتیت  
سیرتے کاں بر وجودت غالبیت  
پیشما و خلفما ہرچہ ہمیشہ  
تو از ان روزے کہ دست آید  
از چادوی بے خبر سوئے نما  
باز سوئے عقل و تمیزات خوش  
ہچنین تا صد ہزاراں ہستما  
صد ہزاراں شہ ویدی لے نمود  
مرگب اصغر مرگب اکبر را زدود  
روزہ محشر ہر نماں پیدا شود  
دست و پاید ہر گواہی با بیاں  
دست گوید من چنین دندیدہ ام  
پائے گوید من شدستم تا منے  
حشم گوید کردہ ام غمزدہ ام  
گرہمی خواہی سلامت از ضرر

عالم ثانی جزائے این و آں  
صورت ہر یک عرض را نوعیت  
ہم ہر ان تصویر حشرت واجبست  
سوئے خصم آیند روزہ ستیز  
آتش یا خاک یا بادے ہدی  
وز تما سوئے حیات و ابدت  
یا نہ سوئے فایح این پنج دیش  
بعد یک دیگر دوم بہر تابت  
تا کنوں ہر لحظہ از بدو وجود  
حشر اصغر حشر اکبر را نمود  
ہم ز خود ہر مجرے رسوا شود  
بر فساد او بہ پیش مستعان  
لب گوید من چنین بوسیدہ ام  
فرج گوید من یکدم دستم نہ نا  
گوش گوید چیدہ ام سور اکلام  
چشم ز اول بند و پایاں را نگر

## علم نافع

خاتم ملک سلیمان ست علم  
جہا عالم صورت و جان ست علم

تا بہفتم آسمان افروخت علم  
 کوہی آن کس کہ در حق در شکست  
 صد ہزار ان علمش اندر ہر رگست  
 تا شوی را کب تو بہر ہوا جو علم  
 علمہائے اہل تن احمال شاں  
 علم چوں بر تن زنی بارے شود  
 یا نہ باشد علم کاں بنود نہ ہو  
 آن بناید ہچو رنگ ما شطہ  
 بارہ بر گیرند و بختند خوشی  
 تا بہ بتی از دروں انبار علم  
 بے کتاب دیے معید و او شہا  
 بلکہ اندر شرب آب حیات  
 طالب علم ست غواص یکبار  
 زان کہ ہر فرے یا علمش بہرست  
 حکمت دینی برد فوق فلک  
 علمہائے ناورہ یابی ز حیب  
 کہ یداتی من کیم در یوم دیں

آدم خاکی ز حق انورخت علم  
 نام و ناموس لک را و شکست  
 بوالبشر چوں علم الاسما گشت  
 ہن کش تو بہر ہوا این بار علم  
 علمہائے اہل دل حال شاں  
 علم چوں بر دل زنی بارے شود  
 گفت ایندو بچمل اسفار کہ  
 علم کاں بنود نہ ہو بے واسطہ  
 لیک چوں این بارہ اینکو کشی  
 ہن کش بہر ہوا آن بار علم  
 بتی اندر دل علوم انبیا  
 بے صحیحین و احادیث و روایات  
 علم دیر نیست بے حد و کنار  
 دانستہ باید کہ اصلش ناں ہرست  
 حکمت و تیا قزاید ظن و شک  
 در کئی خدمت بخوانی یک کتیب  
 جان جملہ علمہا این سرست این

## مرتبه قیاس بمقابلہ نص صریح

مجتہد ہر گز کہ باشد نص شناس  
چون نباید نص اندر صورتی  
اول آنکس کہ قیاس کما بعد نمود  
گفت نارا از خاک بیشک بہتر است  
پس قیاس قرع بر آتش کہیم  
گفت حق سنی بلکہ لاناہاب شد  
زادہ خاکی منور شد چو ماہ  
ایں قیاسات و تحری روز ابر  
لیکسہ باخورشید و کعبہ پیش رو  
نص و حی روح قدسی و ان یقین  
اندر اں صورت نیندیشد قیاس  
از قیاس اں بنا نہاید غیر سنی  
پیش انوار خدا ابلیس بود  
من ز نار دوزخاک بہتر است  
اوز ظلمت مانہ نور روشنیم  
زہد و تقویٰ فضل را محراب شد  
زادہ آتش توئی اسہ در سیاہ  
یا لبیب مرقبہ را کرد دست ہبر  
ایں قیاسات و تحری را مجبور  
واں قیاس عقل جزوی نیستہ این

## تصوف و صوفی

کار در ویشی و رائے فہم تست  
ترا کہ در ویشی و رائے کار ہست  
فقہ و تحری نہ گزافہ است و مجاز  
و فقر صوفی سواد و حرفہ نیست  
خویش را ساقی کوں ازاد صاف خود  
سویہ در ویشی تو شکستہ شکست  
و میدم از حق مرایشاں را و یکاست  
نہ ہزاراں غرہ پانچ ہست زادہ  
بز دای اسفید ہچو برشتہ نیست  
تا یہ نبی دانت پاک سافہ خود  
سویہ در ویشی تو شکستہ شکست



بنی اندر دل معلوم انبیا  
 علم کا نبود نہ ہو بے واسطہ  
 صورت بے صورتے بے حد غیب  
 راست گفت ستاں شیریں زباں  
 پس بدایا کہ چون کہ رستی از بدن  
 علت دیدن دایاں پیہ لے پسر  
 نور را با پیہ ہم نسبت نہ بود  
 گر تن خانی ملکوتیست بہت  
 پس چو آہن گچہ تیرہ ہیکلی  
 صیقل عقلت بدایاں وادست حق  
 آئینہ دل چوں شود صافی و پاک  
 ہاں بیالے جان جاں صدر جمال  
 صوفی ابن الوقت باشائے رفیق  
 تو گر خود مرد صوفی نیستی  
 ہر کہ عاشق گشت رستا وقت حال  
 غرق آن نور سے کہ اول پولدست  
 بندگان حساس عالم الغیوب  
 با ازل خوش با اہل خوش شاد کام  
 کار ایشان ست زان سو سے بری

بے کتاب و بے معید و اوستا  
 آں بناید بچو رنگ ماشطہ  
 آئینہ دل ماست و مخصوص حبیب  
 چشم گرد و موی بوسے عارفان  
 گوش و بینی چشم می باید شدن  
 ورنہ خواب اندر ندیدی کس صورت  
 نسبت بخشید خلاق و دوو  
 صیقل کن زانکہ صیقل گیر بہت  
 صیقلی کن صیقلی کن صیقلی  
 کہ بدایا روشن شود دل ادرق  
 نقشہ بینی یروں از آگہ ناکہ -  
 خوش غنیمت دار وقت ہر جاں  
 نیست فردا گفتن از شرط طرب  
 نقد را از انبیا یہ شیر ذہبتی  
 غرق شد و بحسب مستحق و جمال  
 لعلی لعلی یونہی آن نور وایت  
 در ہماں جان جو اسیر اللہ رہا  
 فارغ از شغف و گفتن خاص و عام  
 گرد دست روشنی چو گردہ بری

نور حق ظاهر یزدان در ولی  
 کان گم و بے که هدایت از وجود  
 هر که مردان در تن او نفس گیر  
 چون دلش آموخت شمع افروختن  
 اولیایا هست قدرت ازاله  
 چون قبول حق بود آن مرد است  
 جمل آید پیش او دانش شود  
 کاسیله که خاک گیرد ز ر شود  
 هر چه گیرد علقی علت شود  
 گرونی ز هر سه بخورد و نوش شود

پس ببرد و رسد ولی قائم است  
 تا قیامت از دانش دائم است

### وحدۃ الوجود

دو گد و دو مدان دو دغواں  
 گر هزاران اند یک کس نیست  
 بر وحدت نیست بخت نبود نیست  
 غیر و بیا که نماید موج آب  
 عین دریا و ال تو آلودج و حیا  
 در جهان منکر بر دسک او نگر

نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ  
 اصل بنید دیده چون انزل بود  
 چون که جفت احوال نیم اے سخن  
 اس دوری اوصاف دید احوال است  
 کل شیء ما خلا الله باطل  
 جمله ما من پیش او نمید  
 ملک ملک اوست او خود مالکست  
 مانند اند غیر او در کارگاه  
 گرد و چشم حق شناس آمد ترا  
 گر ہی نخواهی که یغوری چو روز  
 دوست پر پی عرصه هر دو سرا  
 هستی همچو شبی خود را بسوز

صیت تو حید خدا آموختن  
 خویشتن را پیش واحد سوختن

## تخلیق عالم

شد جهان آئینه رخسار دوست  
 هر دو عالم در حقیقت عکس است  
 هر یک در نور و خود تو بهر یافت  
 یافت از نورش جماد افتادگی  
 یافت حیوان بهر ذوق و حیات  
 باز هر صنف از نوع دیگر  
 هر دو عالم در حقیقت عکس است  
 هر یک در نور و خود تو بهر یافت  
 کرد از مهرش نبات استادی  
 گشت از ایشان ظاهر انواع  
 یافته فیضه ز شاه دادگر

گر چه این خور بر ہم کیان بتافت  
 در درون خانه نور آفتاب  
 نیست را بنمود هست آن محشم  
 بحر را پوشید و کف کرد آشکار  
 جنبش کفها ز دریا روز و شب  
 گرد و چشم حق شناس آمد ترا  
 صورت از بے صورت آمد و برفت  
 حیرت محض آمد و بے صورتی  
 هست بے رنگی اصول رنگها  
 چوں که بے رنگی اسیر رنگا شد  
 چوں که بے رنگی رسی کاں دشتی  
 زاید از صورت و دلی لے بے هنر  
 منکر اں گویند خود هست این قدیم  
 صد هنر اں اہل تقلید نشان  
 پائے استدلالیاں چو میں بود  
 یا عصا کوراں اگر رہ دیدہ اند  
 کور می ایشان درون دوستا  
 ہر گھلے کا ندر : روں بویا بود  
 بوئے دیشاں رنم انھ منکر اں

لیک ہر یک دور خود خود نور یافت  
 ہم بقدر روز نہ افگند تاب  
 هست را بنمود بر شکل عدم  
 با ورا بنمود و پوشید اے غبار  
 کف ہی مینی نہ دریا اے عجب  
 دوست پتہ میں عرصہ ہر دوسرا  
 ہچنسا کنز آتشے زادست دود  
 زادہ صد گوں الت از بے آفتی  
 صلحا باشد اصول جنگا  
 موسے باموسی در جنگا شد  
 موسی و فرعون دارد آشتی  
 از دوی گزریکے حق را ننگ  
 پس سرا بنام یر رب کریم  
 افگند نشان تیم و سیمے در گماں  
 پائے چو میں سخت بے تکلیں بود  
 در پناہ آن خلق روشن دیدہ اند  
 حق یرد یا بند بارغ و بوستاں  
 آن گھل از اسرار کل گویا بود  
 گرد عالم می رود پرودہ دراں

یا چو نازک منتظر رہا نگریں  
چشم می دو زندان ازل معانی برق

نگریں بچوں جمل تہاں بوئے گل  
خوشی تن مشغول می سازند و غرق

## عالمِ امر

عالم خلق است سما و جہات  
بے جہت تہاں است امر لا جرم  
واں جہان بہت پس نہاں شدہ  
می رود بر خاک پڑاں مرغ و ش  
می وود چندان کہ بے پایہ شود  
بے خبر کہ اصل آں سایہ کیاست  
آسمان و آفتابے و گیمہ است  
می نہ بیند این دور را جز چشم چا

بے جہت داں عالم امر و صفات  
بے جہت داں عالم امر است صم  
این جہان نیست چوں ہستان شدہ  
مرغ بند بالا پیران و سایہ اش  
ایلیہ صیاد آں سایہ شود  
بے خبر کاں عکس آں مرغ ہوست  
غیب را ایرے و آئے دیگر است  
ہست بارانہا جزیں یا راں

## تخلیق انسان و مرتبہ آل و عرضاں

عکس خود و در صورتش پیدا کنند  
چوں نظر کردی بچہ جلاوت  
علم عالم حاصل آید مرتہ ا  
خوش را بشناس نر راہ قیاس  
عارف خود شو کہ حق این تائیں

و جہ آدم آئینہ آسمان کند  
از رہ صورت نماید غیر دوست  
چوں بدانی تو کہا ہی خوش را  
کہ ہی خواہی کہ باشی حق شناس  
بل تر راہ کشف و تحقیق و یقین

جملہ عالم ہست عاجز ہست تو  
 تو بے جان جسم عالمی  
 نسخہ نقش الہی خود توئی  
 جملہ عالم چون تن و انسان است  
 ہست انسان مرکز دور جہاں  
 ہر دو عالم گشتہ است اجزائے او  
 در کمال قدرتش میں ہے شکے  
 لامکان اندر مکان کردہ مکان <sup>مکان</sup>  
 صد تہراں بحر و قطرہ نہاں  
 ایں ابدین ازل آسہ یقین  
 منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ  
 یک گہر بودیم همچو آفتاب  
 چون بصورت آمد آں نور سرہ  
 چوں یا مرا ہبوطا بندی شدند  
 او ازاں روزے کرد ہست آردہ  
 از جمادی بے خبر سوئے نما  
 باز سوئے عقل و تمیزات خوش <sup>دعا</sup>  
 چھینیں تسلیم تا تسلیم رفت

تو گدایا نہ چہ گردی کو بچو  
 جملہ عالم خود توئی منکر دے  
 عارف اشیا رکما ہی خود توئی  
 ہر چہ می جوئی ز انسان حاصلت  
 نیست بے انسان مدار آسمان  
 برتر از کون و مکان مادے او  
 ہر چہ ہست و بود باشد و نہاں  
 کو دو عالم می نماید و رکنے  
 بے نشان گشتہ مقید و زناں <sup>مستحق</sup>  
 ذرہ گشتہ جہاں اندر جہاں  
 باطن ایں جاعین ظاہر شدہ ہیں  
 بے سرو پیے پادیم آں سر ہمہ  
 بے گرہ بودیم و صافی همچو آب  
 شد عدد و حوں سایہ اسے کنگرہ  
 صبر خشم و حرص و خوردی شدہ  
 آتے یا خاک یا بادے شدہ  
 و ز نما سوئے حیات و استلا <sup>نما</sup>  
 باز سوئے خلیج ایں پنج و شش <sup>لحہ</sup>  
 تا شد اکثوں عاقل و نادان <sup>دعا</sup>

ہم ازین عقلش بخواب کرد نیست  
 صدر اراں عقل بنید بوالعجب  
 بے امید نفع بر عین نقش  
 کہ یہ فرسہ وار ہند از اندھاں  
 بر عین کوزہ نے از بہر آب  
 بر عین کاسہ نے بہر طعام  
 منکری اش بر عین منکری  
 یا فروئی جستن و اظہار خود  
 نیست حکمت کہ بود بربہن  
 لیک از مقصود پس قدرت پست  
 خبر عبادت نیست مقصود از انجاں

عقلماے اولیش یاد نیست  
 تار ہدیز عقل پر حرص و طلب  
 بیج نقاشے نگار و زین نقش  
 یکہ بہر مہما مان و گستاں  
 بیج کوزہ گر کند کوزہ شتاب  
 بیج کاسہ گر کند کاسہ تمام  
 بیج بود منکرے گر منکری  
 بن برائے قہر خصم اندر حد  
 بس نقوش آسمان و ہم زمیں  
 آدمی را مست در ہر کار دست  
 ما خلفت الحق و لا افس این بخواب

## رابطہ خالق با خلق

ہست رب الناس را با جان ناس  
 آن تعلق ہست بیچوں اسے عمود  
 غیر فصل و وصل نشد گداں  
 بست فصل است و وصل است این دو  
 بیچ این جاں یا بدن ناتھست  
 نور دل در قطرہ خورے نہفت

انصاے بے تکلف بے قیاس  
 بے تعلق نیست مخلوقے بہ او  
 زان کہ فصل و وصل بود در میاں  
 این تعلق را خرد چوں پے برد  
 آخر این جاں یا بدن پورے است  
 قاسب نور چشم یا پیم مست نہفت

لب و نفس و شجاعت در جہان  
 عقل چون شمع و دیون مغز سر  
 عقلما در دانش چوئی تریوں  
 نیست از پیش و پس و نقل و سلو  
 پیش ابعص یا پیش یا چپ و راست  
 قریب حق را چون بدانی اسے غمو  
 تو گنڈی تیسرے فکر ت را بعیا  
 نسبت خود را ز حق نیکو بدان  
 باز دوری گشتہ جویاں دریدر

ز منور ملک  
 راجہ در انفس منطق و راس  
 شادی اندر گروہ و غم و دجسگر  
 این تعلقات نہیے کیفیت و چوں  
 قریب ہے چون ست عقلت را بہ تو  
 نیست آن جنبش کرد و جمع تراست  
 جاں بہ نزدیک تو دوری اندر  
 آنکہ حق است افراب از جمل اوزید  
 سخن اقریب از کتاب حق بخوان  
 بہت حق از ما بہا نزدیک تر

## تشبیہ و تمثیل ذات حق

خاک بر فرق من و تمثیل من  
 سوئے آن در گاہ پاک انداختن  
 کہ تعلم و سزد و جہاد ایت مست  
 یا بزلت و یا بر رخ آری شل  
 از د با بد سر اولیہ بر کشود  
 تو چہ دانی تہراں دام و تہو سب  
 تا کہ شد ملعون حق تا بوم دیں

او بروں از و ہم و قال قیل من  
 کہوں نہ اے  
 گئے رسد تا این مثلما سافتق  
 آن مثل آدیوں آن حضرت بہت  
 تو چہ دانی بر چیز سے تا قول  
 و سو آنرا کہ عصا دید و نبود  
 چوں چنان شایستہ نازد تہر چوب  
 یا کہ مثل آو و البیس لہیں



## روح انسانی

غیر فہم وہاں کہ درگاہِ نورست  
 جانِ ما از جانِ حیوانِ بیشتر  
 تفرقہ در روحِ حیوانی بود  
 گمہ خورد این ناں نگہ دو سیر آں  
 جانِ گمہ گان و سگال ہر یک جاہست  
 جانِ چہ باشد با خبر از خیر و شر  
 افتقائے جانِ چوئے دلِ گمست  
 حاش شد تو برونی زین جہاں  
 دہموائے غیب مرغی پرد  
 مرد خفتہ روح او چوں آفتاب  
 جانِ ہمہ نورست و تنِ رنگت بود  
 رنگ دیگر شد ولیکن جانِ پاک  
 مرد اولیست خواب و خورست  
 این ہمہ بہر ترقیہائے روح  
 جسم را نمود از ان عزبہ  
 جسم از جان روز افزوں می شود  
 حدِ جہت یک دو کف خود بیش نیست  
 آدمی را عقل و بہانِ دیگرست  
 از چہ روزاں کو فزوں دارد و غیر  
 نفس واحد روح انسانی بود  
 ورکشہ بار این نگہ آں گمہ اس  
 متحر جانائے شیرانِ خداست  
 شاد و اذ احسانِ دیگر یاں از ضرر  
 ہر کہ آگہ تر بود جانِش تو نیست  
 ہم بوفتِ زندگی ہم بعد آں  
 سایہ او بر زمین می گسترد  
 و ز فلک تا بان و در تن جامہ خوا  
 رنگ و بو گذار و دیگر آں نگہ  
 فارغ از رنگست و از ارکانِ خاک  
 آخر الامر از ملائک بہترست  
 تا رسد خوش خوش بیدانِ حق  
 جسم پیش بھر جاں چوں تھوہ  
 چوں رود جاں جسم میں چوں می نہ  
 جان تو تا آسمان جولان کنیست

تو به این سپید می بینی بخواب  
چشم سپید آن تو به برتر خواب

روشن من چو اهریمنی خفته است  
هر مشال که بگویم منتفی است

## نکته و امثال

چند باران عطا باران شده	تابان آن بجز در افتادن شده
هر چه از دست رانند فلک شمسیر	عاقبتان را گردن فراوان شمسیر
آن جناد از لطف توں بیانی شود	زهری قمر نه سال تو شود
پس مرا هر خطه مرگ رنج است	مهره فرزند و دنیای است
هر نفس نومی شود و نیاید نا	بے خبر از نوشیدن اندر آب
همی بچوبی جوئے نوئی رسد	استر سگی نماید ز در سبزه
آن نه تیر می کشد هر گاه است	پول شتر کش نیز جنبانی بدست
شمار آتش را به جنبانی یساز	در نظر آتش نماید پس و راز

## فروق جمع

فروق چه بود عین غیر انکاشتن	جمع غیر شش را عدم پذیر داشتن
صاحب تعطیل اهل نسرقه ان	کوندید از حق درین عالم نشان
هر که گوید نیست کلی بیج غیر	در لقیق دوست مسجد عین ویر
صاحب تبصرت و پیش نیست فرق	جان او را بجز وحدت نگرفته فرق

جمع جمع ست آں کہ حق بنید عیاں  
صاحب این مرتبہ کامل بود  
بر دیده روشناں نیروان فرد  
بر این فرمود با آں نیک تو  
از عطش گرد قدح آبی خورم  
آں یکے ماست ہی بنید عیاں  
واں یکے سہ ماہ می بنید بسم  
چشم ہر سہ باز و گوش ہر سہ تیز  
شعر غیب ست این عجب لطیف تھی

در مرا یسے ہمہ فاش و تہاں  
زاں کہ ایں آں ہر دور اشال بود  
شش بہت را نظر آیات کرد  
حیث دلیم فشم و جھٹ  
در درون آب حق را ناظم  
واں یکے تاریک می بنید عیاں  
ایں سہ کس نہشتہ یک موضع بغم  
در تو آو تیران و از من در گریہ  
بر تو نقش گرگ و بر من یوسفی

عالم از پچہ ہزار ست و فزون  
ہر نظر دانست ایں پچہ زبوں

## فتاویقا

ہفتیں وادی فقر ست ایں فنا  
و کشت افنی روش گم گردوت  
گرچہ آں وصلت بقا اندر فنا ست  
آئینہ ہستی پہ یاسد نیستی  
ہست خود در ہست آں ہستی باز  
ہر گاہ از ہستی خود دور شد

بعد ازین روئے و روش نبود ترا  
گر بود یک قطرہ تسلیم گردوت  
لیک اول آں بقا اندر فنا ست  
نہستی یگزین گرا بلہ نیستی  
بچو میں در گیمیا اندر گداز  
نہتہائے کار او سرور شد

کل شیء هالک جز وہمہ او  
 ہر کہ اندر وجہ او باشد فنا  
 زان کہ در الاست او از لاگزشت  
 سایہائے کہ بود ہویائے نور  
 نور خواہی مستعد نور شو  
 چوں ز تہ وستی ہمہ پیرہاں شدی  
 چوں اناسے بندہ لاش از وجود  
 چوں بمردم از حواس یوالبشر  
 طالب مست غالب ستاں کردگار  
 تانند غیر او در کار گاہ  
 آں کہ سبحانی ہی گفت آں زان  
 ہم ادیس رو گفت آں بحسب صفا  
 آں انا الحق کشف این معنی نمود  
 چوں نمائند از قوی یا تو اثر  
 شرح این در آئینہ اعمال جو  
 چوں پری غالب شود بر آدمی  
 ہر پہ گوید آں پری گفته بود  
 خوبے او رفتہ پری خواوشہ  
 چوں بنمود آید نہ داند کی ساخت

چوں نہ در وجہ او ہستی مجہ  
 کل شیء هالک نبود و را  
 ہر کہ در الاست او فانی نگشت  
 نیست گرد چوں کندورش ظہور  
 دور خواہی خویش بین دور شو  
 چوں کہ بندہ نیستی سلطان شدی  
 پس چہ باشد تو بیندیش بے وجود  
 حق مرا شد سمع و ادراک و بصیر  
 کہ نہ ہستی ہایرد آرد و مار  
 مَنْ عَلَیْهَا خُلَّتْ بَرِیْہا بَاشْدِکُوْا  
 این معانی گشتہ بود او را عیاں  
 نیست اندر وجہ ام غیر خدا  
 گر بصورت پیش تو دعوی نمود  
 بے گماں یابی ازین معنی خبر  
 کہ نیایی فہم آں در گفتگو  
 گم شود از مرد و صفت مردمی  
 زین سرے نہ زان سرے گفته بود  
 ترک بے الہام تازی گوشتہ  
 چوں پری را بہت این ات وشت

پس خداوند پری و آدوی  
 رنگ آهمن محور رنگ آتش است  
 چون بسرخ گشت همچون تیر کال  
 آتش من اگر ترا شکست و طعن  
 چو ششید می شرح بحر نیستی  
 راه فانی گشته راه دیگر است  
 هست هشیاری زیاده ماست  
 مرده شود تا مخرج ای القمد  
 منتها میر سالک شد فنا  
 هست از روی بقا آن ذات او  
 چون زیاده شمع پیش آفتاب  
 هست باشد ذات او تا تو اگر  
 از پری سکه باشدش آن سکه  
 زان شش می لاف و فاشش است  
 پس اما انار است لافش بی زبانی  
 آزمون کن درست را بر من ایران  
 کوش و ایم تایید بر پیر نیستی  
 ترا که هشیاری گناه دیگر است  
 ماضی و مستقبلت پرده خدا  
 زنده زیر مرده بیرون او  
 نیستی از خود بود عین بقا  
 نیست گشته وصف او در حقیقت  
 نیست باشد هست باشد در ساق  
 برنی پنبه بسوزد زان شد

نیست باشد روشنی ندید ترا

کرده باشد آفتاب او را فنا

## ان لیکر نفحات

گفت پیغمبر که نفحات من حق  
 گوش مهندس درید این اوقات را  
 اندرین ایام می آرد سبزه  
 در ربانید این چنین نفحات را  
 هر که امی خواست جان بخشد  
 نفی آمد مرثیه را دید و رفت

نغمہ دیگر بید آگاہ باش  
جان آتش یافت ازاں آتش کشت  
نازگی و جنبش طوبیست این  
دوش دیگر گو تا این میدان دوست  
بهر لقمہ گشت لقمہ آئے گرد  
انبہ آئے لقمہ این خسار خار  
در کشت او خار و سایش نیز نیست  
خار و ان آں را کہ خرمادیدہ  
جان لقاں کہ گلستان قیامت  
اشتراتنگ گلی بر پشت تست  
تا ازیں ہم و اتانی خوابہ تاش  
ہان مردہ یافت در نود و جنبش  
ہمچو تہنہ شائے خلقاں نیست این  
لقمہ پتہ سے بر آمد و بہ لبست  
وقت لقاںست اسے لقمہ پرو  
از کف لقاں پروں آید خار  
ایک تاں از ہنس آں تہیز نیست  
ز آنکہ بس ناں کو رو بس تادیدہ  
پائے جانش خستہ خاکسے چہ است  
کز نسیمش در قوسہ گلزار سرت

میل تو سہرے مغیلان بست وریگ

تا چہ گل پسینی ز خار سے مردہ ریگ

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَا كُنْتُمْ

حق محیط جملہ آمد اسے پہر  
گر بھل آئیم آں زندان دوست  
گر خواب آئیم مستان و سیم  
ور بگیم ابر پر زرق دی ایم  
در خشم و جنگ عکس قہر است  
واندار دکار شش از کار و دگر  
ور بعلم آئیم آں ایوان دوست  
ور بہ بیداری بدستان دی ایم  
ور بخندیم آں زماں بر قہ دی ایم  
ور بسلح و عذر عکس مہر است

ماکہ ایم اندر جہاں پیچ پیچ  
 یک سبد پر نان تیرا ہر فرقہ  
 تیرا نونہ میاں آب جو  
 ہر سرت نان ست و پایت اندر آب  
 اسپ زہر ران و قاریں اسپ جو  
 چوں الف او خود چہ از پیچ پیچ  
 تو ہی جوئی لبِ ناں و زبدر  
 غافل از خود زیں و آن تو آبجو  
 در عطش و نہ جو ع گشتستی خراب  
 چلیست گفت این اسپ لیکن اسپ کہ

## باب سویم اشتغال و تعلیمات

### ایمان

جو منور بالغیب می باید مرا  
 گویہ ہست اظہار کردن خود کمال  
 ایک یک و صد بود ایمان بغیب  
 بندگی در غیب آمد خوب و گشت  
 غائب از شد و رکت رتغربا  
 پیش منہ او بہ بود از دیگران  
 نہ بفرہ نہ سنہ و نہ حقہ نہ کمال  
 زان بہ بستم روزن فانی سرا  
 می رہا نہ جانہ را اند خیال  
 نیک ان و گنہ را از تیر ویر و سب  
 حفظ غیب آمد در استیجاد خوش  
 ہجو حاضر کو نگہ دار و دوش  
 کہ خجاست حاضر اند و جانفشان  
 نہ کہ اندر حاضر ہزارا صد ہزار

بعد مرگ اندر عیاں مردود شد  
 کوز مومن لایہ گہرہ دوز بیم  
 ہیں کہ نورت سوز نارم را بود  
 زان کہ بے ضد دفع ضد لایکست  
 آپ رحمت بر دل آتش گمار  
 کافرا ز ایمان او حسرت خود  
 کیس ہوا خبر قتل این دروازہ نیست  
 گوش خود را آشنائے راز کرد  
 راہ زن کہ بچو آں بانگ نماز  
 باشد اشد گفتن وعین و عیاں  
 کہ منم بندہ و اس مولاے امت

طاعت و ایمان کنوں محو شد  
 مصطفیٰ فرمود ارگفت جسم  
 گوید شش گہر ز من لے شاہ زد  
 پس ہلاک نار نور مومن سمت  
 گہ ہی خواہی تو دفع شہر نار  
 مومن آں باشد کہ اندر نیک و بد  
 تا ہوا تازہ سمت ایمان تازہ نیست  
 ہر کہ خود را از ہوا خود بانہ کرد  
 بست ایمان شام برق و مجاز  
 پس چنان کن فعل کاں خود بے زبا  
 رفتن بندہ لے خوابہ گواست

### توبہ تصویح

کہ فتن تَغْلِبْ مِمَّا ثَقَالِ يَدِهِ  
 خوش فرو آمد بسوئے پاگاہ  
 برد و پا استاد استغفار را  
 چون کہ جان الٰہی بدید از پیش و پس  
 تا قیامت باز باشد بردے  
 باز باشد آں دراز و سے و متاب

توبہ کن مردانہ سیر آور پرہ  
 و نہ پذیر آموز کاوم ارگستہ  
 چون بدید اوج عالم اسرار را  
 دینا انا ظلمنا گفت و پس  
 توبہ را از جانب مشرق و برے  
 تا مغرب ہر نہ سیر آفتاب



یک در توبہ بہت ترانہ ہشتائے پیر  
 واں در توبہ نہاںد چہ کہ یاز  
 رخت آں جاکش بخوری خسود  
 مرگ حاضر غائب از حق بودنت  
 شرط شد برق و سحابیے توبہ را  
 کس نشیند آتش تہدید و خشم  
 کہ خدا یا وارہا تم ترین گماں  
 توبہ کن زاتہا کہ کردستی توبہ پیش  
 آب توبہ شش دہ اگر اویے نم ست  
 تا درخت عمر گرہ و باشتات  
 زہر پارہ نیہ ازیں گرد و چو قند  
 تا ہمہ طاعت شود آں ماسبق  
 کوششے کن ہم بجان و ہم بین  
 شکند توبہ بہ بد دم از گناہ  
 از ضعیفی رائے آں توبہ شکن  
 ہست عذرت از گناہ توبہ تر  
 کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو  
 کہ کس نم توبہ در آیم دریناہ  
 ذوق توبہ نقل ہر سرست نیت

بہشت بہشت را ز جہشت بہشت دور  
 کیں ہمہ کہ یا تہ باشد کہ نسرانہ  
 ہیں غنیمت واں کہ در بازست زد  
 عمر بے توبہ ہمہ جاں کند نست  
 می بہاید آب و تابیے توبہ را  
 تا نہا شد برق دل ابر و چشم  
 سجدہ کہ را تر کن از اشک رواں  
 گرہ سپہ کردی تو نامہ عمر خویش  
 عمر اگر گزشت بخشش این دم ست  
 پنج عمرت را بدہ آب حیات  
 جملہ با ضیہا از دنیا کو شوند  
 سیاحت را مبدل کرد حق  
 خواہ بر توبہ نصوحی خوش بتن  
 نے جو کم عقلی کہ از عقل تباه  
 آنکہ اگر ابیس گرد و در زمین  
 عقل تو از بیک آمد خیرہ سر  
 اسے تو از حال گزشتہ توبہ جو  
 ہیں بہ پشت آں کن حیرم و گناہ  
 نہا نکہ استغفار ہم در دست نیت

ہر دہائی را سجدہ ہم و سجدہ نیست  
 نقص تو یہ عند آن است تا نیست  
 اندرین امت نبی و منج بدن  
 از رہ صد ہزاران و گم  
 مزد و قیمت قسم ہر فرد و نیست  
 مویب منج آمد و اہلاک و نیست  
 ایک منج دل بودے لقا لفظ  
 گشت از تو شکستن توک و گم

### قوانین

نصیبت مردانست از مردان کند  
 مرد چچی ہمسرہ حاجی طلب  
 نگراندر نقش و اندر زنگاہ او  
 راہ سنت یا جماعت خوش بود  
 زان کہ اینو سہ و جمع کاروان  
 یار باشد یار را پشت و پناہ  
 یار شود تا یار بنی بے مدد  
 رو بخو یار خدا کی را تو زود  
 ام ہم شورے بخوان اندر محف  
 بہت سنت رہ جماعت چوں نیت  
 ہمنشین اہل معنی باش تا  
 ہمنشین مقبالاں چوں کیا است  
 یکسا زمانے صحبت یا دلیرا  
 نار خداں باغ را خداں کند  
 خواہ ہند و خواہ توک و یا عرب  
 بنگر اندر عسکرم و در آہنگاہ او  
 اسپ با اسپاں تھیں خوش ترود  
 رہنماں را بشکند تیر و سناں  
 گم تو نیکو مینگری یار ست راہ  
 زان کہ بے یاراں بہانی بے مدد  
 چوں نہیں کردی خدا یار تو بود  
 یار را باش و گن از یار افت  
 بے رہ و بے یار استی و نصیبت  
 ہم عطا یابی و ہم باشی فتا  
 چوں نظر شاں کیا ہے خود کیست  
 بہتر از صد سال بودن در تقا

صحبتِ صالح ترا صالح گفت  
 ہر سہ را چو کزویانی مدد  
 ہر پا کاں در میان جان نشاں  
 اے دل آں جاو کہ با تو روشنند  
 در میان جان ای شاں خانہ گیر  
 ہر کہ باشد ہم نشین دوستاں  
 راست کن اجڑات را از راستا  
 ہم ترا زورا ترا زو راست کرد  
 دل ترا در کمرے اہل دل کشد  
 فقیر خواہی آں صحبت قائم است  
 ذرہ ذرہ کا بزمی ارض و سماں  
 ذوق جنس از جنس خود باشد یقین  
 در جہاں ہر چیز خیرے خدای کرد  
 تاریاں مرزا ریاں را جاؤ بند  
 طلیات آمد سوسے طیبیں  
 چوں کہ دریا ریاں سی خاش نشیں  
 یا آئینہ ست جاں باو نہ خزن  
 صحبتِ طالح ترا طالح گفت  
 ہمدل و ہمدرد چو میان احد  
 دل مدہ الالبسہ دل خوشاں  
 وز بلا ہا مر ترا چوں چو شین اند  
 در فلکسا خانہ گفت بدیر منیر  
 ہست در گنچن میان بوستاں  
 سرکش روز و شب ازل آستاں  
 ہم ترا زورا ترا زو کاست کرد  
 تن ترا در حبس آب و گل کشد  
 نہ ز بانٹ کاری آید نہ دست  
 جنس خود را ہمچو گاہ و کمر باست  
 ذوق خرد از کل خود باشد بین  
 گرم گرمے را کشید و سرو سرد  
 نوریاں مرنوریاں را طالب اند  
 لعلنشین انجیشات ست ہیں  
 اندراں حلقہ کن خود را گیں  
 بر رخ آئینہ اے جاں دم فرن

گفت پیغمبر کہ در حبس ہجوم

در دلالت دال تو یاراں را نجوم

## اجتناب از صحبت بد

ہیں کہ ہر گمراہ را ہمراہ ہاں  
 لے نغاں از یار ناجس لے نغاں  
 دوستی جاہل شیریں سخن  
 جان ماورچشم روشن گویدت  
 جاہل اربا تو مباد ہمدلی  
 حق ذات پاک اللہ نصیب  
 مارید جانے ستاند از سلیم  
 از لقائے ہر کسے چیزے خوری  
 لے خشک آن مردہ کو خود ریشہ  
 غافلان خفتہ را آگہ ہاں  
 پختن نیک جوید اے ہاں  
 کم شنو کاں بہت چوں سم کن  
 جز غم و حسرت از آن نفوذیت  
 عاقبت زحمت زند از حب الی  
 کہ بود یہ مارید از یار بد  
 یار بد آرد سوئے ناخسیم  
 وز قرآن ہر قرین چیزے بری  
 در وجود زندہ پیوستہ شد  
 وانے اں زندہ کہ بامردہ نشست  
 مردہ گشت و زندگی از شے بچست

## ارادت و طلب

تو بہر حالے کہ باشی می طلب  
 این طلب مفتاح مطلوبات است  
 آب می جو دہتا اے خشک لب  
 ایں سپاہ نصرت و رایات است  
 گفت پیغمبر کہ چوں کو بی دے  
 چوں نشینی بر سر کوے کسے  
 عاقبت تراں در بروں آدھے  
 عاقبت بینی تو ہم دے کسے

اندرین رہ می تراش و می تراش  
 و دست دارد دست این آشفنگی  
 بانگ می آید که اسے طالب بیا  
 ہیں بیا ای طالب دولت شباب  
 حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود  
 تشنگان گم آب جویند از جہاں  
 خشک لب را ہست پیچائے ثاب  
 آب کم جو تشنگی آورید ست  
 ہر کجا دروے و و آبخارود  
 ہر کجا مشکل جواب آبخارود  
 سایہ حق بر سر بندہ بود  
 گرچہ آلت نیست توے طلب  
 منکر اندر نقش زشت و خوب خویش  
 منکر آنکہ تو حقیری یا ضعیف  
 جہد کن تا این طلب افزوں شود  
 ایکہ تو طالب نہ تو ہم پیا  
 تا دم آخر دے فارغ باش  
 کوشش بیودہ بہ از خفتگی  
 جوہ محتاج گدایاں چوں گدا  
 کہ متوح ست این ماں در قح باب  
 جان مطلوبش بر در غب بود  
 آب ہم جوید بعالم تشنگاں  
 کہ یات آرد یقین این اضطراب  
 تا جو شد آب از بالا و پست  
 ہر کجا فقرے نوا آبخارود  
 ہر کجا تشنہ ست آب آبخارود  
 عاقبت جویندہ یا بندہ بود  
 نیست آلت حاجت اندر راہ رب  
 بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش  
 بنگر اندر ہمت خود اے شریف  
 تا دولت زین چاہن پیڑیں شود  
 تا طلب یابی ازین یار و وفا

ہر کہ را یعنی طلب گاہ اے سپہ  
 یار او شو پیش او آنداز سر

# گرفتن پیرِ علامت پیرِ کمال

راہ دورست، و پُر آفت لے پسر  
 گر تو بے نہ پسر فرو د آئی براہ  
 ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد  
 غولت از رہ افگند اندر گزند  
 اُس رہے کہ بارہا تو رفتے  
 پس رہے را کہ تدبیرستی تو پیچ  
 ہر کہ در رہ بے قلا و زری رود  
 کور ہر گز کے تو اندر نہت راست  
 ہر کہ گیر و پیشہ بے اوستا  
 ہر کہ تنہا تا و را میں رہ برابرید  
 دست پیر از غایباں کو تاہست  
 پیر ابگریں کہ بے پیرا میں سفر  
 اندر اور سایہ اُن عاقلے  
 ظل او اندر زمیں چوں کوہِ قاف  
 پیر باشت نمود بان آسمان  
 صورتش بر خاک و جاں بر لامکان  
 ہمایانِ تعزیرِ دیا کے جلال

راہ رو راستے بیابان راہ بر  
 گہ چہ شیریں فرو آفتی بچاہ  
 او ز غولان گمرہ و در چاہ شد  
 از تو داہی تر درین رہیں بدند  
 بے قلا و ز اندراں آشفستہ  
 ہیں مرو تنہا ز رہبر سر پیچ  
 ہر روز روزہ را و صد سالہ شود  
 بے عصا کش کور را رفتن خطا  
 ریشختہ سے شد بہ شہر و روستا  
 ہم بعون ہمت پیراں رسید  
 دست او جز قبضۃ اللہ نیست  
 ہست بس پُر آفت و خوف و خطر  
 کش تا بد بڑ و از رہ تا قلعہ  
 رفیع او سیم غبس عالی طوٹ  
 تیر پیراں از کہ گرد از نکاں  
 لامکانے فوق و ہمسم سالکان  
 بحرِ شان آموختہ محسّرِ جلال

پاخش ہم نور را ہمرہ کند  
تفرقہ آر دوم اہل جسد  
کار و تواناں جیلہ و بے شری  
حق شدت ال دست او را دگر  
پس زدست اکلاں پیروں جہا  
کہ یڈا شد فوق ایدیم بود  
خواہ از نسل عمر خواہ از علی ست  
کو با حکام شریعت سے رو  
چوں رہا ند خلق را از دست  
تو طلب کن در ہزاراںد رہزار  
نے زمیں بر جائے ماندنے مکا  
کے تو اند گشت بے قطبک سما  
تاقیامت آزمائش و ایم  
فضل دروت را پدید آید  
در وجود زندہ پیوستہ شد

شیخ تو را فی زہرہ آگہ کند  
از حدیث شیخ جمعیت رسد  
کار مرواں روشنی و گرمی ست  
دست را مہار جزد دست پیر  
چونکہ دست خود بدست اودی  
دست تو از اہل آل بیعت شود  
دست زن در دامن ہر کوئی  
رہبر راہ طریقت ال بود  
گر نباشد در عمل ثابت قدم  
گر تو کوئی نیست پیرے آشکار  
زانکہ گر پیرے نباشد در جہاں  
گر نباشد در زمیں قطب جہاں  
پس ہر دوئے ولی قائم ست  
گر ترا در دست پیر آید پدید  
لے خنک ال مرو کہ خود ریشہ

دست گیر و بندہ خاص الہ

طالبان را ہے برد تا پیشگاہ

من جسد وجد

سایہ حق بر سر بندہ بود عاقبت جو بندہ یا بندہ بود

گفت پیغمبر کہ چوں کو بی دے  
چوں شینی بر سر کوئی کے  
چوں ز چاہے می کنی سر و زجا  
جملہ دانستد این اگر تو کو وی  
آنکہ روزی نیستش بخت و نجات  
کاں فلاں کس کشت کرد و بر نجات  
پس آن کہ تاں خورد و شاد او  
صد ہزاراں خلق تا نہایت خورد  
تو بدایاں نادر کجا افتاد  
گردن محرومی و ابلہ زاد

عاقبت ز اں در بردن آید کے  
عاقبت بینی تو ہم روی کے  
عاقبت اندر رسی در آب پاک  
ہر چہ می کارش روئے بد روی  
بنگر و غفلت مگرد و نادرات  
واں صدف بردم صدف گوہرات  
مرگ او گرد و گیسو در گلو  
تو رمی یابند و جاں می پرورد  
تو بدایاں نادر کجا افتاد  
گردن محرومی و ابلہ زاد

## آداب المریدین

چوں گزیدی پیر نازک دل مباش  
چوں گرفت پی پیر میں تسلیم شو  
صبر کن بر کار حضرت بے نفاق  
گر چہ کشتی بشکند تو دم مزین  
بجز راز ظن خطا اے بد گماں  
گر خضر در بحر کشتی را شکست  
وہم موسیٰ باہم نور و مہر  
سست و ریزندہ جواب گل مباش  
ہجو موسیٰ زیر حکم خضر رو  
تا نگوید خضر رو نہ اسراق  
گر چہ طغیے را کشد تو موکن  
ان بعض الظن اثم آخر بخواں  
صد درستی در شکست خضر بہت  
شد از اں محبوب تو بے پر مہر



از بد و نیک جہاں آگاہ شد  
 پیرانِ خشتِ میندیش از اں  
 مست گردی عاقبت ہمہ تیر حق  
 نرد و من عمر مکر ربر و ن ست  
 از رسالت بازے ماند رسول  
 مستمع خواہند اسرافیل و  
 چاکری خواہند از اہل جہاں  
 از رسالت شاں چگونہ بر خوری  
 تا نباشی پیش شاں راکع و تو  
 بے کشندہ خوش نمی گرد و را  
 گرمی و وجدِ معلم از صبی ست  
 و اخطار مردہ بود گویند شد  
 صد زبان گرد و بختن گنگ و لال  
 پرودہ در نہاں شوند اہل حرم  
 بر کشایند آن ستیزاں دنی  
 از برائے دیدہ بینا کنند  
 بستگی نطق از بے الفتی ست  
 چونکہ نوشیدی و واشد چہات  
 از در اہل لال بر جہاں زدای

زانکہ ہر کو مقتدا سے راہ شد  
 آنچہ تو در آئینہ بینی جہاں  
 گر بابر پیر رفتی این طریق  
 بر طولایں این مکر رکرون ست  
 گر ہزاراں طالب اند و یک لول  
 این رسولان ضعیفہ را زگو  
 فحوتے دارند و کبرے چون شہاں  
 تا ادبہا شاں بجا کہ تاوری  
 کے رسانند این امانت را بنو  
 این سخن شیرست و پستان جان  
 جذبِ محبت از کسے کو خوش نیست  
 مستمع چون تشنہ و جویندہ شد  
 مستمع چون تازہ آید بے ملال  
 چوں کہ نا محرم در آید از درم  
 در و در آید محرم و در از گزند  
 ہر چہ را خوب و خوش زیبا کنند  
 جوشِ نطق از دل نشان و گوشت  
 از دود و دل دہل دل آبِ حیات  
 و زغذای وجد و سکھر و بخودای

بازیں دہر رار ہا کہ دی زحری  
گر دہر دکان ہی گری زحری  
بر در آن منہاں چرب دیک  
میدوی بہر شرید مرد ریگ  
چربش آنجا داں کہ جاں فربہ شود  
کارنا میسد آنجا بہ شود

## اجتناب از صوفیان مروجہ

چوں بسے ابلیس آدم رفتے بہشت  
پس ہر دستے نباید داد دست  
اے با شیریں کہ چوں شکر بود  
لیک تلخ اندر شکر مضر بود  
حرف در ویشاں بدزد و مژدو  
تا بخواند ہر سیمے زداں فسوں  
زانکہ صیاد آور و بانگ صغیر  
تا فرید مرغ را آن مرغ گیر  
حرف در ویشاں بدزد ویدہ  
تا گمان آید کہ هست از خود کسے  
تشریفیں از بر اے گد گند  
بوسلیم را لقب احمد کنند  
نقش در ویشی ستا و نے اعلیٰ  
نقش سگ را تو مید از استخوان  
فقر لقمہ دارد او نے فقر حق  
پیش نقش مژدہ کم نہ طبق  
نقش صوفیاں بدنام ہمیں صوفیاں  
نقش فقر لقمہ دارد او نے فقر حق  
نقش صوفیاں بدنام ہمیں صوفیاں  
دعایش از دل شیش و بولہ  
نقش فقر لقمہ دارد او نے فقر حق  
نقش صوفیاں بدنام ہمیں صوفیاں  
دعایش از دل شیش و بولہ  
نقش فقر لقمہ دارد او نے فقر حق  
نقش صوفیاں بدنام ہمیں صوفیاں

مخفیہ واکرودہ در دعویٰ کدہ	ہم ز خود سالک شدہ واصل شدہ
نائبِ حتمِ خلیفہ ترا دہ ام	اوندا کردہ کہ خواں نہا دہ ام
گرداں در گشتہ فردا نارسا	سالمہا بر وعدہ فردا کساں
آشکارا گرد و از پیش و کی	ویر باید تا کہ ستر آدمی
خانہ مارست و مور و اثر دہا	زیر دیوارش گنج ست یا
عمر طالبِ منت و آگاہی چہ سو	چونکہ بیدار گشت کاں چہ نہ بود
ز آنکہ اندر دایم تلمیس ست و رو	دست ناقص ست شیطانست و
کفر گیرد کاسے ملت شود	ہر چہ گیرد علتے علت شود
در حق او نافع آید آن رفیع	لیک نادور طالب آید کز رفیع
گر چہ جاں پنداشت آن اند	اول بقصدِ نیک او جاے رسد

چوں تھری در دل شب قیلا

قبلا روان و سازا و روا

## مجاہدہ و ریاضت

خواب با گور افکن بیدار باش	راہ دورست اے پسر ہشیار باش
تو بیک ذرہ نمائی بستہ باز	جہد کن تا اندرین را و دراز
فاستقم پوشش خطاب ز فوالجلا	حال سفیہ نگریا میں کمال
از ریاضت نیست یکدم او جلا	با ہمہ قربے کہ داند با خدا
ہر کہ رنج دیدہ رنج شد پدید	ہر کہ جدے کرد در ہمدے رسید

من عجب دارم ز جو یاسے صفا  
 بہر آنست این ریاضت و جفا  
 این ریاضتہائے درویشاں چرا  
 مردن تو در ریاضت زندگیت  
 چون ز چاہے می کنی پرو خاک  
 دیگر آنکہ شان حق بے غایت  
 چونکہ معروف است بیحد لاجرم  
 عمر با گراور ریاضت سے کند  
 دم بدم بنید جمال و یگراد  
 لاجرم دایم بود در جستجو

گر تو خواہی تھری و دل زندگی  
 بندگی کن بندگی کن بندگی

## ذکر و فکر و مراقبہ

ذکر حق کن باتنگ غولال را بسوز  
 چشم نرگس را ازیں گرس بدوز  
 او کہ و اللہ شہادہ مستور داد  
 اندر آتش ادیر و مار آلود داد  
 ذکر حق پاک است و چون کی رسید  
 زت بر بند و پروں آید پسید  
 میگردد نیر و نسار ہم از ضلالت  
 شب گریز و چوں با فرور و ضیاء  
 چوں و را آید نام پاک اندر وہا  
 فی پلیدی مانرو فیہ الحق و ہما  
 اللہ اللہ این چہ شیر نیست تمام  
 شیر و شکر می شود و حیا فہم تمام

اے یکے اللہ می گفتے شے  
 گفت ابلیش کہ اے پیارگو  
 می نیاید یک جواب از پیش تخت  
 او شکستہ دل شد و ہنسادر  
 گفت ہاں از ذکر حق واماندہ  
 گفت لبیکم نے آید جواب  
 گفت آں اللہ تو لبیک ماست  
 ترس عشق تو کمند شوق ماست  
 دم بخور در آب ذکر و صبر کن  
 این قدر گھنستیم باقی منکر کن  
 ذکر آرد منکر را در اہم تر از  
 چوں در معنی زنی بازت کنند  
 فکر آں باشد کہ بکشاید رہے  
 فکر ت بد ناخن پُر ز ہر دواں  
 پیش سجاں بس نکو دارید دل  
 کو بہ بیند سر فکر و جستجو  
 تو مراقب باش بر احوال خویش  
 پس مراقب باش کہ دل بایست  
 کہ مراقب باشی و بیدار تو  
 چونکہ شیریں می شد ز نقش بلے  
 این ہمہ اللہ را لبیک گو  
 چند اللہ میزنی بار حقے سخت  
 دید در خواب او خضر را و حنفیہ  
 چوں پشیمانی از اں کش خواندہ  
 ز اں ہی ترسم کہ یا شم رد و باب  
 آں نیاز و در دو سورت پیک  
 زیر ہر لبیک تو لبیک ماست  
 تار ہی از فکر و سواں کن  
 فکر اگر جدا بود و ذکر کن  
 ذکر را خود رشید این افسرہ نما  
 پیر فکر ت زن کہ شہبازت کنند  
 راہ آں باشد کہ پیش آید شے  
 می خراشد در نفق رفتے جاں  
 تا نگہ دید از گمان خجیل  
 ہچو اندر شیر خالص تابو  
 توں میں درد او بعد از ظلم  
 کترے ہر فصل چیزے زایت  
 بینی ہر دم پا سنج کہ دار تو

و رازیں افروں تراہمت بود  
از مراقب کار بالا تر رود

## تضرع و گریہ

زور را بگذار و زاری را گوی  
اسے خنک آن کو نکوکاری گرفت  
بالتضرع باش تا شادان شوی  
چون خدا خواہد کہ مایاری کند  
ایں دلم با غمت و چشم پریش  
ز ابر گریاں باغ سبز و تر شود  
تا نہ گرید ابر کے خند و چمن  
طفل یک روزہ ہی داند طریق  
توفیرانی کہ دایہ دایگاں  
گر نباشد برق دل و ابر و چشم  
لے خوشا چشمے کہ آن گریان دوست  
لے دریغا اشک من دریا ندے  
نالم اور اتنا لبا خوش آیدش  
چوں چناں چشم اشک مقتول بود  
آخر ہر گریہ با خندہ ایست

رحم سوئے زاری آید لے ہمیں  
زور را بگذاشت او زاری گرفت  
گریہ کن تا بے دہاں خداں شوی  
میل مارا جانب زاری کند  
ابر گرید باغ خند و شاد و خوش  
زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود  
تا نہ گرید طفل کے جوشدن  
کہ گریہ تم تا رسد دایہ شفیق  
کم دہدے گریہ شیر اور ایکاں  
کے نشیند آتش تہدید و چشم  
دای ہمایوں دل کہ آن بیان است  
تا تشار و لبس بر زیبا شدے  
از دو عالم نالہ و غم بایدش  
اشک می باید کہ صبر چوں بود  
مرو آخر ہیں مبارک بندہ است

ہر کجا آپ و اس حضرت بود  
 اشک کاں از ہر اوارند خلق  
 کہ برابرے کند شاہ مجید  
 توجہ دانی آپ ذوق دیدگاں  
 زاری و گریہ عجب سرمایہ است  
 ذوق خندہ دیدہ لے خیر خند  
 خند ہا در گریہ آید کتیم  
 دعوت زاریت رونے بیخ بار  
 آفتاب عقل را در سوز واد  
 اشک می بار دہی سوز آئین  
 خواب را بگذار اے چشم پدر  
 مایہ در باز آرد تیا این رست  
 مایہ اینجا عشق و د و چشم تراست

## قواند خلوت

قعر چہ بگزید ہر کو قائل است  
 ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہا سے خلق  
 آنکہ در خلوت نظر برد و خست  
 خلوت از اغیار باید نے زیار  
 زانکہ در خلوت صفا ہاے دست  
 سر بزد آنکس کہ گیر دیا خلق  
 آخر آں را ہم زیار احوست  
 پستیں بہر دے آمد نے ہار

ہر کہ در خلوت بیدیش یافت راہ  
اوز دانشہانہ جو بدوست گاہ  
با جمال جاں چو شد ہم گاہ  
باشدش ز اخبار و دانش تاسہ  
دانکہ در خلوت ہر انچہ تن کند  
نہ از برائے روئے مردوزن کند  
جنبش و آرامش اندر خلوتش  
جز برائے حق نباشد نیتش  
روئے و دیوار کن تنہائیش  
دزد و دخیلش ہم خلوت گزین

## فوائد خاموشی و حفظ لسان

خاموشی بحرست و گفتن ہیچو جو  
بحسب می جو بہ تر اچو را مجو  
ایں سخن در سببہ دل مغربست  
در خاموشی مغرباں اصدناست  
مرد کم گویندہ را فکر لست زفت  
قشر گفتن چون فروں شد مغربست  
از سخن گوئی مجوسد ارتقا  
مقطر را بہ ز گفتن استماع  
چند گاہ بہ لب و بے گوش شو  
واگماں چوں لب حریف نوش شو  
چند گفتن نظم و شرور از فاش  
خواہد یک روز امتحاں کن گنگاں  
گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار  
مدتے خاموشی خو کن ہوش دار  
کو دک اول چوں بناید شرنوش  
مدتے می بایدش لب و دقتن  
درینہ دار و گوش تی تی می کند  
تانیاموز و نگوید صد یکے  
خوشستن را گنگا گیتی می کند  
در بگوید حشو گوید بیشکے



کمر اصل کش نبود آغاز گوش  
 لال باشد کے کند و نطق جوش  
 زانکہ اول سمع باید نطق را  
 سوئے منطق از رو سمع اندرا  
 نطق کاں موقوف را و سمع نیست  
 جز کہ نطق خالق بے طبع نیست  
 یا قیال ہم در حیرت ہم در عقل  
 تابع استاد و محتاج مثال  
 این زباں چون سنگ نم آہن نیست  
 و آنچه بجہد از زباں چوں آتش است  
 سنگ و آہن را مزین بر ہم گزاف  
 کہ ز رشتے نقل و گہ از رشتے لاف  
 زانکہ تائیکسیت و ہر سو پیہ زار  
 در میان پیہ چوں باشد شہر  
 ظالم آں قوے کہ چشمان و ختمند  
 زان سخنہا عالمے را سو ختمند  
 عالمے را یک سخن ویران کند  
 رو بہان مردہ را تیراں کند  
 نکتہ کاں جست ناگہ از زباں  
 و انگر دو از رو آں تیراے پسر  
 لے زباں تو بس زبانی مر مرا  
 چوں توئی گویا چہ گویم من ترا  
 در تھاں جاں از تو افغاں می کند  
 گر چہ ہر چہ گوئیش آں میکند

بعد ازین دستورئی گفتار نیست  
 بعد ازین با گفتگویم کا ر نیست

## حفظ اسرار

چونکہ اسرار ت نہاں در دل شود  
 آں مراد تو زود تر حاصل شود  
 گفت بہ تیر کہ ہر کس سر نہفت  
 زود گرد و با مراد خویش جفت

دانا چوں دوزمین پنهان شود  
 زرد و فقره گریب و دندے نهان  
 تا توانی پیش کس کشاے راز  
 و رگبونی بایکے گوالوداع  
 در بیان این سه کم جبال لبنت  
 کان سه را بسیار خصم ست و عدو  
 بشنو الفاظ حکیم پرده  
 مستی از مے خانه چون مثال شد  
 مے قدا و سولبو بر هر رے  
 او چنین و کدو کاں اندر پیش  
 بر لبم قفل ست و در دل رازها  
 عارفان که جام حق نوشیده اند  
 هر که اسرار کار آموختند  
 تا نگونی سیر سلطان آبس  
 سرشال سر سبزی بستان شود  
 پرورشش کے یافتند سے زیر کال  
 بر کسے این در مکن ز سار باز  
 کل سیر جا و ز الاشین شارع  
 از ذهاب و از ذهاب از مذہبت  
 و کمینت استند چو داند او  
 سر ہا بخانہ کہ بادہ خور وہ  
 تسخر و باز بچہ اطفال شد  
 در گل و مے خندش ہر ابلے  
 بیخبر از مستی و ذوق میسش  
 لب نموش دول پر از آوازها  
 رازها دانستہ و پوشیدہ اند  
 ہر کردند و دہانشش دوختند  
 تا نریزی قند را پیش کس

## نفس کشی و سلوک

در خبر بشنو تو این پسند کو  
 دشمنی داری چنین در سر خویش  
 طمطراق این عدو مشنو گریز  
 بین جنیکم لکم عدا عدو  
 مانع عقلست و خصم جان و کیش  
 کو چو ابلیس ست در رنج و ستیز

دامِ دال گرچہ زدانہ گویدت  
 گر ترا لطفے کند آں قبرِ دال  
 مشغوش چوں کارِ ارض و آسمان  
 این چنین آمد وصیت در عیاں  
 زانکہ زن جزو بیت نفست گل  
 ہرچہ گوید کن خلافتِ آں فی  
 خلق را گمراہ و سرگرداں کند  
 کو بگورستان پر دے سجئے باغ  
 زانکہ عشقِ اوست سجئے بہرہِ ناز  
 اور دو فرسنگہا سجئے پیش  
 سجئے رہ بیتانِ ورہ داناں خوش  
 عکس آں گن خود بولواں آہست  
 از پے او با حق و با خلق جنگ  
 کس ترا دشمن نہ اندور و یا  
 ہر دے قصد عزیز سے ہی کنی  
 زانکہ آں بیت مارین بت اژدہا  
 سہل و بدین نفسِ اہل ست چہل  
 غرقہ صد فرعون با فرعونیاں  
 نیگراں در مصحف آں حقیقت سچا

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت  
 گر ترا قندے دہ آں زہرِ دال  
 انجہ گوید نفس تو کا بجا بدست  
 تو خلافت کن کہ از پیغمبرِ اہل  
 نفس خود را زن شناس ازین  
 مشورت با نفس خود گمے کنی  
 نفس میخواید کہ تا ویراں کند  
 ہیں مرواندر پے نفس چو زانغ  
 ہیں ہل خیرا و دست ازوے ما  
 گر یکے دم تو ز عقلت و اہلش  
 گمہ دن خرگبر و سوئے راہ کش  
 گزندانی بہ ہر اچھے خنجرِ بخت  
 از دے این دنیا سے دوں بر تنگ  
 نفس کشتی باز رستی را اعتذار  
 ہیں بخش اورا کہ ہیراں دنی  
 مادر بہتا بت نفس شہماست  
 بت شکستن ہل باشد نیک ہل  
 ہر نفس گمے و در ہر گمہ آں  
 جملہ قرآن شرح خبیث نفسہا

آنچه در فرعون هست اندر تو هست  
 انشت را ہمیزم فرعون نیست  
 دوزخست این نفس دوزخ آرد  
 نفست ازوراست او کے مرده است  
 گر بیاید آلتِ سرعون او  
 دانکہ او بتیاد فرعون قی نہد  
 کشتن این کا عقل و ہوش نیست  
 پیچ کشد نفس را جز بطل پیر  
 سہل سیے داں کہ صفا بشکند  
 ایک از در ہات مجوس چہ است  
 زانکہ چون فرعون مارا عون نمیت  
 کو بدریا ہانگرد و کم و کاست  
 از غم بے آلتی افسردہ است  
 کہ با مرا دہے گشت آب جو  
 راہ صد موسیٰ و صد ہارون نہد  
 شیر باطن خسرو خمر گوش نہیت  
 دامن آں نفس کش است گہر  
 شیر آں باشد کہ خود را بشکند

ہر کہ مرد اندر تن او نفس گہر  
 مرور فرمان برد خورشید و ابر

## فوائد جوع و احتما

نفس قوعو نمیت ہیں سیرش کن  
 زین خویشا اندک اندک باز رہ  
 معدہ را بگذارد سوئے دل خرا  
 قوت معدہ زین کہ وجو باز کن  
 معدہ را بخون بدیں ریجان کو  
 گہ خوری یکبار از ازاں ماکول تو  
 تا تیار رویا دزاں کھنہ کہن  
 کیس غذاے خربو دئے زان خن  
 تا کہ بے پردہ زحق آید سلام  
 خوردن ریجان و گل آفا ز کن  
 تا بیابی حکمت و قوت رسل  
 خاک ریزی بر سر سربازان تور

نیم تو شکست نیمے پشک میں      جوع خود سلطان ادویات ہیں  
 جوع درجاں نہ چینخ ارش میں      گر نباشد جوع صدرنج و گم  
 از پئے بیضہ برآرد از تو سر      رنج جوع از رنجسا پاکیزہ تر  
 خاصہ در جوع ست صدق و مہر      اختلاصل و آدھیتیں  
 احتماکن قوت حبان را ہیں      احتما بر دوا ہا سرورست  
 زانکہ حارین فرونی گریست      جملہ ناخوش از مجاعت خوش شود  
 جملہ خوشسایے مجاعت ردیود      جوع مرغاصان حق را دادہ اند  
 تا شوند از جوع تیسر و زورمند      کاسہ بر کاسہ ست نہاں برناں مدام  
 از بر لے ایں شکم خواران عام      درجاں گر لقمہ و گر شربت ست  
 لذت او سرع محو لذت ست      لب فرو بند از طعام و از شراب  
 سحے خوان آسانی کن شتاب      باش در روزہ شکیباء و مصر  
 و مبدم قوت خدا را منتظر      تا عدلے اصل را قابل شوی  
 لقمہائے نور را اکھل شوی      ایں دہاں بستی دہانے باز شد  
 کو خوردہ لقمہائے راز شد      ہرگز سنہ عاقبت قوتے بیاقت  
 آفتاب و دلتے بروے بناقت      چون ملک تسبیح حق را کن غذا  
 تار ہی ہچو ملائک از اذہا      گہ تو ایں اقبال زناں خالی کنی  
 پر زگو ہر اے اجلانی کنی  
**اجتناب از معصیت**  
 ہر روش برہ کہ آں محمودیت      عقیدہ و مانعی و رہز نیست

کو جس رو دولت تیکال شود  
 سوئے تو ناید که از ویری برتر  
 می دوید و می چشاید ادیت  
 میگر پزد از تو دیو نابکار  
 ہاں وہاں اورا مجور و گستا  
 سوئے او نفیس رود ہر سعت  
 و از لیسان ظلم و لعنتا بماند  
 و ز زنا افتد و باندرجات  
 اس زبیا کی و گستاخی ست ہم  
 رہن مرداں شد و نامرداں  
 زانکہ نخست و برویاند خداش  
 آیدش زیں پس پشیمانی چیا  
 باز گیرد از پے افسار عدل  
 اس بشکر ددایں مندر شود

ہر کہ او عصیان کند شیطان شود  
 دیو سوئے آدمی شد برتر  
 تا تو پودی آدمی دیوار بیت  
 چون شدی درخوی دیوی استوا  
 آنکہ غم خار کار و درجہاں  
 ہر کہ او نہا و ناخوش سنتے  
 نیکوان رفتند و سنتا میسند  
 ابرناید از پے منع زکوۃ  
 انجہ بر تو آید از ظلمات و غم  
 ہر کہ بے باکی کند در راہ دوست  
 چونکہ بد کردی تیرس ایمن مہا  
 چند گاہے او پوشاند کہ تا  
 یار ہا پوشد پے افسار فضل  
 تاکہ ایں ہر صفت غا ہر شود

و

سوئے اشکستہ بود فضل خدا  
 چوہ اماں خواہد زور و زنج از خدا  
 کہ خدا یاز و در دارم از منلاں  
 با جایت بار و ادیت چہ کار

دست اشکستہ بر آورد دعا  
 در حدیث آمد کہ مومن و دعا  
 دوزخ از و سہم اماں خواہد  
 اسے انجی دست از دعا کردن

لئے با مخلص کہ نالہ درد عا  
 بس ملائک با خدا نالہ نزار  
 بندہ مومن تضرع می کند  
 تو عطا یگانگان را میدہی  
 حق بفرماید نہ از خواری اوست  
 حاجت آوردش ز غفلت سوائے من  
 گر بہ آرام حاجتش او وارود  
 من درین دروئے وارش میکم  
 خوش ہی آید مرا آواز او  
 بے مرادی مومنان ازینک بد  
 گفت حق گر فاسق و اہل صنم  
 شاد باش و فارغ و ایمن کہ من  
 ہم ز اول سے دہد میل دعا  
 یا کریم العفو سے لم ینزل  
 اے کریم ذو الجلال ہر باب  
 آتھانی داریو نہا حسن  
 ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو  
 ایں دعا ہم بخشش تعلیم تست  
 دیں طلب در ما ہم از ایجاد تست

تا رود و دو و خلوصش بر سما  
 کاسے عجیب ہر دعا کے مستجار  
 او نیسدا ند بجز تو مستد  
 اند تو دار د آرزو ہر شتہی  
 عین تاخیر عطا یاری اوست  
 اے کشیدش موکشاں در کوئے من  
 ہم در اں بازیچہ مستغرق شود  
 از رہ پنہاں شکارش میکم  
 و اں خدا یا گفتن و اں ادا  
 تو یقین میداں کہ بہراں بود  
 چون مرا خواندی اجاہتہا کنم  
 اے کم با تو کہ بار اں یا چمن  
 ہم دہد آخر دعا ہا را جزا  
 یا کثیر الخیر شاہ بے بدل  
 و اتم المعروف دار اے جمال  
 آتھانی دار عقبا نا حسن  
 ایمنہ از تو مہابت ہم ز تو  
 ورنہ در گنج گستاں از بہت  
 رستن از پیدا و باکے داشت

لے مکینہ بخشش ملک جہاں  
لے خدا سے قادی بے چند و چوں  
لے خدا بنا تو جاں را آن مقام  
تا کہ سازد جان پاک از سر قدم  
پرده اسی ستار از ما داگیر  
من چه گویم چوں تو میدانی نہاں  
واقعی بر حال بیسروان و درو  
کاندر بی حرفے روید کلام  
سوے عرصہ دو پہننا سے عدم  
باش اندر امتحان مارا مجیر

۱۷۷۷۷۷

## مناجات

لے خدا سے پاک بے نیاز و یار  
تا یکے این ابتدا یار بیا مکن  
لے ہمیشہ حاجت مارا پناہ  
لے عبت عفو از ما عفو کن  
باز خوار ازین نفس پسید  
خویش را و یدیم و رسوائی خویش  
این دعا اگر خشم افزاید ترا  
لے خدا سا زنده عرش ہیں  
رو در را باشمع کافور لے کریم  
قادر قدرت تو داری بر کمال  
لے خدا قربان احسانت شوم  
محدث احسانی و ابر کرم  
دستگیر و جسم مارا در گزار  
مذہب ام بخش و وہ نہ بین  
بار دیگر ما غلط کردیم راہ  
لے طیب رنج نا صور کن  
کار دش تا استخوان رسید  
امتحان ما کن اسے شاہ نیش  
تو دعا تعلیم نہرا مہترا  
شام راہ اوی تو زلف عنبریں  
کردہ روشن ترا ز عہل سلیم  
انت ربی انت حسی ذوالجلال  
کان احسانی بقربانت روم  
فیض تو چوں ابر ریزاں بر سرم



از عدم دادی بستی ارتقا  
 لے خدا احسان تو اندر شمار  
 من بچو اب و پاسبان من توئی  
 من بعصیاں صرف وقت خود کنم  
 روزیت را خورده عصیاں می کنم  
 جلدی بینی نہ گیری انتقام  
 لیک من غافل ز لطف بیکراں  
 من گنہ آرم تو ستاری کنی  
 جرہا بینی و نشتم ناوری  
 لذت ہستی نمودی نیست را  
 لذت انعام خود را و انگیز  
 وز گیری کبیت جبت وجو کند  
 مشکرا اندر ما مکن بر نطر  
 صد ہزاراں ام و دانست اینجا  
 دم بدم پابستہ جان تو ایم  
 میرمانی ہر دے مارا و باز  
 مانہ از دوحس خود را خستیم  
 از ہمد تو میدگشتم اے خدا  
 کردگار را مشکرا اندر فصل ما  
 ناں سپس ایمان و نور ہندرا  
 می تناغم باز بان صد ہزار  
 من چوں طفلے حرز جان من توئی  
 بینی و از حسمے پوشی برم  
 نعمت از تو من بغیرے می تم  
 از در حسم و کرم آئی مدام  
 چشم دارم ہر زمان این آں  
 جرم من آرم تو فقاری کنی  
 لے بقربانت چہ نیکو دادی  
 عاشق خود کردہ بودی نیست  
 نقل و بادہ و جام خود را و دیگر  
 نقش با نقاش چوں نیرو کند  
 اندر اکرام و سخا می خود نگر  
 ما چو مرغان حریریں بے نوا  
 ہریکے گرباز و سیرغے شویم  
 سحے دایمے میرویم ای بے نیاز  
 ویں دعا را ہم تو تو خستیم  
 اول و آخر توئی و منتہا  
 دست ما گیر لے شہ ہر دوسرا

در گزار از بد سگالاب این بدی  
 وین دعا را ہم ز تو آموختیم  
 در خنیں ظلمت چراغ افروختی  
 جرم بخش و عفو کن بکش اگره  
 گردم من سسر من پیدا کن  
 عیب کار من ز من نپساک کن  
 ہم دعاؤ ہم اجابت از تو است  
 وین مکاناتی دو تو را تیر بخش  
 که ز پر زهرے چو مار کو ہمیم  
 زینت طاؤس ده این مار را  
 لطف تو در فضل و در فن منتی  
 شاد گرد و غم درین عشقواری  
 پرده را بردار و پرده مادر  
 جان قربت دیده را ووری ده  
 خاصه بعدے کان دل بعد از وصال  
 آنکه او یکبار روسته تو بدید  
 فرقت تلخ تو چوں خواهد کشید  
 بی پناہست غیر پناہی بی پناہست  
 دور داری بخیر من را منتها

اے کریم و اے رحیم سسر می  
 ما ز حرص و آرزو را آموختیم  
 حرمت آن کیں دعا آموختی  
 دستگیر و رہنما تو فبق ده  
 ای خدا این بندہ را رسوا کن  
 ای خدا لے را زوان و خوش سخن  
 جز تو پیش که بر آرد بنده دست  
 هر دل سرگشته را تدبیر بخش  
 منگر اندر زشتی و کمر و ہمیم  
 نو بار احسن گل ده خار را  
 در کمال زشتیم من منتی  
 دستگیرم در خنیں بیچارگی  
 دستگیر از دست ما را بنجر  
 یار شب را روز و زنجوری ده  
 بعد تو در ویت از فکر و نکال  
 ہیں مراں از رستے خود اور البعد  
 رحم کن روستے کہ روستے تو بدید  
 تلخ تر از فرقت تو بیچ نیست  
 بی پناہست غیر پناہی بی پناہست

بگذرال از جان ماسویہ القضا و امیر مارا از اخوان صفا  
 بگذر انعم الی دار السلام  
 بالتبیتی المصطفیٰ خیر الانام

## باب چهارم

مقامات و احوال و اخلاق حسنه

فرق میان مقام و حال

هست بسیار اہل حال از صوفیاں      نادریست اہل مقام اندر میاں  
 حال چوں جلوه ست زان بیاعوین      وین مقام آن خلوت آمد باعوین  
 جلوه بیند شاہ و غیر شاہ نیز      وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز  
 جلوه کردہ عام و خاصان اعوین  
 خلوت اندر شاہ باشد باعوین

## عمل

صیقل عقلت بدان دوست حق      کہ بدو روشن کنی دل را ورق  
 گفت پیغمبر کہ احمق ہر کہ هست      او عدو ما و غول رہنرست

روح او و روح اوریکان است  
 عقل کل اساز لے سلطان وزیر  
 کام دنیا مرد را بے کام کرد  
 مخلص مرغست عقل دام ہیں  
 نیک پالستیت بہر نیک و بد  
 روز و شب درخنگ و اندر راجرا  
 یعنی آب رو دوان و تھان و جا  
 گاہ خاکی گاہ جوید سوری  
 در و باغش حسرت غم اللہ نیست  
 نفس زشتش مادہ و مضطرب  
 تازہ تیغی کہ نبو و جز صواب  
 او لیل و پیشو لے قافلہ است  
 در مراتب از زمین تا آسمان  
 ہست عقلے کمتر از ذرہ شہاب  
 یار باش و مشورت کن اے پسر  
 امر ہم شوری بخوان و کار کن

ہر کہ او عاقل بود و جان باست  
 عقل جزوی را وزیر خود مگیر  
 عقل جزوی عقل را بدنام کرد  
 آفت غمست چشم کام ہیں  
 این زن و مردے کہ نفس است  
 این دو پایستہ دریں خاکی سرا  
 زن ہی خواہد جو بیج خانگاہ  
 نفس بچو زن پے چارہ گری  
 عقل خود زین فکر ہا گاہیت  
 اے خنک آنکس کہ عقلش زربود  
 عقل باید نور و نہ چو آفتاب  
 عقل آں باغند کہ او با مشعلہ است  
 این تفاوت عقلہا را نیک آں  
 ہست عقلے بچو قرص آفتاب  
 ورنہ عقلت نیست با عقل و گہ  
 عقل خود با عقل یکے یار کن

## مقام محبت و عشق

ما شقم بر پنج خویش و در خوش  
 بہر خوشنودی شاہ منہر و خویش

ناخوش او خوش بود بر جان من  
 از محبت پلنگ شیرین شود  
 از محبت نار نورے می شود  
 از محبت مرده زنده می شود  
 از محبت نار گلشن می شود  
 عشق آن شعله است کوچن بر فرو  
 عشق چو شد بحر را مانند دیگ  
 تیغ لا و قتل غیر حق بر اند  
 ماند الا الله باقی حبله رفت  
 عشق و ناموس ای برادر است نیست  
 شاد باش اے عشق خوش سو اے  
 اے دولے نجات و ناموس ما  
 عاشقی پیدا است از داری دل  
 علت عاشق ز علتها جداست  
 عاشقا ترا هر نفس سوزید نیست  
 هر کجا شمع پلا افروختند  
 عشق از اول چسب اخوتی بود  
 باد و عالم عشق را بیگانگیست  
 غیر متفاد و دولت کشی او

جاں فدای یار دل بجان من  
 از محبت مشک از ترس شود  
 از محبت دیو حوسے می شود  
 از محبت شاه بنده می شود  
 از محبت روضه گلشن می شود  
 هر چه جز عشق با شد جمله نیست  
 عشق باید کوه را مانند رنگ  
 دزگر زان پس که بعد لاجه نهد  
 شاد باش اے عشق شرکت سوز  
 بر در ناموس اے عاشق مالیت  
 وے طیب حبله علتها اے ما  
 فے تو اقلطون و جالینوس ما  
 نیست بیماری چو بیماری دل  
 عشق اصطراب اسرار خداست  
 برود ویراں خراج و عشق نیست  
 صد هزاراں جان عاشق فتنه  
 تاگر یزد هر که بی برنی بود  
 اندر و هفتاد و دود و دگر نیست  
 تحت شاهان تحت تیر پیش او

اں طرف کہ عشق می از خود در  
 اندرین بجش از خود در ہیں یک  
 ملت عاشق زلتها جداست  
 عاشقانرا شد درین حسن دوست  
 ہر جہ گویم عشق را شرح و بیان  
 شرح عشق از من بگویم بردوام  
 در نگجند عشق در گفت و شنید  
 عقل و در شرح چو خرد و گل نجفت  
 آفتاب آمد بسیل آفتاب  
 عاشقی گریں سر و گریں سر  
 جرمہ خاک آلود چوں مجنون کند  
 عشق مے گوید بگوئیم پست  
 بر درم ساکن شود بے خانہ بان  
 عشق آں گیزی کہ جبذہ انبیا  
 عشق آں زندہ گیزی کو بایست  
 عشق زندہ در روان و در لہر  
 دانکہ عشق مردگان پایندہ نیست  
 عشقہائے کز پئے رنگ بود  
 عشق نبود آنکہ در مردم بود  
 بو حقیقہ و شاعری در سے نکرد  
 فخر رازی را از دین بد  
 عاشقان را ملت و مذہب جداست  
 فقر و درین ہمہ شال ہے دوست  
 چوں بعشق آیم غل با شمع از آن  
 صد قیامت بگذرد و آن نانہام  
 عشق در یاست قعرش ناپدید  
 شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت  
 گرو ملت باید از مے رومنا  
 عاقبت ما را بد اں شہ رہبر  
 صاف اگر باشد ندانم چوں کند  
 صید بودن بہتر از صیادی است  
 دعوی شمع مکن پروانہ با شش  
 یا قند از عشق او کار و کیا  
 از شراب جانفزایت ساقی است  
 ہر مے باشد ز غنجہ تازہ تر  
 ز آنکہ مردہ سوئے مآئیدہ نیست  
 عشق نبود عاقبت نینگ بود  
 ایں نسا از خود رون گندم بود

زانکہ آں میں زرا تہ و آہست  
 چوں شود نور و شود پیدا و خاں  
 عشق بامردہ تبا شد پائدا  
 عشق ز اوصاف خداے بنیاد  
 بیج عاشق خود باشد وصل جو  
 چوں دریں دل برق مهر و جشت  
 بیج بانگ گفت زدن ناید در  
 تشنگان گم آب چونید از میاں  
 ہر کہ عاشق دیدی اش معشوق  
 میل معشوقاں تہاں ست و ستیر  
 عقل جزوی عشق را منکر بود  
 زیرک و دانا ست اما نیست  
 دیو اگر عاشق شود ہم گوی برد  
 آتش از عشق در جاں بر فروز  
 عشق را صد ناز و اشکبارست  
 تو بہ یک خواری گریزان عشق  
 چون تو عاشق نیستی آے نہ گدا  
 تات مابر مہرا و بریدہ اند  
 تا خیال دوست در اسرار ما

ظاہر ش تو را نہ در دل و زان  
 بفسر عشق مجازی آں زماں  
 عشق را بر حی و بر قیوم دا  
 عاشقی بر عیسای و باشد مجاز  
 کہ نہ معشوقش بود جو یاے و  
 اندراں دل دوستی مید انگہ  
 از یکے دست تو بے دست و گداز  
 اب ہم جوید عیال تم تشنگان  
 کو نیست بہت ہم این و ہم آں  
 میل عاشق باد و صد طبل و غیر  
 گر چہ بناید کہ صاحب سر بود  
 تا فرشتہ لاشد آہر نیست  
 جبریل گشت و آں دیوی برد  
 سر سبز کرد و عیار لک را بسوز  
 عشق با صد ناز می آید بہت  
 تو بجز نامے چہ میدانی لبش  
 بچو کوہ بے خبر داری صدا  
 عشق او در جان ما کار بندہ اند  
 جاں گزینی جاں سپای گار ما

اے عدوئے شرم و اندیشیا کہ دریدم پردہ شرم و حیا  
 نعرہ مستانہ خوش می آدم تا بد لے جان چیں می یایم  
 وقت آں آمد کہ من عریاں شوم  
 جسم بگزارم سراسر جاں شوم

## وجد

ہر چہ غیر شورش و دیوانگیست  
 اندرین رہ دوری و بیگانگیست  
 عشق شورا نگیز با ید مرد را  
 تا صلا سے در و ہدایں دورا  
 باز سودائی شدم من ای طبیب  
 رور و ایجاں زو در نجیرے بیا  
 بار دیگر آمدم دیوانہ وا  
 کہ دریدم سلسلہ تدبیر را  
 ہیں بے یاریم آن زنجیر را  
 گھر دو صد زنجیر آری بر دم  
 غیر آں زنجیر زلف و بسم  
 مست آں ساتی و آں پیما نہ ایم  
 نا اگر قلاش و گھر دیوانہ ایم  
 بعد ازین دیوانہ سازم خویش را  
 آن مودم عقل دور اندیش را  
 دست در دیوانگی باید زدن  
 زین خرو جاہل ہی باید شدن  
 ایں عس را دید و در خانہ شد  
 اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد  
 بگذر از ناموس در سوا باش فنا  
 ایمنے بگزار و جائے خوف ہنا  
 شرح آں یاسے کہ اور ایاز نیست  
 من چہ گریم یک رنگم ہشیانیت  
 شیر ہر آشفتہ و خول ریو شد  
 چوں زخم دم کا تش دل تیر شد



آنکھدا او ہشیار خود تہند دست و دست  
 خاصہ زال یادہ کہ از خم نیست  
 چوں بود چوں او قدح گیر دست  
 آب رحمت بایست رویت شو  
 نئے می کہ مٹی آں یک شبی نیست  
 رحمت اندر رحمت آید تالیسر  
 وانگہاں خور خمر رحمت مست شو  
 بریکے رحمت فرو نالے سپر

## قرب و انس

قرب بر انواع باشد لے سپر  
 قرب خلق و رزق بر جملہ عام  
 میزند خورشید بر کسار و در  
 گفت پیغمبر کہ معراج مرا  
 قرب وحی عشق دارندایں کرام  
 آن من پر چرخ و آن اول شیب  
 قرب حق از قید ہستی رست نیست  
 چونکہ بامعشوق گشتی ہمیشیں  
 رفع کن دلائل را بعد ازین  
 خوی یا او کن کہ خورا آفرید  
 خوہم لے انبارا پر و برید  
 رو بخوابی کہ و آخر درجد  
 آں بہ آید کہ گنتی خوابا حسد  
 بہکشد انسش بشاہ فرد خوش  
 یافت در مانہاے جلہ در خوش  
 چوں از اں اقبال شیریں شد و ہا  
 سر و شد بر آدمی ملک جہاں  
 این خبر را از نظر خود ثابتست  
 بہر جا غنیمت بہر غامضتست

ہر کہ او اندر نظر موصول شد

این خبر ہا پیش او مغرول شد

# تسلیم و رضا بالقضا و توکل

شرط تسلیمست نے کارِ دراز  
 ہچوا سماعین بیش سرینہ  
 تا بماند جانت خداں تا ابد  
 اے جفاے اوز دولتِ خوبتر  
 عاشقم بر قمر ویر لطفش مجید  
 ناخوش او خوش بود بر جان من  
 عاشقم بر رخِ خوش و درِ خوش  
 مردہ باید بود پیش امرِ حق  
 با قضا ہر کہ شبیخون آورو  
 چون قضا آید فرو پوشد بصر  
 با قضا پنجمه وزن ای تند و تیز  
 چون قضا آید طبیبِ ابلہ شود  
 گر قضا صد بار قصہ جاں کند  
 در قضا یعقوب چون ہما و سر  
 در توکل جبر کہ تسلیم تمام  
 نیست کیے از توکل خوبتر  
 اے توکل کو کلیسا نہ ترا  
 سو و نبود و ضلالت ترکستان  
 شاد و خداں پیش تیغش جاں بدہ  
 ہچو جانِ پاک احمد یا احمد  
 و انتقام او ز جہاں محبوب  
 نے عجب من عاشق ایں ہر ضد  
 جاں فدے یار دل بر جان من  
 بہر خوشنودی شاہِ سر و خوش  
 تانہ آید ز حشم ز رب الفصیح  
 سرنگوں آید نہ خون خود خورد  
 تا نداند عقل ما پارا ز سر  
 تا تیرد ہم قصہ با تو ستیز  
 ہر دوا در نفع خود گمہ شود  
 ہم قضا جانت دہد در ماں کند  
 چشم روشن کرد از بوسے سپر  
 در غم و راحت ہمہ مکرست و دام  
 چلیست از تسلیم خود و محبوب تر  
 تا کند شہزادہ قلعہ نزل را

رزق ازوے جو بچو از زید و عمر      مستی ازوے جو بچو از بنگ و خمر  
 منہی زو خواہ نے از گنج و مال      نصرت ازوے خواہ نے از غم و حال  
 ہیں ازو خواہید نے از غیر او      اب دریم جو بچو در خشک جو  
 ہست ایں ایگ بعد حصر را      در لغت داں از پے نفی ریا  
 کہ عبادت مرترا آریم و بس      طمع یاری ہم نہ تو داریم و بس  
 ورنہ بچو ای از دگر ہم او دہد      برکش میل سخا ہم او دہد  
 بر قضا کم نہ بہانہ اسے بچو اں      جرم خود را بچوں نہی برو بچو اں  
 بل قضا حق ست وجد بندہ حق      ہین شاعور بچو اں ابلیس خلق  
 گفت پیشبر با و از بند      با توکل زانوے اشتربہ بند  
 رمز الکا سب حبیب اللہ شنو      از توکل در سبب کاہل مشو

گد توکل سے کنی در کار کن  
 کسب کن ہم تکینہ جبار کن

## تہد و فقر

حق ہی خواہد کہ تو زاہد شوی      تا غرض بگذاری رشاد شوی  
 ایں جہاں دامت ازل از د      در گریز از دانائے دام او  
 لے بزر لغت و کسب و خستہ      آخر استت جامتہ تا د خستہ  
 از عقول و از نفوس پر صفا      پیکسی آید بجاں کای بیوفا  
 یا رگاہ پنج روزہ یا نستی      روز یاران کن بر تانستی

شاد از وے شو مشوار غیر وے  
 ہرچ غیر دوست است دراج نعت  
 صبر کن در فقر و بگذار این مال  
 فقر فخری ہر آں آمد سنی  
 گنج را در خرابہ زان نعت  
 دیوے ترساند ہر دم ز فقر  
 آدمی را بچہ و فقر آمد اماں  
 نیست قدرت ہر کسے سازوار  
 فقر از ان رو فخر آمد جاوداں  
 خضر کشتی را برائے آن شکست  
 چون شکستہ می رہد شکستہ شو  
 چونکہ شاہے دست یابد پریشہ  
 در بیاد خستہ افتادہ را  
 را بہرین ہرگز گدائے را نزد  
 زہد و تقوی را اگر یم دین کوش  
 او بہارست و دگر ہا ماہ دے  
 گرچہ تخت و ملک است و تاج تہمت  
 زانکہ در فقر است غزوہ الجلال  
 تا ز طاعان گریزم در غمتی  
 تا ز حرص اہل عمراں وارہند  
 ہیچو کبکش صید کن اے باز صقر  
 از بلائے نفس پر حرص و غمان  
 بحر بہتر مایہ پر سینر گار و  
 کہ بتقوی ماند دست نارسان  
 کہ تو اندکشتی از فجار رست  
 امن در فقر است اندر فقر و  
 بکشش یا بازدارد در پیچہ  
 ہمیش سازد شہ و بدہد عطا  
 گرگ گرگ مردہ ہرگز گزد  
 زانکہ مے دیدم اجل را پیش پیش

ہر دکان را ہست سودائے دگر  
 تقوی دکان فقر است اسکے پیہر

## تقویٰ

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید  
 چونکہ تقویٰ بست دودست ہوا  
 پس واس چیرہ محکوم تو شد  
 زاید از لقمہ حلال اندر دہاں  
 لقمہ کو نور افز و زد کمال  
 چون ز لقمہ تو حسد بینی دوام  
 لقمہ تجست و برش اندیشہا  
 علم و حکمت آید از لقمہ حلال  
 مرغ یا پرچی پردتا آشیایاں  
 باز اگر باشد پدید و بے نظیر  
 عفو باشد لیک کو فردا امید  
 ترسدا ز مے جن و انس و ہر کہ دید  
 حق کشاید برد و دست عقل را  
 چونکہ دمالار و مخدوم تو شد  
 میل خدمت غم رفتن آنجاں  
 آں بود آوردہ کسب حلال  
 جہل و غفلت زاید آنرا دامن حرام  
 لقمہ بحر و گوہر شش اندیشہا  
 عشق و رقت زاید از لقمہ حلال  
 پر مردم بہت ست لے مردماں  
 چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر  
 کہ بود بندہ ز تقویٰ لے رو سفید

دزد و راگر عفو باشد جان برد  
 کے وزیر و خازن خزن شود

## خوف ورجا

چونکہ بد کردی ترس ایمن مہاش  
 راز ہا ہر اجمی کند حق آشکارا  
 زانکہ تجست و پرویا نہ خداش  
 چوں بگو اہد رست تخم بدکارا

چند گاہے او پہوشاند کہ تا  
 ہر کہ ترسد مرو را این کنند  
 لاتخا خواہست نزل خایفاں  
 خوف آنکس است کہ را خوف نیست  
 از کرم داں ایں کہ مے ترماند  
 ایں رجا و خوف در پردہ بود  
 حق ہے خواہد کہ ہر میرد اسیر  
 انبیا گفتند نو میدی بدست  
 از چنین محسن نشاید تا امید  
 بعد نو میدی بسے امید ہاست  
 ہیں چرا خشکی کہ اینچا چشما ہست  
 یا نمیدانی کہ مہائے خدا  
 تا امید را خدا گردن زد دست  
 تو گو مارا بداں شہ بار نیست  
 نے مشو نو مید و خود را شاد کن  
 آید آخر زان پیشانی ترا  
 مرد دل ترسندہ را ساکن کنند  
 ہست در خور از برائے خائفان  
 قصہ آنکس را کش اینچا طوف نیست  
 تا بملک ایمنی ہنشا ندت  
 تا پس پردہ چہ پرور وہ بود  
 بارجا و خوف با شند و خذیر  
 فضل و رحمتا ئے رب ہیں بحدت  
 دست در فراق ایں رحمت زیند  
 از پس ظلمت بسے خورشید ہاست  
 ہیں چرا بدی کہ اینچا صد دواست  
 کہ ترا می خواند آنسو کہ بسا  
 چوں گنہ مانند طاعت آمد دست  
 بر کریمیاں کار ہا دشوار نیست  
 پیش آں فریاد رس فریاد کن

کوئے نو میدی مرد امید ہاست  
 سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

## صدق مقال و حسن گفتار

جوہر صدقت خفی شد در دروغ  
در حدیث راست آرام دل ست  
دل نیاز آمد ز گفتار دروغ  
صدق مے خواهد گواہ حال او  
برق و قمر روے خوب صادقین  
رنگ صدق و رنگ تقوی و تقی  
دل بیار آمد ز گفتار صواب  
بوسے صدق و بوسے کذب گول گیر  
گریبان نطق کاذب نیز هست  
آدمی مخفیست در زیر زبان  
زین مثل فرمود احمد در مقال  
بیگان کہ ہر زبان پرودہ دست  
ہیچا نکہ روغن اندر متن و روغن  
راستیہا دانہ دایم دل ست  
ز اب روغن ہیچ نفوذ و فروغ  
تا بہا بد نور او بے گفتگو  
تن فاشد و او بجایا یوم دیں  
تا ابد باقی بود بر عابدین  
آنچنان کہ تشنہ آرا مد باب  
ہست پیدا و نفس چو مشک و سیر  
لیک بواز صدق و کذبش خبرست  
ایں زبان پرودہ ست برد گاہ جاں  
در زبان پنہاں بود حسن رجال  
چوں بجنبہ پرودہ سر با داصل ست

کہ خدا خواهد کہ پوشد عیب کس  
کم زند و رعیب معیوبان نفس

## اخلاق حسنہ

من ندیدم در جهان جستجو، ہیچ اہلیت بہ از خوئے نکو،

و رعد و باشد پیر احسان نگوست  
 ورنه گردد دوست گینش کم شود  
 پس بدانکه صورت خوب و نگو  
 و بود صورت حقیر و نا پذیر  
 صورتش دیدی ز معنی غافل  
 خلق نیکو وصف انسانی بود  
 خلق نیک آمد صراط المستقیم  
 چون شود اخلاق و اوصاف نیکو  
 گر گرفتار صفات بد شدی  
 هر که دارد در جهان خلق نیکو  
 جلوه اخلاق و اوصاف نیکو  
 گاه نارت می نماید گاه نور  
 گاه با حسان بس عدو گشت دوست  
 زانکه احسان کینه را مرهم شود  
 با خصایل بد نیز و یک نشو،  
 چون بود خلقش نیکو در پاش میر  
 از صدف دور را گزین گر عاقل  
 آدمی با خلق بد حیواں شود،  
 شد مثال خلق بد ناز عجم بود  
 هشت جنت خود توئی ای نیکو  
 هم تو دو و نرخ هم عذاب سردی  
 خزن اسرار حق شد جان او  
 هر زمان گردد بمثل در صور  
 گاه دوزخ گاه جنت است و جور

آنچه گفتم هست از عین الیقین  
 نه ز استدلال و تقلید است این

صبر

صد هزاراں کیما حق افسرید  
 گفت پیغمبر خداش ایمان نداد  
 کیما یسے، همچو صبر آدم ندید  
 هر که ان بود صبرتی در نماز  
 طعن بر حمان است صبر و اتقان  
 که شیطان است آجیل و شتاب



صبر بچو پل صراط آفتاب و بشت  
تو چہ ذاتی ذوقِ صبر بے شیشہ دل  
ہفت سال ایوب با صبر و رضا  
ہر کراہی کی جگہ جامہ درست  
بایا ستمائے جاہل صبر کن  
صبر را با حق قرین کن لے فلاں  
عاقبت جویندہ یا بندہ بود

بشت باہر خوب یک لاک زشت  
خاصہ صبر از ہر آن نقش چگل  
در بلا خوش بود با ضیف خدا  
وانکہ او آن را صبر و کسب جہت  
خوش مدارا کن بعقل من لدن  
آخر العصر را آگہ بخواں،  
کہ فسر ج از صبر زائندہ بود

چونکہ تمام اوست کفر آئندہ گلہ

صبر باید صبر مفتاح الصلہ

## قناعت

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج  
این قناعت نیست جز گنجِ رواں  
از قناعت، تپکیں بجائ نہ شد  
عاقلاً اندر بیش و نقصان نہ گرد  
اندریں عالم ہزاراں جا نور  
حاشا بقد طبع من از خلق نیست

گنج را تو وانہی دانی ز رنج  
تو من لاف از غم و رنج رواں  
و نہ در بھی تپکیں سلطاں نہ شد  
زانکہ این ہر دو چو سیلے بگزد  
میزید خوشش عیش بے زیر و بر  
از قناعت در دل من عالمیت

از طبع ہرگز خواہم من فنوں

ایں طبع را کردہ ام من سرنگوں

## شکر

شکر منعم واجب آمد در خرد  
 در نہ بخشاید در خشم ابد  
 شکر نعمت نعمت افزوں مے کند  
 صد ہزار ان گل ز خاکے سر کند  
 شکر جان نعمت و نعمت چو پوست  
 زانکہ شکر آرد ترا تا کہے دست  
 نعمت آرد غفلت و شکر انبہا  
 صید نعمت کن بدام شکر شاہ  
 گم شد از بے شکر خوبی و ہنر  
 شکر کن مظلومی و ظالم نہ  
 کہ دگر ہرگز نہ بیند زان اثر  
 رحمت مادر اگر چہ از خداست  
 ایمن از فرعون و ہر فتنہ  
 ترک شکرش ترک شکر حق بود  
 خدمت او ہم قرینہ ست و ہنر است  
 شکر از شکر خدا باشد یقین  
 حق اولاشک بخن طعن بود  
 شکر احسان ترا چوں سہ کیم  
 چون احسان کرد تو فیض توین  
 جان و گوش و چشم و ہوش و پاؤں  
 اندرین رہ گو قدم از سر کیم  
 ایکہ شکر نعمت تو سے کیم  
 جلا از دہائے احسانت پیراست  
 اینم از تو نعمتے شد منعم و  
 ست

شکر آں شکر از کجا آرم بجا  
 من کیم از تست تو فیق اے خدا

## سخاوت

ایں سخا شافیت از سرو بہشت  
 ولے او ز کستینیں شانے بہشت

می برد شاخ سخا سے خوب کیش  
 گفت پیغمبر کہ دائم ہر پسند  
 کا سے خدا یا منفقان را سیر دار  
 دے دے دایا مسکاں را در جہاں  
 گر نہ انداز چودہ دوست تو مال  
 ہر کہ کار دگر دانا بر شش ہی  
 غل بخل از دست و گردن دو کن  
 لب بہ بند و گنت پر از زر بر کشا  
 ترک لذت و شہوت سخا ست  
 اقضوا اللہ قرض وہ زریں بگ تن  
 تا روید در عوض از دل چمن

قرض وہ کم کن ازیں لقمہ قنت  
 تا نماید وجہ لا عین رات

## شفقت علی الخلق

خیر کن با خلق ہر اینزدت  
 ہچنین از پیشہ گیری تا بہ پیل  
 بر بہر بیائے بد راں رحمت کنید  
 بسن رحمت بر غضب ہست اے فتنہ  
 تابانی راحت جان خودت  
 ست عیال اللہ و حق تم لعل  
 بر سنی و خویشہ میں لعنت کنید  
 لطف غالب بود در وصف خدا  
 مشکما شاں پر ز آب جوی داد  
 ہندگان دارند لا بد خوے او

آن رسول حق قلدوز سلوک      گفت الناس علی دین الملوک  
 زان پیاورد او لیا را بر زمین      تا کند نشان رحمتہ للعالمین و  
 گفت پیغمبر کہ رحم آرید بر      حال من کان غنیا فافتقر  
 گفت پیغمبر کہ با این سرگروه      رحم آرید از شهر انداز کوه  
 آن کہ اولجد از غریزی خوار شد      و او تو نگہم کہ بے دینا رشد  
 آنچه بر تو خواه آن باشد پسند      برادر کس آن کن از پنج و گزند  
 دست داد ستند کارے یکن  
 یکے کن یاری یاری یکن

### حسنِ ظن

ظنِ نیکو بر بران خوانِ صف      گر چه آید ظاہر از ایشان جفا  
 مشفقہ گر کہ دور از امتحان      عقل باید کہ نباشد بدگمان  
 پس ز بدناماں نباید نگداشت      گوش بر اسرار شاں باید گماشت  
 ایچ کا ضرر را بخواری منگرید      کہ مسلمان رفتش باشد امید  
 چه ضروری ز ختم کار او      کہ بگردانی از وی کبارہ رو  
 در میان بر اگر بنشسته ام  
 طبع در آید سبوح ہم بستہ ام

## عدل

عدل چہ بود وضع اندر موضعش      ظلم چہ بود وضع درنا موضعش  
 عدل چہ بود آب دہ اشجار را      ظلم چہ بود آب دادن حصار را  
 حق تعالی عادلست و عادلان      کے کنند استگری بر بیدلان  
 عدل وضع نعمتے بر موضعش      نے ہر موضع کہ باشد آب کش  
 عدل آری بر خوری جفت انقلم      ظلم آری مدبری جفت انقلم  
 عدل فرمودست بدتر را تبسیر  
 ہر کہ ظالم تر پیش پر ہول تر

## ادب

از ادب پر نور گشت ستاین فلک      از خدا جو کیم توفیق ادب  
 بے ادب محروم گشت از لطف رب      آن گرو ہے کز ادب بجز نیتند  
 آب مردی و اب مردان بخیتند      بے ادب تنہانہ خود را داشت بد  
 بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد      گر چہ شہ با تو نشیند بر زمین  
 خویش را بشناس و نیکو تر نشین      دل نگہدارید اے بے حاصلان  
 در حضور و حضرت صاحبہ لال      پیش اہل دل ادب پر باطن ست  
 زانکہ دل شان بر سر ارفاطن ست      جز خضوع و بندگی واضطرار  
 اندران حضرت ندارد اعتبار

پیش بینیاں کنی ترکِ ادب  
نار و وزخ را از ان گشتی تحطب

## اخلاص

از علی آموز اخلاصِ عمل  
گفت من تیغ از پے حق نیز نم  
شیرِ حقم نیستم شیرِ ہوا،  
کہ نیم کو، ہم ز صبر و حلم و داد  
آن کہ از بادے رود از جا نختے  
بادِ کبر و بادِ عجب و بادِ ظلم  
چوں در آمد علی اندر غمنا  
تا احب شد آید نام من،  
تا کہ اعطی شد آید جو دمن،  
بخل من شد عطا شد و بس  
کار او دارد کہ حق را شد مرید  
ذوق باید تا دہد طاعات بر  
دانہ بے مغز کے گرد و نہال  
میکند طاعات و افعال سنی  
طاعتش نغزست و معنی نغز نہ

شیرِ حق را داں مطہر از دغل  
بندہ حقم نہ مامورِ تنسم و  
فعل من بردین من باشد گوا  
کوہ را کے در را بدتند باد  
زانکہ بادِ ناموافق خود بے ست  
بر داد را کو نبود از اہل علم  
تیغ را دیدم میاں کردن سزا  
تا کہ بغض شد آید کام من،  
تا کہ امسک شد آید بود من،  
جملہ شد ام نیم من آن کس  
بہر کار سے او زہر کار سے برید  
مغر باید تا دہد دانہ شجر و  
صورت بے جاں نہا شد جز خیال  
لیک یک ذرہ ندارد چاشنی  
جو زہا بسیار درو سے مغز نے

گندم جمع آمدہ گم می کنسیم	مادرین انبار گندم می کنیم
کیں خلل در گندم ست از مکر موش	می نیندیشیم مایع و خوش
وز فنش انبار ما خالی شدست	موش تا انبار ما حفرہ زد دست
وانگہاں در جمع گندم جوش کن	اول لے جاں دفع شر موش کن
لا صلوة تم الا بالاحضور	بشنوا ز اخباراں صدر صدور
گندم اعمال چل سالہ کجاست	گر نہ موشے دزد در انبار است

ریزہ ریزہ صدق ہر روز ہے چرا  
جمع می نماید درین انبار ما

## باب پنجم

### بیان اخلاق روزیہ و مضرات طریق

#### بیان اخلاق روزیہ

ہم تو دوزخ ہم عذاب سردی	گر گرفتار صفات بد شدی
خلق بد آمد براہ دوست سد	مایہ دوزخ چہ باشد خلق بد
خشمیت آید از کسے کو واکشد	چوں ز عادت گشت محکم خوے بد
کیہنا خیر دترا با او بے جو	چوں خلاف خوی تو گوید کسے

چونکہ تو گنوار گشتی ہر کہ او  
 چوں مزاج آدمی گنوار شد  
 خاربین داں ہر یکے خوی بدت  
 بارہا از خوسے خود خستہ شدی  
 بود شخصے بس درشت و بد سخن  
 رہگذر یانش ملامت گر شدند  
 ہر دمے آں خاربین افزوں شدے  
 چوں بید حاکم بدو گفے بکن ،  
 مرتے فردا و فردا وعدہ داد  
 تو کہ میگوی کہ فردا میں بدیاں  
 آں درخت بدجواں ترے شود  
 خاربین در قوت و برخاستن  
 آں جواں ترے شود تو پیر تر  
 یا تبر برگیر و مردانہ بزنی کو  
 یا بنگین وصل کن این خار را  
 واکشد از گل تر یا باشد عدد  
 زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد  
 بارہا در پاسے خار آخر زودت  
 حس نداری سخت بے جس آمدی  
 در میان رہ نشاند او خاربین  
 بس بگفتندش بکن آں را نکند  
 پائے خلق از زخم آں پر خوں شدے  
 گفت اے بر کم روزیش من  
 شد درخت خار او حکم نہاد  
 کہ بہر روزے کہے آید زماں  
 دیں کنندہ پیر و مضطربے شود  
 خار کن در پیری و در کاستن  
 زود باش و روزگار خود بسر  
 تو ملی دارا میں در خیبر بکن ،  
 وصل کن با فوریا را میں نار را

تا کہ نور او کشد نار تر

وصل او گلشن کند خار تر





## کبر و عجب

غلے بدتر ز پندار کمال  
 زان نہی پردیوے ذوالجلال  
 از دل و از دیدہ است بس خویش  
 علت ابلیس انا خیر بد است  
 ترہات از دعوی و دعوت مگر  
 کبر زشت و از گدایاں زشت تر  
 چند دعوی و دم باد بروت  
 ابتداء کبر و کین از شہوت است  
 زلت آدم ز اشک بود و باہ  
 لاجرم از زود استغفار کرد  
 تو بہ ال فخر آوری کز ترس و بند  
 ہر کراہدم سجودے سے کنند  
 چوں سے پر زہر نوشد مدبر سے  
 بعد یکدم زہر بر جانش نشاند  
 سے تنگ آن را کہ زلت نفع  
 نمود بان شہوتی این را در حق است  
 ہر کہ بالآخر رود ابلیس تر است

نیست اندر جانت سے مفروض حال  
 کو گمانے سے برد خود را کمال  
 تا ز توایں محبہ بیروں رود  
 دیں مرض در نفس ہر مخلوق ہست  
 رو سخن از کبر و از نخوت گو  
 روز سرد و برفت انگہ جامہ تر  
 اے ترا خانہ چوبیت الضحکوت  
 راسخی شہوت از عادت است  
 وان ابلیس از کبر بود و جاہ  
 وان عین از توبہ است بکار کرد  
 چاہلوست کرد مردم روز چند  
 زہر اندر جاں او سے آگند  
 از طریبا یکدم بجنباند سر سے  
 زہر در جانش کنزد او سد  
 و اسیر آن کند سر کشی شود غلے  
 حاققہ تیرہ نہرو باں افتادن است  
 راستہ از باہ تیرہ خاٹکست

ایں فروعت و اصولش آں بود  
 جد خود بشناس و در بالامیر  
 خود چه باشد پیش نور مستقر  
 گوشت پاره آلت گویائے او  
 مسمع او آں دو پاره استخوان  
 کرکی و از قدر آگندہ  
 خویش میں چوں از کسے جزو بدید  
 حمیت دیں خواند او آں کبر را  
 حمیت دیں رانے دیگست  
 گوئے حق شاں گر شمار و شکرید  
 کہ از ترغیر شرکت یزداں بود  
 تا نیتی در نشیب شور و شر  
 کہ و قرآن فتخار بوالبشر  
 پیہ پاره منظر بینائے او  
 در کش دو قطرہ خونینے خیال  
 طمطراتے در جہاں افگندہ  
 آتشے درمے ز دوزخ شد پدید  
 ننگر در خویش نفس گیر را  
 کہ از آں آتش جہانے انحرست  
 در سید کاراں منغل منگرید

شکر گوید اے سپاہ و جا کران  
 رستہ اید از شہوت و از نسل آں

## ریا و نفاق

چند حرف طمطراق و کار و بار  
 تو بنام حق فریبی مرا  
 در حدیث آہ کہ تسبیح از ریا  
 گفت پیغمبر بہ یک صاحب ریا  
 کار و بار خوبین و شرماں  
 تا کنی رسوائے شور و شرماں  
 ہجو سیزہ گوخن داں لے کیا  
 صل انک لم تصل یا رفا  
 آہ اندر ہر نمازے اپدنا  
 از برائے چارہ بین خوفا

کیں نمازم را میا میز اے خدا      بانماز ضالین و اہلِ ریا،  
 آن مرائی در صلوٰۃ و در صیام      می نماید جد و جدے بس تمام  
 تا لگاں آید کہ اوست و لا است      چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست  
 خواجہ پندار و کہ طاعت مے کند  
 بیخبر کز معصیت جاں مے کند

اں منافق با موافق در نماز      از پئے استیزہ آمدے نیاز  
 در نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ،      با منافق مومنوں در پردہ مات  
 مومنوں را بر دباشد عاقبت      بر منافق مات اندر آخرت  
 چند صورت آخر اے صورت پرست      زانکہ معنے در بر صورت پرست  
 گر بصورت آدمی اناں یدے  
 احمد و ابوہل بس یکساں ہرے

## شہوت

مارِ شہوت را بکش در ابتدا      ورنہ اینک گشت مارت از دہا  
 کانِ تفت خورشید شہوت برزند      اں تھاسش مردہ رگیت پرزند  
 بندہ شہوت ندارد و خلاص      جز بفضلِ ایزد و انعام خاص  
 نہ آتش شہوت نسوزد اہلِ دین      باقیان را یردہ تا قعر زمین  
 آفت دین در ہوا و شہوت تست      ورنہ اینجا شربت اندر شربت تست  
 نارِ شہوت می نیاراد بآب      زانکہ در طبع دو تیغ در عذاب

رستم از چوباسر و سبوت بود      وام یا گیرش یقین شہوت بود  
 نرک خشم و شہوت و حرص آوری      ہست مردی در گپ پیغمبری  
 خشم و شہوت مرد را احوال کند      راستقامت روح را بہدل کند

عقل ضد شہوتست لے پلواں  
 آنکہ شہوت فی تند عقلش مخواں

## حرص و طمع

حرص تو چون آتش است اندر ہاں      باز کردہ بھر خوردن صد دہاں  
 حرص کورت کرد و محرومت کند      دیو ہیچو خویش مرحومت کند  
 حرص کور و احق و ناداں کند      مرگ را بر احمقاں آساں کند  
 حرص نابیناست بیند مویو      عیب خلقتان و بگوید کو بکو  
 عیب خود بیکدرہ چشم کوراد      می نہ بیند گرچہ ہست او عیب جو  
 بار بار دام حرص افتادہ      خلق خود را در بریدن دادہ  
 حرص و شہوت مرد را احوال کند      راستقامت روح را بہدل کند  
 صد حکایت بشنود مدہوش حرص      در نیاید نکتہ دور گوش حرص  
 بند بگسل باش آزاد لے پسر      چند باشی بند سیم و بند زر  
 گر بریزی بحر را در کوزہ یک      چند گنجد قسمت یک روزہ یک  
 کوزہ چشم حریہاں پر نشد      تا صدف قانع نشد پر در نشد  
 صاف خواہی چشم عقل و سمع را      برد راں تو پر دہاے طمع را

ہرگز یا شد طبع الکن بود ، باطلع کے چشم دل روشن بود  
 بہ گمانی کردن و حرص آوری کفر باشد پیش خوان ہتری  
 پیر چشم او خیال جاہ و زر ہچناں یا شد کہ مواند رہبر  
 ہرگز یا نہ رہ عشقش چاک شد  
 او ز حرص و عیب کلی پاک شد

## حسد

عقیدہ نہیں محبت تہ در راہ نیست  
 ایں حسد خانہ حسد آمد پداں  
 خانہاں از حسد گرد و خواب  
 یوسفان از کبر اخواں در چند  
 وز حسد گیر و ترا در رہ گلو  
 کوز آدم ننگ دارد از حسد  
 آن شیاطین خود حسد و کینہ اند  
 چوں کنی بر بے حسد مکر و حسد  
 نہر کسے کو از حسد بینی کس  
 آں ابو جہل از محمد ننگ داشت  
 بوزا حکم نامش بدو ابو جہل شد  
 نہر گز یا شد مزاج و طبع سست  
 اے شک آنکس حسد ہمراہ نیست  
 کہ حسد آلودہ یا شد خاندان  
 باز و شاہیں از حسد گرد و خواب  
 کہ حسد یوسف بگرگان می دهند  
 وز حسد ابلیس را یا شد غلو  
 با سعادت جنگ دارد از حسد  
 یک زمان از رہرنی خالی نیند  
 نہاں حسد دل را سیاہیہا رسد  
 خوشن بے گوش و بیہ بینی کند  
 وز حسد خود را بہ بالاسے فراشت  
 اے بسا اہل از حسد نا اہل شد  
 او نخواہد ہچکس را نہرست

نہ انکہ ہرید بخت خرمن سوختہ  
 ہر کرادید او کمال از چپے است  
 مے نخواہد شمع کس افر و خستہ  
 از حسد تو لنجش آمد درد خواست  
 ہیں کمالے دست آور تا تو ہم  
 ہاں وہاں ترک حسد کن یا شہلا  
 ورنہ ابلے شوی اندر جہاں  
 تا خدایت وار ہاں انداز حب  
 از خدا مے خواہ دفع این حسد  
 آں حسد را پاک کرد اللہ نیک  
 گر حید خانہ حسد آمد و لیک  
 تا کہ سودا لعین نکشت بد بکین  
 پرطا و ست مبین و پاسے ہیں

خاک شو مردان حق را زیر پا  
 خاک بر سر کن حسد را بچو ما

## خشم

ترک خشم و شہوت و حرص کوری  
 خشم و شہوت مرد را حول کند  
 بہت مردی درگ پیگیری  
 راست قامت روح را مبدل کند  
 خشم حق یاد آور و درکش خنال  
 کظم غیظ است لے پس خطا ماں  
 چہیت دہستی ز جہانہ بدستہ  
 گفت عینے رایکے ہشیار سر  
 کہ از ان دونوں ہے لرز و چو ما  
 گفتش ایجاں صبر خشم خدا

گفت زان خشم خدا چہ یو اماں  
 گفت ترک خشم خوش اندر زماں

## ظلم

ظلم چہ بود وضع در ناموضع ،  
 ہیں جنارا ہم جناب ظلم  
 اسے کہ تواز جاہ ظلمے سے کنی  
 ایں ندانی کز پئے چہ سے کنی  
 چاہ مظلم گشت ظلم ظالماں  
 ہر کہ ظالم تر چش پر ہول تر  
 لے زندہ بے گناہاں راقفا  
 تو مرا چوں برہ دیدی بے شباں  
 حارسے دارم کہ ملکش سے نزد  
 گر ضیعے در زمین خواہد اماں  
 گر بنالہ آسماں گریاں شود  
 کہ نباشد جز بلارائے بنے  
 و اں وقار ہم وفا جنت ظلم  
 از پر لے خویش چاہے سے کنی  
 ہمدراں چہ عاقبت خود افکنی  
 اینچنین گفتند جملہ عالماں  
 عدل فرمودست بدتر را بتر  
 در قفائے خود نے بینی چرا  
 تو گماں بروی ندارم پاسباں  
 داند او بادے کہ با من سے وزد  
 غفل افتد در سپاہ آسماں  
 و برگرد چرخ یا رب خواں شود

تا دل مرد خدا تا مدد برد

بیچ تو سے را خدا سوا نکرد

## جاہ و مناصب و طلب شہرت

انچہ منصب سے کند با جاہلاں  
 از فضیحت کے کند صد اسلاں  
 حرص بدیکتا ست ایں نیجاہ تا ست  
 حرص و شہوت مار و منصب از اسلاں

حرص بد از شہوتِ خلقِ مست و فرج  
 مال و منصب تا کسے آرد یدست  
 یا کند بخل و عطا یا کم دهد  
 سروری را کم طلب در خویش  
 فتنہ و تفت این پر طاعوسیت  
 هست الہمیت روئے ذوالجلال  
 تاج از آن اوست آن ماکر  
 کرد حق ناموس را صد من حدید  
 بند پنهان لیکن از آہن تیر  
 لے عجب این بند پنهان گراں  
 اشتہار خلق بند محکم است  
 دانہ باشی مرغِ گانتا بر چنند  
 دانہ پنهان کن بکلی دام شو  
 ہر کہ داد او حسن خود را در مراد  
 دشمنان او را ز غیرت سہ درند  
 آتش گوید من شوم ہر از تو  
 آتش گوید در جہاں مثلث بود  
 او چو آید خلق را سہ مست خویش  
 لطف و سار سہ پنهان خوش تہہ است

در ریاست بستی چند آتش و برج  
 طالبِ رسوائے خویش او شدست  
 یا سخا آرد بہ ناموضع ہند  
 بار خود بر کس منہ بر خویش نہ  
 کا شتر اکت باید و قدوسیت  
 ہر کہ در پوشد برو گرد و بال  
 ولے او گز حد خود دارد گذر  
 لے بسا بستہ بہ بند ناپدید  
 بند آہن را کند پارہ تبرج  
 عاجز از نگیر آن آہن سگراں  
 ور رہ این از بند آہن کے کمست  
 غنچہ باشی کو دکانست بر کنند  
 غنچہ پنهان کن گیسو بام شو  
 صد قہارے بدو لے آرد نہاد  
 دوستاں ہم روزگار شہرے بہرہ  
 آتش گوید نہ مقام ایانا تو  
 در جہاں و قضی در را احسان وجود  
 در تاج میرود از رستخوار  
 کمترش خور کاں پراشتہ ہنمہ است



آتشے پہاں و دودش آشکار  
دود او ظاہر شود پیاں کار  
تو گو کاں مدح را من کے خرم  
از طمع مے گویدا و من پے برم  
ما دحت گر، چو گوید بر ملا کو  
روز ہا سوزد دلت زراں سوز ہا  
چوں زدے انچیں دل غوں شوی  
دانت کر مدح ہم افزوں شوی  
جانور فرہ شود لیک از علف  
آدے فرہ شود از راہ گوشش  
نفس از بس مدھا فرعون شد  
کن دلیل النفس ہونا لات

نیخ و شاخِ این ریاست را اگر

بارگوم و ترے باید و گر

### طلبِ دنیا

بد محالے جست کو دنیا بجست  
نیک حالے جست کو عقبی بجست  
فکر ہا در کسب دنیا بار دست  
مکر ہا در ترک دنیا وار دست  
انبارا کار عقبی اختیار  
جاہلاں را کار دنیا اختیار  
ز انکہ ہر مرغے بسوے جس خویش  
مے پرداد و در پس جاں پیش پیش  
گر جینی میل خود سوئے سما  
پر دولت برگشا، پیچو ہما  
گفت دنیا ہووے لب ست و شما  
کو دکید و راست فرماید خدا  
خلق اطفالند جز مست خدا  
از سب بیروں نہ رفتی کو دکی،  
نیست بالغ جز رسیدہ از ہوا  
بے زکوٰۃ روح کے باشی زکی

ہرچہ از مے شاد گردی در جہاں      از فراق آل بیندیش این زماں  
 زانچہ گشتی شاد بے کس شاد شد      آخرا ز مے جست دیکچو باد شد  
 از تو ہم بچہ تو دل پر مے منہ      پیش کو بچہ تو خود از مے بچہ  
 این بہاں زنداں و ما زندانیاں      حقرا کن زندان خود را دار ہاں  
 مرغ کو اندر قفس زندانیست      می بخوید رستن از نادانیست  
 زربہ از چانت پیش اہلماں      ز رشاہ جاں بود پیش شہاں  
 ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش      بیش آمد پیش او دنیا و بیش  
 چہیست دنیا از خدا عسافل بدن      نے قماش و فقرہ و فرزند و زن  
 مال را گر ہر دیں باشی جہول      نغمہ مال صالح گفت آں رسول

مرد باش و سخوہ مرداں مشو  
 ر دوسر خود گیر دوسر گر دال مشو

## باب ششم خلاصہ حکایات

حکایت پادشاہ و کنیزک رنجور

برو مشاہدہ در زمانے پیش ازیں      ملک دنیا بود شش و ہم ملک دین

اتفاقاً شاه شد روزی سوار  
 یک کینزک دید او بر شاه راه  
 مرغ جانش از قفس چوئے پدید  
 چو خرید او را و بر خورد ارشد  
 شہ طیبیاں جمع کرد از چپ و راست  
 همه گفتندش که جاں بازی کنیم  
 ہر یک از امیج عالمے ست  
 گر خدا خواهد نہ گفتند از بطر  
 ہر چہ کردند از علاج و اندوہ  
 آن کینزک از مرض چوئے مھے شد  
 شہ چو عجر آن حکماں را دید  
 چوئے بر آورد از میان چلن و روش  
 در میان گریہ و خواہش در رنود  
 گفت اے شہ خردہ حاجات رواست  
 چونکہ در آید حکمے حاذق ست  
 در علاجش سحر مطلق را بین  
 چوئے رسید آن وعدہ گاہ و روز شد  
 دید شہ فاضلے پر گاہی  
 میر سید از دور مانند ہلال

با خواص خویش از ہر شکار  
 شد غلام آن کینزک جان شاہ  
 دا و مال و آن کینزک را خرید  
 آن کینزک از قضا بجا رشت  
 گفت جان ہر دو در دست شہ  
 فہم کرد آری ہم و انہا بازی کنیم  
 ہر اہم را در گفت ما ہر یکے ست  
 پس خدا نمود شاہ عجز بپشہر  
 گشت رنج افزوں و حاجت ناروا  
 چشم شاہ از اشک خوئے چوئے شد  
 پا بر ہتہ جانب مسجد دوید  
 اندر آمد بحر بخشایش بخوش  
 دید در خواب او کہ پیرے رونود  
 گر غریبے آیدت فردا ز ما ست  
 صادقش داں کو امین صادق ست  
 در مزاجش قدرت حق را بین  
 آفتاب از شرق اختر سوز شد  
 آفتابے در میان سایہ  
 نیست بود و ہست در شکل خیال

شہ بجائے حاجیاں درپیش رفت  
 پرس پرسای می کشیدش تا بہ صدر  
 قصہ رنجور و رنجوری بخواند  
 رنگ و دہن و قارورہ بدید  
 دید رنج و کشت شد برے نہفت  
 دید از زار ریش کوزار دست  
 گفت لے شہ خلیفے کن خانہ را  
 خانہ خالی کرد و یک دیار نے  
 دست نبضش تہا و یک بیک  
 نرم نرمک گفت شہر تو کجا ست  
 زان کنیزک بر طریق راستاں  
 یا حکیم اور ازہا می گفت فاش  
 قصہ گفتش می داشت گوش  
 شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد  
 بہ نص او بہ حال خود بدید گزند  
 شہر جہت و رستہ سرخ و زرد شد  
 گفت باز رنگم آخیا آورید  
 رہبر خود داشت سہا و فروخت  
 چوں زہر خور اس حکیم این را زہانت

پیش اس فہمان غیب خویش رفت  
 گفت گنجے یا فستسم آخر بصیر  
 بعد از ان درپیش رنجورش نشاند  
 ہم علامات و ہم اسبابش شنید  
 یک پنہاں کرد یا سلطان گفت  
 تن خوشست و او گر قادر دل ست  
 دور کن ہم خویشی ہم بیگانہ را  
 جو جلیب و بزہاں بیار نے  
 باز می پرسید از جور فلک  
 کہ علاج و رنج بہر شہرے جدا ست  
 باز می پرسید مال و دستہاں  
 از مقام و حاجگان و شہرتاش  
 سوسہ نبض و تپش میداشت ہوش  
 رہبر گش جنید دے رنج زرد گشت  
 تا بہر سید از سحر قندش چو قند  
 کہ سحر قند می زرد گر فرو شد  
 خواہد زرد گرد راں شہر سمر خد  
 چوں بگفت این را تن غم بر فروخت  
 اصل اس درد و دوا را باز یافت

گفت آنکه آن حکیم با صواب  
شاد باش و فارغ داین که من  
بعد از آن برخاست و عزم شاه کرد  
گفت تدبیر این بود که آن مرد را  
پس فرستاد آن طرف یکد و رسول  
مرد مال و خلوت بسیار دید  
اسپ تازی بر پشت و شاد تاخت  
چون رسید از راه آن مرد غریب  
شاه دید او را بسے تفطیم کرد  
پس بفرمودش که بر سازد ز زر  
شہ بدو بخشید آن هر وی را  
مدت شش ماه میراندند کام  
بعد از آن از بهر او شربت بساخت  
چون ز نیکوئی جمال او منانند  
چونکه ز شمت و ناخوش و رخ زرد شد  
عشقهائے کز پئے رنگ بود

آن کینزک را که رستی از عذاب  
آن کنم یا تو که باران با چمن  
شاه رازان شمه آگاه کرد  
حاضر آریم از پئے این و درو  
حاذقان و کافیان و بس عدول  
غره شد از شهر و فرزندان برید  
خونهای خویش را خلعت شاخت  
اندر آوردش پیش شہ طیب  
محرمن ز را بدو تسلیم کرد  
از سوار و طوق و خلخال و کمر  
جفت کرد آن هر دو صحبت جو را  
تا بصحت آمد آن دختر تمام  
تا بخورد و پیش و خمر میگذاشت  
جاں دختر در و بال او منانند  
اندک اندک در دل او سر شد  
عشق نمود عاقبت ننگ بود

عشق با مرده نه باشد پایدار  
عشق را با حی و با قیوم دار

## داستان بادشاہ جہود و وزیر کیاو

بود شاہ ہے در جہوداں ظلم ساز  
 صد ہزاراں بومن مظلوم کشت  
 آں وزیرے داشت گبر و علوہ  
 گفت تہ سایاں پناہ جاں کنند  
 کم کش ایشاں را کہ کشتن سود نیست  
 شاہ گفتش پس بگو تہ میر چہیت  
 تا نما نہ در جہاں نصرا نیے  
 گفت اے شہ گوش و دستم را بہر  
 بعد از اں در زیر دار آور مرا  
 بر منادی گاہ کن ایں کار تو  
 انگم از خود براں تا شہر دور  
 چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر  
 تا بدست خویش خون خویشتن  
 کرد باوے شاہ آں کارے کہ گفت  
 کرد رسوا ایشیں میان انجن  
 راند اورا جانب نصرا نیاں  
 دل بدو داند ترسایاں تمام

دشمن عیسیٰ و نصرا نی گراں  
 کہ پناہم دین موسیٰ را و پشت  
 کو بر آب از لکر بر بستے گرہ  
 دین خود را از ملک پناہاں کنند  
 دین نہار دہوے مشک و عود نیست  
 چارہ ایں مکر و ایں تہویر چہیت  
 سنے ہویداوین و سنے پناہ نیے  
 بنیم لشکاف و لب در حکم مر  
 تا بخواد یک شفاعت گر مرا  
 بر سر را ہے کہ باشد چارہ سو  
 تا در اندازم در ایشاں شر و شور  
 کار ایشاں سر بر سر شوریدہ گیر  
 بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن  
 خلق حیراں ماند ز اں راز نفعت  
 تا کہ واقع شد ز قاتلش مرد وزن  
 کرد در دعوت شروع او بعد از اں  
 خود چہ باشد قوت تقلید عام

قوم عیسیٰ را باند در دار و گیسر  
 اعتماد جملہ برگشت را و کج  
 ساخت طو مارے تمام ہر یکے  
 در یکے راہ ریاضت را د جوع  
 در یکے گفتہ ریاضت سود نیست  
 در یکے گفتہ کہ جوع وجود تو،  
 جز توکل جز کہ تسلیم تمام،  
 در یکے گفتہ کہ واجب تہمت است  
 زین منط زین نوع دہ طو مار و دو  
 چون وزیر ماکر بد اعتقاد  
 کرد دیگر آں وزیر از خود بہست  
 در مریدان در فکند از شوق و سوز  
 خلق دیوانہ شدند از شوق او  
 آں وزیر از اندر دل آواز داد  
 کہ مرا عیسیٰ چنین پیغمبر نام کرد  
 الوداع ای دوستان بن مردہ ام  
 دانگہا تے ہر امیر سے را بخواند  
 گفت ہر یک را بدین عیسوی،  
 داں امیران دگر اتباع تو

حاکماں شاں دہ امیر و دو امیر  
 اقتدا سے جملہ بر رفتار او  
 نقش ہر طو مار دیگر مسکے کج  
 رکن توبہ کردہ و شطر جمع  
 اندرین رہ مخلصی جز جو نیست  
 شرک باشد از توبا مبعود تو  
 در غم و راحت ہمہ مکرست ددام  
 ورنہ اندیشہ توکل تہمت است  
 بر نوشت آں دین عیسیٰ را عدد  
 دین عیسیٰ را بدل کرد از فساد  
 و عظرا بگذاشت و در خلوت نشست  
 بود در خلوت چہل پنجاہ روز  
 از فراق حال دقاں مذوق او  
 گلے مریداں از من این معلوم یاد  
 کہ ہمہ خویشاں یاراں باش فرد  
 رخت بر چارم خاک پر پردہ ام  
 یک یک تنہا ہر یک حرف راند  
 نائب حق و خلیفہ من توئی  
 کرد عیسیٰ جملہ را استیاع تو

ہر امیرے کو کشت گردن بگیر،  
 ہر یکے را او کیے طومار داد  
 بعد از اں چل روز دیگر در بست  
 چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد  
 آن خلایق بر سر گورش می  
 یک امیرے ز اں امیراں پیش رفت  
 گفت اینک نائب اں مردمن  
 اینک ایں طومار بر ہان من بست  
 اں امیر دیگر آمد از کیس و  
 اں امیران دگر یک یک قطار  
 ہر یکے تیغ و طومارے بدست  
 صد ہزاراں مرد تر سا کشتہ شد  
 تنہاے فقہا کو کشتہ بود،  
 بعد از اں خوں ریز در مان ناپذیر  
 یا بکش یا خود نگہار شش اسیر  
 ہر یکے ضد و گروہ المراد و  
 خویش را کشت از وجود خود برست  
 بر سر گورش قیامت گاہ شد،  
 کردہ خون را از دو چشم خود رہے  
 پیش اں قوم وفا اندیش رفت  
 نائب عیسیٰ منم اندر زمن،  
 کیس نیابت بعد از ایں آن من بست  
 دعویٰ او در خلافت بدہمیس  
 بر کشیدہ تیغہائے آبدار  
 در ہم افتادند چوں سیلان مست  
 تاز سر ہائے بریدہ پستہ شد  
 آفت سر ہائے ایشان گشتہ بود  
 کاندرا قناد از بلائے اں وزیر

اے خدا فریاد رس نعم المیص

او بسر دجال بحشم عیسیٰ،

حکایت اختلاف گردن در چوکی شکل پیل

پیل اندر خانہ رتار یک بود      عرضہ را آورده بود ندش منہود



از بر لے دیدنش مردم بے ، اندراں خلعت ہی شد ہر کسے  
 دیدنش یا چشم چوں ممکن نبود ، اندراں تار یکیش گفت می بسود  
 آں یکے راکت بنجر طوم اوقاد ، گفت ہچو ناودانستش نہاد  
 آں یکے را دست بر گوشش رسید ، نزد او چوں باد نیزن شد پدید  
 آں یکے راکت جو بر پایش بسود ، گفت شکل پیل دیدم چوں عمود  
 آں یکے بر پشت او بہاد دست ، گفت خود ایں پیل چوں تختہ بہت  
 در کف ہر کس اگر شغفہ بدے  
 اختلاف ایک گفت شاں ہیوں شدے

## حکایت استن خانہ

استن خانہ از ہجر رسول ﷺ  
 در میان مجلس وعظ آنچنان ،  
 در تحیر ماندہ اصحاب رسول  
 گفت پیغمبر چہ خواہی لے ستوں  
 از فراق تو مرا چوں سوخت جال  
 مسندت من بودم از من تا ختی  
 پس رسولش گفت لے نیکو درشت  
 گر بخواہی سازم مت پر بار نزل  
 یادراں عالم حققت سروے کند  
 نالہ می زد ہچو ار با بی عقول ،  
 کز وی آگہ گشت ہر سرو جوال  
 کز چہ می نالہ ستوں با عرض و دل  
 گفت جانم از فوات گشتہ خوں  
 چوں تالم بہ تو ای جان ہاں  
 بر سر مہر تو مسند ساختی  
 لے شدہ با سر تو ہر از بخت  
 تا برد شرقی و غربی از تو نخل  
 تا تو تازہ بمسانی تا ابد ،

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش بشنواے غافل کم از چوبے مباحش  
 آن ستوں را دفن کرد اندر زمین  
 تا چو مردم حشر گردد یوم دیں

### حکایت معجزہ سنگ مرمر

سنگ مرمر اندر کہن بوہل بود ، گفت اے احمد کیوں چسیت نزد  
 گر رسولی چسیت در دستم نہاں چوں خبر داری ز راز آسمان  
 گفت چوں خواہی گویم کیں چات یا بگویند آنکہ ما حقیقہ در دست  
 گفت بوہل یایں دوم تا در ترست گفت آرسے حق ازاں قادر ترست  
 گفت شش پارہ ہجر در دستت بشنواں ہر یک تو تسبیحے درست  
 در میان مشت او ہر پارہ رنگ در شہادت گفتن آمد بے درنگ  
 لا الہ الا اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت ،  
 چوں شنید از سنگ مرمر بوہل یایں ز درخشم آں سنگ مرمر را بر زمین  
 گفت نبود مثل تو ساہو دگر ساحرا ترا سر توئی و تاج سر  
 چوں بدید ایں معجزہ بوہل تفت گشت درخشم و بسوی خانہ رفت  
 معجزہ او دید و شد بد بخت زفت سوی کفر و زندہ سرتیسر رفت

خاک بر فرش کہ بد کور و عین  
 چشم او ابلیس آمد خاک میں

## حکایت پیر چنگی

اُس شینہ سستی کہ در عہدِ عمر  
 ببل از آواز او بخود شدے  
 چوں برآمد روزگار و پیر شد،  
 گفت عمر و ملتئم دادی بے  
 نیست کسب امروز همان تو ام  
 چنگ را برداشت شد اللہ جو  
 چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد  
 اُس زمانِ حق بر عمر خوابے گشت  
 بانگ آمد مر عمر را کائے عمر  
 بندہ داریم خاص و محترم  
 لے عمر بر جہز بیت المال عام  
 پیش او بر کائے تو مارا اختیار  
 پس عمر زان ہیبت آواز جست  
 سوے گورستان عمر نہاد رو  
 گرد گورستان دداند شد بے  
 گفت حق فرمود مارا بندہ ایست  
 پیر چنگی کے بود خاص خدا

بود چنگی مطربے با کروضر،  
 یک طرب را آواز خوش صد شدے  
 باز جانش از عجز پیشہ گیر شد  
 لطفا کردی خدا یا با حقے  
 چنگ بہر تو زخم کان تو ام  
 سوے گورستان یثرب آہ گو  
 چنگ بالیں کرد و بر گورے قناد  
 تاکہ خویش از خواب تنہا شد  
 بندہ مارا از حاجت باز خسر  
 سوے گورستان تو رنج کن قدم  
 ہفتصد دینار بر کھن نہ تمام  
 ایں قدر بتاں کنوں مغرور دار  
 تا میاں را ہر ایں خدمت ہیبت  
 در بغل ہمایاں دواں در جستجو  
 غیر آں پیراوندید آنجا کسے  
 صفائی و شایستہ و فرخندہ ایست  
 چنڈا لے سر نہیاں جہنڈا

چون یقین گشتش که غیر میر نیست  
آمد و با صد ادب آنجا نشست  
مرعمر را دید و مانده اندر شکفت  
پس عمر گفتش مترس از من مرم  
حق سلامت می کنی پر شدت  
نیک قراضه چند ایریشم بها  
پیر لرزان گشت چون این را شنید  
بانگ می زد کای خدای بے نظیر  
چون بے بگریست و از حد رفت در  
گفت ای بده حجابم از ازل  
ای بخورده خون من هفتاد سال  
آه کز یاد ره و پرده عراق  
پس عمر گفتش که این زاری تو  
هین گوزین لبس فراگیر احزان  
پیر دامن راز گفت و گو نشاند  
چونکه فاروق آئینه ابرار شد  
تجو جاں سپه گر یار و بے خنده شد

گفت در ظلمت دل روشن بایست  
بر عمر عطسه افتاد و پیر نشست  
غم رفتن کرد و لکه زین گرفت  
کت بشارتها زحق آورده ام  
چونی از رنج و غمان بیدارت  
خرچ کن این را و باز اینجایسا  
دست می خایند و بر خودی پیید  
بسکه از شرم آب شدی چاره پیر  
چنگ را زد بر ترس و خوده کرد  
لے مرا تو راه زن از شاه راه  
ای ز تو رویم سیه پیش کمال  
رفت از یاد دم تلخ فراق  
هست از آثار هشیامی تری تو  
که ز بخشایش ویر تو به ست باز  
نیم گفته در دهان او بمساند  
جاں پیر از اندرون بیدار شد  
جانش رفت و جان دیگر زنده شد

## حکایت اصحابِ حدود

ایک شیعہ دیگر زنی اُن جہود،  
 گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج،  
 اُن جہود سگ بہیں چرے کر دے  
 کانکھ ایں بت را سجود آرد بہرست  
 چوں نزلے اُن بتِ نفس او نداد  
 یک زنی با طفل آورد اُن جہود  
 گفت اے زن پیش ایں بت سجدہ کن  
 بود اُن زن پاک دین و مومنہ  
 طفل ازو بستید و در آتش فگند  
 خواست تا او سجدہ آرد پیش بت  
 اندر آئی مادر اینچا من خوشم  
 اندر آسرا را بردایسم میں  
 مرگ مے دیدم گئے زادن نہ تو  
 چوں بزد ام رستم از زندان تنگ  
 من جہاں را چوں رحم دیدم کنوں  
 اندر ایں آتش بدیدم عالمے  
 ایں جہانے نیست شکے بہت ذات  
 در ہلاک قوم عیسے رو نمود کو  
 سورہ بر خواں و اسماء ذات البرج  
 پہلوے آتش بتے بر پائے کر دے  
 در نیارد در دل آتش نشست  
 از بتِ نفس بتے دیگر بزداد،  
 پیش اُن بت و آتش اندر شعلہ بود  
 ورنہ در آتش بسوزی بے سخن  
 سجدہ بت می نکرد اُن موقوفہ  
 زن بر سید و دل از ایمان بگند  
 بانگ زد اُن طفل گانی لم امت  
 گرچہ در صورت میانِ آتشم  
 کو در آتش یافت و رو دیا میں  
 سخت خوفم بود افتادن ز تو،  
 در جہانے خوش ہوائے خوب بگ  
 چوں دریں آتش بدیدم ایں سکول  
 ذرہ ذرہ اندر و عیسیٰ دے  
 اُن جہانے بہت شکے بے ثبات

اندر آمار که اقبال آبرست	اندر آمار دیده دولت زدست
قدرت آن سگ یدیری اندر آ	تا به بینی قدرت و لطف خدا
مادرش انداخت خود را نوداد	دست او بگرفت طفل هر چو بد
مادرش هم زان نسق گفتن گرفت	دُر و صفِ لطف حق سفتن گرفت
نوه میزد خلق را کای دواں	اندر آتش بگریه این بوستان
خلق خود را بعد از آن بخوشتن	میگفتند اندر آتش مرد وزن
آن چو دوک شد سیه رفته و حیل	شد پیشیاں زین سبب بیمار دل
ناصحاں گفتند از حد بگذراں	هر کب استتیره را چنداں مراں
بگذر از کشتن مکن این فعل بد	بعد ازین آتش مزن دجانش خود
ناصحاں را دست بست بند کرد	ظلم را پیوند در پیوند کرد
بانگ آمد کار چوں اینجا رسید	پاییدار لے سگ که قبر مار رسید
بعد از آن آتش چل گز بر فروخت	حلقه گشت و آن بهودان آتش فروخت

اصل ایشان بود آتش را ابتدا

سوے اصل خویش رفتند انتها

### حکایت شیر و تخمیران

طائفه تخمیر در دای خوش	بود شاں از شیر و تخمیران
چرا که دند آمدند ایشان بشیر	کز وظیفه با نرادر و نیم
چون دلیقه در سپنج صیدی میا	تا نگر در تیغ به مالایا

گفت آرسے گرو فانی ہم نہ کر،  
جلد گفتے امیر با خیر،  
در حذر شویدن شور و شریست  
گفت آرسے گر تو کل بہتر ست  
زین خط بسیار برہاں گفت شیر  
عندہا کہ دند با شیر زیاں  
عاقبت شد اتفاق جملہ تاں،  
قرہ برہر کو قنادسے روز روز  
چون بزرگو شش آمد آں سلفیور  
قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما  
تو جو بدنامی ما اے عنود،  
گفت اے یاراں مرا املت دھید  
قوم گفتندش کہ اے خرگوش زار  
گفت اے یاراں حقم الہام داد  
بعد ازاں گفتند کائے خرگوش حیت  
گفت ہر رائے نشاید باز گفت  
حاصل آن خرگوش رلے خود گفت  
ساعتی تاخیر کرد اندر شدن  
شیر را خرد و خشم شد فہور

مکہا دیدم سیسہ از زید و بکر،  
انحرور دے ایس نفی عن فتذر  
رو تو کل کن تو کل بہتر ست  
ایں سبب ہم سذت پینہر ست  
کہ جواب آن جبریاں گفتند سیر  
کانہ زین ہیئت نیفتد در زیاں  
تا میاید قرعہ اندر میاں،  
سوی آن شیرافود و دیدے بچوین  
بانگ زد خبر گوش کا خرچہ چور  
جاں فدا کہ دیدیم در عسید وفا  
تا نہ رنجہ شیر روز روز و روز  
تا بکرم از ہلا بیروں جیسہ  
خویش را اندازہ خرگوش دار  
مرضیے را قوی رلے قناد  
در میان نہ انجامہ در اورا کہست  
حقت طاق آید نہ کہ طاق حیت  
مکہا اندیشید با خود طاق حیت  
بعد ازاں شد پیش شیر پنجرن  
دیدگان خرگوش ہی آپہ زور

چوں رسید او پیشتر نزدیک صفت  
 من کہ بیلاں را ز ہم بدریده ام  
 نیم خرگوشی که باشد کوچنیں  
 گفت خرگوش الا مان هدریم هست  
 گفت چو هدر راے قصور اہلماں  
 گفت پیشگو گر نباشم چاہے لطف  
 من بوقت چاشت در رہ آدم  
 شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد  
 گفتش ما بندہ شش ہنشینیم  
 گفت شش ہنشینہ کہ باشد شرم دار  
 گفتش بگذا رتا بارید گر  
 گفت ہمراہ را اگر و نہ پیش من  
 لایہ کرد پیش لبے سوئے نکرد  
 حال ما این بود با تو گفتہ شد  
 گر وظیفہ باید تارہ پاک کن  
 گفت بسم اللہ بیات او کجا است  
 اندر آں چوں قلاؤزی بہ پیش  
 بود پیش پیش خرگوشش دیر  
 گفت پا دایس کشیدی تو پیرا

بانگ بر زد شیرماں لبے ناخلف  
 من کہ گوش شیر مرزا پرده ام  
 امر مارا افگند او بر زمین  
 گرد ہدف خود و ندیت و دست  
 این زمان آئند در پیش شہان  
 سر تادم پیش اثر دہاے عفت  
 بار فقی خود سوی شدہ آدم  
 قصد ہر دو ہمراہ آیتہ کرد  
 خواجہ تاجان کہ آں در گیم  
 پیش من تو یاد ہر نا کس میار  
 روی شدہ نیم برم از تو تبر  
 در نہ قربانی تو اندر کشش تن  
 یار من بستہ مرا بگذاشتہ فرد  
 بعد ازین زان شیر ایں ہستہ شد  
 ہیں بیا و دفع آں بیجا کن  
 پیش در شکر بھی گوئی تو راست  
 تا بردہ اورا بوسہ دادم تو آں  
 ناگہاں پارا کشید از پیشش  
 پاسے را واپس کشش پیش اندر



گفت آن شیر اندرین چه رکنت  
گفت پیش از خم اورا قاهرست  
گفت من سوزیده ام زان آتشی  
چونکہ شیر اندر بر خویشش کشید  
چونکہ درجہ بگریزند اندر آب  
شیر یکس خویش دید از آب تفت  
چونکہ خصم خویش را در آب دید  
در قفا و اندر چہ کو کتہ بود  
بر ضعیفاں گرتو ظلمی می کنی  
شیر خود را دید در چہ وز غلو،  
لے بسا ظلمی کہ بینی از کس

اندرین قلعہ ز آفات ایمنست  
تو بین کان شیر درجہ حاضرست  
تو مگر اندر بر خویشم کشی،  
در پناہ شیر تا چہ سے دوید  
اندر آب از شیر او و تافت آب  
شکل شیرے قرب و خو گوش رفت  
مرد را بگذاشت اندر چہ ہمید  
زانکہ ظلمش بر سرش آئندہ بود  
از برائے خویش چاہے می کنی  
خویش را نشاخت اندم از عدو  
خوی تو باشد در ایشان ای فلا

جملہ بر خود می کنی لے سادہ مرد  
ہیچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد

### حکایت قاصد روم نزد امیر المومنین عمرؓ

مرعمر را آمد از قیصر رسول  
گفت کہ قاصد خبر لے چشم  
تو مگفتی دشمن کا اورا قهر نصبت  
گرجہ از میری ورنہ ہوا زہ البست

در مدینہ از بیایاں نغول  
تامن اسپ و رخت را آنجا کشم  
مرعمر را قهر جان رو شنے ست  
ہیچوں درویشان مرا ویرا کارہ ست

چون رسول دوم این الفاظ تر  
 جنت اور آتش چون بندہ شود  
 دید اعرابی ز نے اور ادخیل  
 آمد او آنجا و از دور ایستاد  
 پیچھے براں خفتہ آمد بر رسول  
 گفت با خود من شہاں زدیدہ ام  
 از شہاں ہم ہیبت و ترسم بنود  
 بے سلاح این مرد خفتہ بزمیں  
 ہیبت حقست این از خلق نیست  
 اندرین فکر تبحر مت دست بست  
 کرد خدمت مر عمر را و سلام  
 پس علیکش گفت و اور پیش خواند  
 آن دل از چار فتر را دلشاد کرد  
 بعد از ان گفتش سخنها کو دقیق  
 شیخ کامل بود طالب مثنوی  
 دید آن مرشد کہ اور اشارت کرد  
 آن رسول از خود پیشتر ان کی دیوانہ

در سماع آورد شد مشتاق تر  
 لاجرم جویندہ یا پسندہ شود  
 گفت عمر تک بزمیر آن غنیل  
 مر عمر را دید و در لرزہ قتاد  
 حالتے خوش کرد و بر جانش نزول  
 پیش سلطانان پنے بگریہ ام  
 ہیبت این مرد ہوشم را بود  
 من ہیبت اندام لرزاں چیتاں  
 ہیبت این مرد صاحب حق نیست  
 بعد یک ساعت عمر از خواب جنت  
 گفت پیغمبر سلام انجہ کلام  
 امینش کرد و بہ پیش خود نشاند  
 خاطر دیر انش را آباد کرد  
 در صفات پاک حق نعم الرفیق  
 مرد چا یک بود و دہ گپ در گہی  
 تحم پاک اندر زیر پا پاک کرد  
 سنے را لستہ بار بار نشنیدہ

و اما اتر در تدریست انشہ شد

آن رسول انجا ایستاد

## حکایت شخصے کہ موع بجماعت بود

آں یکے می رفت در مسجد دروں    مردم از مسجد ہی آمد بروں ،  
 گشت پرساں کہ جماعت زچہ بود    کہ ز مسجد می بروں آیند زود  
 آں یکے گفتش کہ پیغمبر من ز ،    با جماعت کرد و فارغ شد ز راز  
 گفت آہ و درد دازاں آمد بروں    آہ او میداد از دل بوسے خون  
 آں یکے از جمیع گفت این آہ را    تو بمن ده و آں ناز من ترا  
 گفت دادم آہ و بگر فتم من ز ،    دوستد آن آہ را با صد نیاز  
 شب بخواب اندر بگفتش با تفس    کہ خریدی آب حیوان و شفس

حمت این اختیار دایں دخول

شد ناز جلد خلعت ال قبول

## حکایت اعرابی وزن او و پادشاہ بعد او

یک شب اعرابی زنے مرثوی را    گفت و از حد برد گفت و گوئی را  
 کیس ہمہ فقر و جفا با می بریم    جلد عالم خوشد و مانا خوشیم  
 ناگہ ار و رزے در آید میہاں ،    شرمسار یہا بریم از بوسے بجاں  
 تا یکے ما اینچنین خواری کشیم ،    غرقہ اندر بحر ذرین آ کشیم  
 شوی گفتش چند جوی دخل و کشت    خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت  
 عاقل اندر بیش و نقصان نگر د    ز آنکہ ہر دو پیچو سیلے بگذرد

زن یروزد بانگ کای ماموس کش  
 گفت ای زن تو زنی یا بوا محزن  
 ترک جنگ و رہرنی ای زن بگو  
 پاتنی گشتن بہ است از کشتن بگو  
 زن چو دید اورا کہ تند و توسست  
 گفت از تو کے چنین پنداشتم  
 از فراق تلخ مے گوی سخن  
 گر یہ چوں از حد گزشت ہائی بے  
 مردان گفتن پیشیاں شد چناں  
 مرد گفت ای زن پیشیاں می شوم  
 ہرچہ گوی مرترا فسرماں برم  
 گفت زن آہنگ برم می کنی  
 گفت واللہ عالم السردان خفی  
 گفت زن یک آفتابے تافتہ است  
 نائب رحماں خلیفہ کردگار  
 گر یہ پیوندی بدان شدہ شوی  
 گفت من شدہ را پذیرا چوں شوم  
 گفت زن صرقتی آن بود کہ بود خوش  
 آب باران صمدت مارا در سجو  
 من فسون تو نخواہم خوردیش  
 فقر فقرست و مرا طستہ زن  
 درئے گوی بہ ترک من بگو  
 ہوش تربیت یہ کہ اندر خانہ جنگ  
 گزشتہ گریاں گر یہ نو کاہ زنست  
 از تو من امید دیگر داشتم  
 ہرچہ خواہی کن ولیکن ایس کن  
 از حینش مردار دل شد زچاہے  
 کہ عوانی ساعت مردن جواں  
 گر بدم کافر مسلمان می شوم  
 و رہد دنیا آیدم آن نہ گرم  
 یا بھیلست گشت سرم می کنی  
 کہ فرید از خاک آدم را حقی  
 عالمے زور و شہنائی یافتہ است  
 شہر بغدادست از وسے چوں بہار  
 سو بے ہر ادبار تا کے روی  
 بے بہانہ سو بے او من چوں روم  
 پاک بر خیزی تو از جہود خویش  
 لکت و سہ مایہ و اسباب تو

این سہوے آب را بردار و در دے  
 مرد گفت آرمے سبورا سر بہ بند  
 سالم از دندان و از آسیب رنگ  
 دید و رگاہے پر از انسا ہما  
 بس نقیباں پیش اعرابی شدند  
 پس بد گفتند یا وجہ الحرب  
 با نقیباں حال خود را آن حرب  
 آں سہوے آب او در پیش داشت  
 گفت ایں ہدیہ بر سلطان برید  
 آب شیریں و سہوے میزد نو  
 خندہ می آمد نقیباں را از اں  
 چون خلیفہ دید و احوالش شنید  
 آں عرب را کردہ از فاقہ خلاص  
 پس نقیبہ را بفرمود آں قباد  
 کان سبوی پر ز بدست او دہید  
 از رہ خشک آمدست و آں سفر  
 پہچان کردند و دادند شش سہو  
 چون بکشتی در نشست و جلد دید  
 کای عجیب گفت ایں شہر و آب را  
 ہدیہ سادہ و پیش شہا ہشاہ شو  
 ہیں کہ ایں ہدیہ ست مارا سود مند  
 برد تادار اخلاقت پیے در رنگ  
 اہل حاجت گستریدہ داہما  
 بس گلاب لطف بر رویش زدند  
 از کجائی چونی از رنج و تعب  
 چون بگفت و دید ہنگام طلب  
 تخم خدمت را در ان حضرت بکاشت  
 سائل شہ را ز حاجت و اخرید  
 زاب بارانے کہ جمع آمد بکو  
 لیک پذیرفتند آں را ہنجو جان  
 آں سبورا پر ز زر کرد و فرید  
 داد بخششا و خلعتاے خاص  
 آں جہان بخشش و آں بکرداد  
 چونکہ و اگر دوسوے و جلش برید  
 از رہ و جلش بود نزدیک تر  
 پر ز زر و بردند تاد جلدہ دو تو  
 سجدہ می کرد ازینا و می نیمید  
 وال عجیب تر کہ سستہ آں آب را

چوں پذیرفت از من آن ریائی جو  
آنچنان نقد و فل را زود زود  
کل عالم را سجد او اے پسر  
پر شدہ از لطف و خوبی تا بس  
در حکایت گفتہ ام احسان شاہ  
در حق آن بیولے بے پناہ  
آں بسوے آب دانشہاے بہت  
واں خلیفہ و جلہ و علم خداست

### حکایت مہم گردن لقمان ابہ میوہ خورون

بود لقمان پیش خواجہ نویشتن  
در میان بند گانش خوار تن  
می فرستاد او غلامان ابلاغ  
تا کہ میوہ آید مش بہ فراغ  
آں غلامان میوہ ہاسے جمع را  
خوش بخوردند از نیب طبع را  
خواجہ بر لقمان ترش گشت و گراں  
خویش بخوردند از نیب طبع را  
گفت لقمان سبہ پیش خدا  
بندہ خائیں نہ باشد مر تفسہ  
امتحان را کار فرما اے کیا  
شریت از آتش بدہ بہر تما  
بعد از اں مارا بھولے براں  
تو سوار و ما پیادہ می دواں  
گشت ساقی خواجہ از آب جسم  
در غلامان را و خوردند آن زیم  
بعد از اں می رائد شاہ در شہما  
می دویدند آن نفر تحت و علا  
تے در افتادند ایشان از عیا  
آب می آورد ز ایشان میوہا

حکمت لقمان چو تاند آن نمود  
پس چہ باشد حکمت رب دود

## حکایت بازرگان و طوطی محبوس

تاجرے را بود گویا طوطی و  
 پونکہ بازرگان سفر را ساز کرد  
 ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود،  
 ہر یکے از وی مرادے خواست کرد  
 گفت طوطی براچہ خواہی ار مغاں  
 گفت آں طوطی کہ آنجا طوطیاں  
 کان فلان طوطی کہ مشتاق شہاست  
 بر شہا کہ داد و سلام و دادخواست  
 گفت می شاید کہ من در اشتیاق  
 ایں روا باشد کہ من در بند سخت  
 اینچنین باشد و فاسے دوستان  
 یاد آرید لے ہماں ایں مرغ زار  
 یاد یا راں یا راں را میہوں بود  
 مرد بازرگان پذیرفت ایں پیام  
 چونکہ در اقصائے ہندستان رسید  
 مرکب استانید و لیں آواز داد  
 طوطیے زان طوطیاں لرزید و بس  
 در قفس محبوس زیبای طوطی  
 سوے ہندستان شدن آغاز کرد  
 گفت بہر توچہ آرم گویا زود  
 جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد  
 کار مت از خطہ ہندوستان  
 چوں بینی کن ز حال ماہیاں  
 از قضاے آسمان در جس بہشت  
 و ز شہا چارہ رہ و ارشاد خواست  
 جاں دہم اینجا بمیرم در فراق  
 کہ شہا بہرہ گاہے بہر درخت  
 من دریں جس و شہا در بوستان  
 یک صبحی در میان مرغزار  
 خاصہ کاں لیلی و ایں مجنوں بود  
 کورساند سوے جنس از وی سلام  
 در بہا یاں طوطیے چندے بدید  
 آں سلام و آں امانت باز داد  
 اوقاد و زود بگشتش نفس

شد پیشماں خواجہ از گفت خبر  
 این مگر خوشیت با آن طوطیک  
 این چرا کردم چرا دادم پیام  
 کرد باز رگاں تجا رت را تمام  
 ہر غلامی را بیاورد ارغماں  
 گفت طوطی ارغماں بندہ کو  
 گفت گفتم آن شکایتہائے تو  
 آن یکے طوطی ز درد ت بوی بُ  
 من پیشماں گشتم این گفتم چہ بود  
 چوں شنید آن مرغ کا طوطی چہ کرد  
 خواجہ چوں دیدش قتادہ بچنین  
 گفت بسے طوطی خوب خوش چنین  
 ای دروغا مرغ خوشایان من  
 ای دروغا مرغ خوش آواز من  
 خواجہ اندر آتش و درد چنین  
 بعد از آتش از قفس بیرون فلند  
 خواجہ حیراں گشت اندر کار مرغ  
 روی بالا کرد و گفت ای غلبیب  
 گفت طوطی کو بظلم پسند داد

گفت رفتم در ہلاکِ بانور  
 این مگر دو جسم بود و روح یک  
 سو ختم بیچارہ را زین گفت خام  
 باز آمد سوئے منزل شاد کام  
 ہر کنیزک را بنجسید و نشان  
 آنچہ گفتی آنچہ دیدی باز گو  
 با گردہ طوطیاں ہمتائے تو  
 زہرہ اش بدرید و لرزید و ببرد  
 لیک چوں گفتم پیشماںی چہ سود  
 ہم بلرزید و قتادہ گشت سرد  
 بر جہید و زد کدہ را بر زمین  
 این چہ بودت خود چہا گشتی چنین  
 روح روح در وضعہ رضوان من  
 ای دروغا ہمدم و ہمزمان  
 صد براگندہ ہے گفت اینچنین  
 طوطیک پرنید تا شاخ بلند  
 بے خیر تا کہ بدید اسرار مرغ  
 از بیان حال خود مادہ غلبیب  
 کہ رہا کن لطف و آواز و کشاد



یعنی مطرب شدہ باعام و خاص  
 یکد و پندش داد طوطی پر مذاق  
 الوداع ای خواجہ کردی حجت  
 الوداع ای خواجہ رفتم در وطن  
 خواجہ گفتش فی اماں اللہ برو  
 خواجہ با خود گفت این پند نیست  
 مردہ شو چوں من کہ تابیابی خلاص  
 بعد از ان گفتش سلام و الفراق  
 کردی آزادم ز قیدِ مظلمت  
 ہم شوی آزاد روز ہے پنج من  
 مر مر اکنون نمودی راہ نو  
 راہ او گیرم کہ این راہ روشنست  
 جان من کمتر ز طوطی کے بود  
 جاں چینس باید کہ نیکو پے بود

## حکایت رومیوں و چینیاں

چینیاں گفتند ما نقاش تر  
 گفت سلطان امتحان اہم دریں  
 اہل چین دروم چوں حاضر شدند  
 چینیاں گفتند یک خانہ میا  
 بود دو خانہ مقابل در بدر  
 چینیاں صدر رنگ از شہ خواستند  
 رومیوں گفتند نے نقش و نہ رنگ  
 در فرو بستند و صیقل می زدند  
 چینیاں چوں از عمل فارغ شدند  
 رومیوں گفتند مارا کرو و قرا  
 کہ شہا خود کیست در دعوی گریں  
 رومیوں در علم واقف تر بدند  
 خاص بسیارید و یک آن شہا  
 زان یکے یعنی ستر وونی دگر  
 بس خزان باز کرد آن ارچند  
 در خور آید کار را جز دفع رنگ  
 ہچوں گردوں سادہ و صافی شد  
 از پے شادی و ہلہائی زدند

شہ در آمد دید آنجا نقشہا،      می ریود آن عقل را و فہم را،  
 بعد ازاں آمد بسوی رومیان      پرودہ را برداشت روحی از میان  
 عکس آن تصویر و آن کردار ہا      زد بریں صافی شدہ دیوار ہا،  
 ہرچہ آنجا دید اینجا بہ نمود،      دیدہ را از دیدہ خانہ می ریود  
 رومیان آن صوفیانند ای پسر

بے ز تکرار و کتاب و سبے ہنر  
 لیک صیقل کردہ اند آن سینہا      پاک ز آ زو حرص و بخل و کینہا

### حکایت فصوح

بود مرے پیش ازیں تاملش فصوح      بد ز دلاکی زناں اور افتوح  
 سالہامی کرد دلاکی و کس      بونہر د از حالت آں پواہوس  
 زانکہ آواز و رخس زن وار بود      لیک شہوت کامل و بیدار بود  
 چادر و سر بند پوشید و نقاب      مرد شہوانی و در غرہ شہیاب  
 دختران خسرواں را زیں طریق      خوش ہی مایید و می شست آن عشیق  
 توہامی کرد و پا در می کشید      نفس کا فرو تو بہ اش را می درید  
 رفت پیش عارفے آن شہت کا      گفت مارا درد عاکے یاد دار  
 سست خندید و بگفت ای بد نہاد      زانکہ دانی ایزد ت تو بہ دہاد  
 آن دعا نہ ہفت گردوں در گذشت      کار آں میکیں با آخر خوب گشت  
 یک سبب آنکجخت صنم ذوالجلال      کہ رہا تیدش ز نفرین دو بال

اندراں حمام پر می کرد طشت  
 پس در حمام را بستند سخت،  
 رختها جفتند چون پیدا نشد،  
 بانگ آمد که همه عریاں شوید  
 یک بیک را حاجت جستن گرفت  
 آن نضوح از ترس شد در خلوت  
 پیش چشم خویش او می دید مرگ  
 گفت یارب بارها برگشته ام  
 ای خدا آن کن که از تو می سزد  
 نوبت جستن اگر در من رسد  
 گر مرا این بار ستاری کنی،  
 در میان یارب و زاری براه  
 جمله را جستم پیش آن نضوح  
 جان بحق پوست چوں بیوش شد  
 بانگ آمد ناگهان که رفت بیم  
 آن نضوح رفته باز آمد بخویش  
 می حلالی خواست از من هر کس  
 بدگمان بودیم ما را کن حلال  
 گفت بد فضل خدا داد گرا

گوهری از دفتر شه یاوه گشت  
 تا بچونید اول اندر پنج رخت  
 دزد گوهر نیز هم رسوا نشد  
 هر که هستد از عجز و از نوید  
 تا پدید آید لکزدانه شکفت  
 روی زرد و لب کبود از نشسته  
 سخت می لرزید او مانند برگ  
 تو بهاد و حمد با لشکسته ام،  
 که زهر سوراخ مار می گردد  
 ده که جان من چه سختها کشد  
 توبه کردم من زهرنا که دنی  
 بانگ آمد در میان جستجو،  
 گشت بیوش آن زماں پرید و روح  
 بحر رحمت آن زماں در جوش شد  
 شد پدید آن گم شده در یتیم  
 دیده چشمش تابش صد فوره پیش  
 بوسه دادند بر دستش بی  
 نجم تو خور ویم اندر قیل و قال  
 در نه زانچه گفته شد هم تر

بعد ازاں آمد کسے کز مرحت  
گفت زور و سست زان بیکار شد  
رو کسے دیگر بچہ اشتاب گفت  
بادل خود گفت کز حد رفت جرم  
نویہ کز دم حقیقت با خدا  
نہا بے بر توبہ تصوی خوش تن

کوشش کن ہم بجان و ہم تن

### حکایت نیکو یان موسیٰ علیہ السلام

دید موسیٰ یک شب اپنے را براہ  
تو کجائی تا شوم من چاکرت  
ور ترا پیارئی آید یہ پیش  
گرہ بینیم خاذا ت را بردوام  
دستکرت یو سم بالہم پایکت  
لے فدائے تو ہمہ نہاے من  
زین تہط یہودہ می گفت آن شبان  
گفت با آن کس کہ مارا آنسید  
گفت موسیٰ ہاے خیرہ سرشدی  
ایں پیرہ از دست و چہ کفرست دفنا

کو بھی گفت اے کریم واسے الہ  
چارقت و وزم کنم شایہ سرت  
من ترا غمخوار ہاشم ہجو خوش  
روغن و شیرت ہبیارم بیع و شام  
وقت خواب آید برو کم جایکت  
لے بیاد ت ہی دہی و ہاے من  
گفت موسیٰ با کہ است لے فلاں  
ایں زمین و چرخ ازاں آمد بدید  
خود و مسلماناں ناشدہ کا فسمہ رشدا  
پنہ اندر وہاں خود فشار

گر بنیدی زین سخن تو خلق را  
 شیر آب نوشد کد رنثرو نهاست  
 دوستی بے خسر و خود دشمنیت  
 گفت ای موسیٰ و ہانم دوستی  
 جامہ را بدرید و آہے گرفت  
 وحی آمد موسیٰ موسیٰ از خدا  
 تو برائے وصل کردن آمدی  
 تا توانی پامنہ اندر فراق  
 ہر کسے را میرتے بہا و دام  
 در حق او مدح و در حق تو ذم  
 در حق او تور و در حق تو نار  
 ماہری از پاک و نا پاکی ہر  
 ماہروں را من گریم و قال را  
 ناظر تسلیم اگر خستہ بود  
 موسیٰ آوای وانا دیگہ ند  
 گہ خطا گوید و را خطای نگہ  
 خون شہیدان را ز آب اولیٰ ترست  
 اگر نہ بانسہ کج بود معنیست رستا  
 تو ز سر مستان قلا و زنی مجھ  
 آتشی آید بسوزد خلق را  
 چارق او پوشد کہ او محتاج پاست  
 حق تعالیٰ زین چنین خبرت غنیست  
 و ز پیشانی تو جسم سوختی  
 سر نہا و اندر سیاہان و برقت  
 بندہ مارا ز ما کہ دی جدا  
 یا برائے فصل کردن آمدی  
 الغض الاشیاء عنہی الطلاق  
 ہر یکے را اصطلاح دادہ ام  
 در حق او شہد و در حق تو سم  
 در حق او گل و در حق تو خار  
 و ز گراں جانی و چالاکی ہر  
 مادر وں را بنگریم و حال را  
 گہ چہ گفت لفظ ناخاضع بود  
 سوختہ جان مروا تاں دیگہ ند  
 گر بود پر خون شہید اورا مٹو  
 این خطا از صد نواب اولیٰ ترست  
 آں کجی لفظ مقبول خداست  
 جامہ جاکان اچہ فرمائی ز نو

## حکایت شیر و گرگ و رویا

شیر و گرگ و رویا ہے بہر شکار  
 گاؤ کو ہے و بز و خرگوش زفت  
 گفت شیر اے گرگ! میں راجش کن  
 گفت اے شہ گاو و وحشی بخش تست  
 بز مرا کہ بز میان ست و وسط  
 شیر گفت اے گرگ! چوں گفتی بگو  
 گفت پیش آئے خرے کو خود خرید  
 بعد ازال رو شیر بارویا کہ و  
 سجدہ کر و گفت کایں گاہیں  
 وال بز از بہر میانہ روز را  
 وال دگر خرگوش بہر شام ہم  
 گفت اے روبہ تو عدل افروختی  
 از کجا آموختی میں اے بز  
 گفت چوں در عشق باشتی گرد  
 چوں گرفتہ عبرت از گرگ دنی  
 عاقل آں باشا کہ عبرت گیرد از  
 روبہ آدم بر زبان صد شکر را نہ  
 نفتہ یو دند از طلب در کوہسار  
 یافتہ و کار ایشان پیش رفت  
 معدلت را نو کن اے گرگ! کہن  
 آں بز برگ و تو بز برگ و زفت و حیت  
 رو بہا خرگوش بتاں سے غلط  
 چوں کہ من با شتم تو گوئی ما تو  
 پیش آمد غیبہ زوا و را درید  
 گفت میں راجش کن از بہر خود  
 چاشت خوردت باشد اے شاہ ہمیں  
 یحییٰ باشد شیر و بز را  
 شب چہرہ اے شاہ بالطف و کرم  
 میں قیمت ز کہ آموختی  
 گفت اے شاہ جہاں ز حال گرگ  
 ہر سہ را برگیر و بستان و بر و  
 پس تو روبہ بستی شیر منی  
 مرگ یاراں و نملہ سے محتہ نہ  
 کہ مرا شیر از پس توں گرگ خواند

گر مرا دل بفرموی کہ تو بخش کن ای را کہ جاں ہرے اند  
 پس سپاس اور اک مارا دیہاں کرد پید از پس پیشینیاں  
 تا شنیدیم آں سیاستاے حق بدکردن ماضیہ اندر سبق  
 تا کہ ما از حال آں گرگان پیش ہمجور و بہ پاس واداریم خویش  
 غافل از سر بنید این ہستی دیاد چون شنید انجام فرغون و عاد  
 ورنہ بنہد دیگر اں از حال او  
 عبرتے گیسہ ندانہ ضلال او

### حکایت نامہ خواندن عاشق پیش معشوق تہو

آں یکے را یا پیش خود نشاند نامہ بیرون کرد و پیش یار خواند  
 بیتھا در نامہ سعد و ثنا زاری و سکینی و بس لاہیا  
 دوری و رنجوری از ہجران و ت فکر پیغام و رسول از مغزو پست  
 ہچنیاں می خواند با معشوق خود تا کہ بیرون شد ز حد و از عدد  
 گفت معشوق این اگر بہر نیت گاہ وصل این عمر ضائع کردست

من یہ پیشیت حاضر و تو ناسہ خوان  
 نیست این یاری نشین عاشقان

### حکایت گاؤں لاسر

ایک جویریہ بہر بہت اندر جہاں کاندرو گاؤں دیت تنہا خوشن و ان

جله صحرار اچسردا و تالشب  
 شب زانديشه که فردا چه خورم  
 چون پرايد صبح گرد دسیر دشت  
 اندر افتد گاه با جوع البقر  
 باز شب اندر تب اقتدا ز فرع  
 که چه خواهم خورد و فردا وقت خور  
 هیچ نشد میشد که چندین سال من  
 هیچ روزی که نیاید روزیم  
 این نفس گاه دست آن دشت ایچان  
 که چه خواهم کرد مستقبل عجب  
 سالها خوردی و کم نماند نه خور  
 بر دل خود کم نه اندیشه معاش  
 عیش کم نماید تو بر درگاه باش

## حکایت طوطی و یقال

بود یقال و او را طوطی  
 بر دکان بودی نگهبان و کان  
 خواهم سوخته خانه روزی که تیر  
 گر بر بر حیت ناگه در دکان  
 خوش نوا و مینر و گویا طوطی  
 نکته گفتی با همه سوداگران  
 در دکان طوطی نگهبانی نمود  
 بهر موشتی طوطیکه از بیم جان



جست از صدرِ دکانِ سوی گزینیت  
 اندر سوسے خانہ بیادِ خواجہ اش  
 دید پُرِ روغنِ دکان و جامہ چرب  
 روئے کے چندے سخن کو تاه گرد  
 ریش بر می کند می گفت لے دینغ  
 ہدیہ می داد ہر درویش را  
 بعد سے روز و شب حیران و زار  
 ناگمانے بولتی می گزشت  
 طوطی اندر گفت آمد آں زمان  
 کہ چہ اسے کل باکلاں آہینستی  
 از قیاسِ خندہ آمد خلق را  
 کارِ پاکاں را قیاس از خود گیر  
 گر چہ ماند در نوشتن شیر شیر

## حکایت قزوینی

این حکایت بشنو از صاحبِ دلاں  
 بر تن و دست کو تھا بیدنگ  
 مند بر دلاک یک قند و نی  
 گفت چہ صورت ز نہ اسے پہلوں  
 در طرقت و عادتِ قزوینیاں  
 می زند از صورت شیر و پنگ  
 کہ کہو دم زن بکن شیرینی  
 گفت بر زن صورتِ شیرِ ثیاں

گفت بر پیر مضمت صورت زخم  
چوں کہ آں سوزن فرد برون گرفت  
پهلواں در ناله آمد سخی  
گفت آخر شیر فرمودی مرا  
گفت از دم گاه آغازیدہ ام  
جانب دیگر گرفت آں شخص زخم  
بانگ کردا و کایں چندان دست ارد  
گفت تا گوشتش نباشد لے ہام  
جانب دیگر خلش آغاز کرد  
کیں سوم جانب پیر اندام ست نیز  
گفت تا اشکم نباشد شیر را  
خیر شد و لاک پس حیراں بماند  
برز میں زو سوزن آں دم ادشا  
شیر بے دم بے سرو اشکم کوید  
چوں نداری طاقت سوزن زدن

گفت بر نشانہ گم زن این رقم  
درو آں در نشانہ مسکن گرفت  
مر مرا کشتی چه صورت می زنی  
گفت از چه عضو کردی ابتدا  
گفت دم بگزار لے دودیدہ ام  
بے محابا بے مواسا بے درختم  
گفت این گوشت لے مرد بکجو  
گوش را بگزار و کو تہ کن کلام  
با دزد و تہی فغاں را ساز کرد  
گفت اینست اشکم شیرای زرنہ  
اشکم چه شیر را بے خدا  
تا بدیر افگشت در دندان بہاند  
گفت در عالم کسے را این فتاد  
این جنس شیرے خدا خود تا فرید  
از جنس شیر ثریاں بس دم وزن

لے برادر صبر کن بر درد تیش  
تا رہی از تیش نفس گیر خوش

## حکایت آں یار کہ دریائے زو گفت کیسی گفتیم

آں بیکہ آمد و دریائے زو  
گفت من گفتش بد و ہنگام نیست  
چوں توئی تو ہنوز از تو نہ رفت  
رفت آں مسکین و سامے دہر  
نچہ گشت آں سو تہ پس باز گشت  
حلقہ زد و در لہد ترس و ادب  
بانگ زد و یارش کہ بزرگ سیٹاں  
گفت اکنون چو منی لے من در آ

گفت یارش کیسی اسے معتمد  
بر جنیں خوائے مقام خام نیست  
سو فتن باید ترا در تارفت  
در فراق دوست سوزید از شرر  
باز گرد خانہ ابنہ از گشت  
تا نہ بچمد بی ادب لفظ ز لب  
گفت بر در ہم توئی بے دلستا  
غیبت گنجائی و من در سرا

غیبت سوزن را سر رشته دوا  
چونکہ بگنجائی دریں سوزن در آ

## حکایت کہ در بخور

آں کہے را گفت افزوں مایہ  
گفت باخو و کہ کہ با گوش گراں  
خاصہ بر بخور و ضعیف آفا ز شد  
چوں بہ ستم کان لبش جنباں بود  
کہ در آ مد پیش رنج و روشست

کہ ترا رنجور شد ہمسایہ  
من پہ دریا ہم ز گفت آنجاں  
لیک باید رفت آں یا غیبت بد  
پس قیاسے گیرم از ہم ز خود  
بر سر او خوش ہی مالید دست

گفت چونی گفت مردم گفت شکر  
 کیں پیر شکر ست او مگر با بابت  
 بعد ازاں گفتش چہ خوردی گفت ہر  
 بعد ازاں گفت از طبیبان کیست او  
 گفت عزرائیل می آید برو  
 کہ بروں آمد روانہ شد دماں  
 خود گمانش از کرمی مملوس بود  
 بس کسان کیشاں عبادتہا کنند

گشت ایں رنجور بر آزار و نگر  
 کہ قیاسے کرد آن کز آمد ست  
 گفت نوشت یاد افزون گشت تہر  
 کو ہی آید بحیار ہہ پیش تو  
 گفت پایش بس مبارک شاد شو  
 شکر کش کرم مراعات ایں زمان  
 ایں زیاں محض را پنداشتہ شود  
 دل برضوان و ثواب آں نمند

خود حقیقت مصیبت باشد خفی  
 بس کردگان را تو پنداری صفی

## حکایت مؤذن پداوانہ

یک مؤذن داشت بس آواز بد  
 خواہ بہ خوش بر مردماں کردہ حرام  
 بس طلب کردند او را در زمان  
 بہر آسایش زباں کوتاہ کن  
 قافلہ می شد بجنبہ اولہ  
 شب گئے کروند اہل کارواں  
 آن مؤذن عاشق آواز خود  
 جملہ گان خالقہ ز فتنہ عامہ

شب بہر شب می دید بے خلق خود  
 در صدراع افتادہ از بے خائثر عام  
 اچھا دادند و گفتند بے فلاں  
 در عوض ما سجتے ہمراہ کن  
 اچھ بستہ شد رواں یا قافلہ  
 منزل اندر موضع کافرستان  
 در میان کافرستان بانگ کرد  
 خود بیاد کافرستان یا جامہ

شمع و حلوائیکے جامہ لطیف  
 ہدیہ آورد و بیامدہ لیلیف  
 پیراں پیرساں کیں موزن خود گجاست  
 کہ صدائے بانگِ محرابِ راحت فرماست  
 دخترے دارم لطیف دلیس سنی  
 آرزو می بودا و راموسنی  
 بیج چارہ می نہ دانستم دراں  
 تا فرو خواند این موزن پر اذال  
 گفت دختر حبیبیت این کز وہ بانگ  
 کہ بگو شمع آید این از چارہ بانگ  
 خواہش گفتہ کہ این بانگ اذال  
 ہست اعلام و شعار مومنال  
 بادشہ نامہ پیر سید اند دگر  
 آں دگر ہم گفت آیسے لے قمر  
 چوں یقین کشش رخ او زرد شد  
 در مسلمان دلی او سر دشد  
 رستم این بود از آواز انداد  
 ہدیہ آورد دم بشکر آں مرد کو

ہست ایمان شما زرق و مجاز  
 براہ زن کہ بچو آں بانگِ نثار

## حکایت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

از علی آموز اخلاص عمل  
 شیر حق را دان طہر از غسل  
 در غزایہ پہلوانے دست یافت  
 زود شمشیرے بر آورد و ثنائت  
 او بخواند اخت پرورے علی  
 اختار ہر نبی و ہر ولی  
 در زمان انداخت شمشیر علی  
 کہ داواند غزائش کالی  
 گشت حیراں آں مبارز زین علی  
 در نمودن عفو و رحمت علی  
 از بہ افکندی مرا بگذاشتی  
 گفت بر من تیغ تیز افراشتی

در محل قہراں رحمتہ ز چہیت  
 گفت من تیغ از پیہ حق می زخم  
 شیرِ حقم بنیم شیر ہوا  
 چون بخواند احق بر دے من  
 نیم بہر حق شد و نیم ہوا  
 گفت من تخم جفای کا شتم  
 عرصہ کن بر من شہادت را کہ من  
 قریب پنجہ کس ز خویش وقوم او  
 او بہ تیغ حسم چندین خلق را  
 تیغ حسم او ز آہن تیز تر  
 بل ز صد کشفرا نگیز تر

## حکایت باز شاہی و کم پیرزن

همچو باز شہ کہ او از شہ گرخت  
 تا کہ تماسجے پزد او لا در او  
 پائیش لبست و پیش کو تاہ کرد  
 گفت نانا ہلاں نہ کہ دندت بساز  
 ہر چاہل را چنین داں لے رفیق  
 روز شہ در سنجوبے گاہ شد  
 سوئے آل کم پیر کو آرد و بخت  
 دید آل باز خوش خوش زاد را  
 ناخوش ببید و قوش گاہ کرد  
 پیر فرو و از حد و ناخن شد و راز  
 کہ روز و جہاں ہمیشہ در طریق  
 سوئے آل کم پیر و آن ہم گاہ شد

دید ناگہ باد را در دود و گم و  
 گفت ہر خند این وفائے کارست  
 چون کنی از خلد در و نوح خسار  
 باز می مایید پیر دوست شاه  
 باز گفت اے شہ نشہاں می شوم  
 ایں سزا ہے آں کہ از شاو خیر  
 گندہ پیر جاہل ایں دنیا دلیست  
 بہت دنیا جاہل و جاہل پرست  
 ہر کہ با جاہل بود ہمسر از بات  
 آں رسد با او کہ با آں شاہیان

### حکایت باز و چندان

باز و ویراں بر چندان فتاد  
 دلورہ افتاد و چندان کہ ہا  
 باز گوید من نہ در خوردم بچند  
 من تنخواہم بود ایں جہانی روم  
 ایں خراب آباد و بہشہم شمارت  
 چند گفتہ باز حیلہ می بست  
 خانہائے مایگیر و او بہ مسک  
 راہ را گم کرد و ویراں فتاد  
 باز آمد تا بگیر و جائے مس  
 حد چنیں ویراں رہا کہ دم بچند  
 سوئے شاہنشاہ راج می شوم  
 ورنہ مارا سا عدشہ باز جاست  
 تا از خان و ماں شمارا بکشد  
 بر کند مارا بسا لوسی نہ کہ

لاف از شہی گفت و ز دست شاه  
 اینت مایخو لیائے ناپذیر  
 تا برد او ماسلمانان ز راه  
 ہر کہ این یا و رکت او ایلمے ست  
 اینت لاف تمام و دام گول گیر  
 کمترین چقدر زند بر خستند او  
 مرنکے انورچہ درخور شہی ست  
 گفت یا زار یک پرن بشکند  
 مرد را یاری گری از شاه کو  
 با سبان من عنایات وی ست  
 پنج خند ستال شہنشاہ بر کند  
 در دل سلطان خیال من تقسیم

بازم و در من شود حیدر اہما

چند کہ بود تا بداند ستار ما

## حکایت رستمی و شیر

رستمی گاؤں در آخر بہ بست  
 شیر گاؤں و شش خود و بر جانین نشست  
 رستمی شد در آخر سوئے گاؤں  
 گاؤں را می جست شب آں گنج کاؤں  
 دست می مایید بر اعضائے شیر  
 پشت و پسو گاہ بالا گاہ زیر  
 گفت شیر ار روشنی افروز بدے  
 بر دریدے زہرہ اش دل غول بستے  
 این چنین گستاخ زان می خوار دم  
 کو دریں شب گاؤں می پندار دم  
 حق ہی گوید کہ اسے مغرور کوہ  
 مے ز نام پارہ پارہ گشت طورہ  
 کہ کو انزلنا کتبا باً للجبیل  
 لانصدع شد انقطع شد ارتقل  
 از پردہ دار مادر این نشیندہ  
 لاجرم غافل و دریں عجیبہ



گر تو بے لقلب از رو واقف شوی

بے نشان بے بجائے چوں ہاتھ شوی

## حکایت شیخ احمد خضرویہ

بود شیخ داما و دام واد  
 ہم بوم او خانقا ہے ساختہ  
 احمد خضرویہ بودہ نام او  
 چوں کہ عمر شیخ در آخر رسید  
 دام داراں گردا و نشستہ جمع  
 کو دے علما ز بیرون بانگ زد  
 شیخ اشارت کرد خادم را پس  
 در نماں خادم بیرون آمد ز در  
 او طبق پیدا داند پیش شیخ  
 کہ اشارت با غریباں کیں نوال  
 بہر فرماں جملگی حلقہ زدند  
 چوں طبق خالی شد آں کوک سست  
 شیخ گفتہ از کجا آرم درم  
 کوک از غم زو طبق را بر زمین  
 از غریب کوک آں جا خیر و شر

از جواں مردی کہ بود اواندار  
 خانمان و خانقہ در باختہ  
 خدمت عشاق بودہ کام او  
 در وجود خود نشان مرگ دید  
 شیخ در خود خوش گذراں مثل شمع  
 لاف حلوا بر امید و انگ زد  
 کہ بروں آجملہ حلوا را بخور  
 تا خرد آں جملہ حلوا زان پس  
 تو بہ میں اسرار سر اندیش شیخ  
 یک تیرک خوش خوردیاں احلال  
 خوش بھی خوردند حلوا بچوختند  
 گفت دینارم پدہ اسے با خرد  
 وام دارم میردم سوئے عدم  
 نالہ و گریہ بر آورد و جنس  
 گرد آ مدگشت پر کوک خضر

دلاں عزیزیاں ہم باتکار و جھوٹ  
 مال مافوق دی نظام می بری  
 ہم شدے تو نین کو دک ڈانگ چند  
 تاننا زو دیگر آں کو دک گرسیت  
 شد نماز دیگر آمد خدا سے  
 چار صد دینار بر گوشہ طبع  
 چون طبع پوش از طبع برداشت او  
 آہ و افغان از ہمہ برخواست نو  
 ماند استیم مارا عفو کن  
 شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال  
 میر آں این بود کمر حق خواستم  
 گفت ایں دینار اگر چه اندک است  
 تا نگید کو دک حلو افروش  
 بے برا و طفل طفل چشم تست

رویشخ آورد کایں بازی پیر بود  
 از چہ بود این ظلم دیگر بر سری  
 ہمت شیخ آں سمنار اگر د بند  
 شیخ دیدہ بست و برستے نگرست  
 یک طبق بر سر ز پیش حالتے  
 تیم دینار دیگر اندر ورق  
 خلق دیدند آں کرامت را ازو  
 کاسے سر شیخان و شاہاں یں چہ بود  
 بس پر اگندہ کہ رفت از ماسخن  
 من یکل کردم شمار آں جدال  
 لا جرم بنمود راہ را ستم  
 لیک موقوف غریو کو دک بست  
 بحر بخشایش نمی آید بخشش  
 کام خود موقوف زاری دامنخت

کام خود موقوف زاری دست  
 بے تضرع کامیابی مشکلست

## حکایت لقمان علیہ السلام

خوابہ لقمان چو لقمان را شناخت      بندہ بود اورا دبا و عشق باخت

ہر طعاعے کا ورید ندے ہوئے  
 تاکہ لقاں دست سوئے او برو  
 خمر پڑہ آورده بود نہار مغاں  
 گفت خواجہ یا غلامے کای فلاں  
 چون کہ لقاں آمد پیش نشست  
 بھوں برید او داد اور ایک بریں  
 از خوشی کہ خورد او داد دوم  
 ماند کیچے گفت ای رامن خورم  
 بھوں بخور و از تلخی آتش فروخت  
 مراحتے بے خوردند از تلخی آں  
 نوش بھوں کردی تو جینیں زیر را  
 گفت بن از دست نعمت بخش تو  
 شرم آمد کہ یکے تلخ از گفت  
 کہہ زیب تلخی کنم فریاد و داد  
 لذت دست شکر بخش تو داشت

کس سوئے لقاں فرستادے زپے  
 قاصدا تا خواجہ پس خوردش خورد  
 لیک غائب بود لقاں از میان  
 زود و روزند لقاں را بخواں  
 خواجہ پس گرفت سگینے دست  
 ہجھو شکر خوردش بھوں تلخیں  
 تا رسید آں شقشا تا ہفہ ہم  
 تاچہ شیریں خورد پڑہ ست این بگرم  
 ہم تر باں کرد آبلہ ہم حلق سوخت  
 بعد از ان گفتش کہ اسے جان بیاں  
 لطف بھوں انگاشتی این قمر را  
 خوردہ ام چنداں کہ از شرم دود  
 می نوشم لے تو صاحب موقت  
 خاک صدرہ بسرا جزام باد  
 اندری بطخ تلخی کے گذشت

### حکایت ستقر و امیر او

در زمانے بود میرے از کرام  
 میرشد محتاج کہ مایہ سحر  
 بود ستقر نام اورا یکسا غلام  
 بانگ نہ و ستقر ہلا برو اور

تاس و متدیل دگل ازالتوں بگیر  
 سنقر آمد طاس و متدیلے بگو  
 مسجدے پر رہید و یا نگب صلا  
 بود سنقر سخت مولع و رنما  
 تو بدیں و کاں زمانے صبر کن  
 داد و ستوری بسنقر کا ندر آ  
 رفت سنقر میر بر دکان نشست  
 چوں امام و قوم سپرد آں بدند  
 گفت اے سنقر جانائی بری  
 گفت آخر مسجد اندر کس نماز  
 گفت آں کہ بستی است اندیروں  
 آںکہ نگزارد نماز کائی دروں

تا بگیرد یا یہ رویم اے تا گزیر  
 بر گرفت و رفت با اور ویدد  
 آمد اندر گوش سنقر بر ملا  
 گفت اے میر بن اے بندہ توان  
 تا گزیرم فرض و خواہم لم یکن  
 چوں امام حتی بر تو و الصلا  
 منتظر از بادۂ بندارست  
 از نماز دور و با فارغ شد بند  
 گفت می بنگیزد مے و فوٹوں  
 کلیت و امیدار و انجاکت نشاند  
 بیتہ است ادھم مراد را دروں  
 می نہ گزارد و مرا کا یہ پیروں

## حکایت مارگیر و مار بہوش

مارگیرے رفت سوئے کو سار  
 اژدہاے مودہ دید آں جا عظیم  
 مارگیر آں اژدہا را بہ گرفت  
 بر لب شط مرد و ہنگامہ نسا و  
 مارگیرے اژدہا آورده ست  
 تا بگیرد او با نسو نسا مار  
 کہ دلش از شکل او شد پر ز بیم  
 سوئے بنده او آمدانہ بر شگفت  
 غلطہ در شہر بقرا و او فت او  
 بود العجب ماور شکاک کہ بہ ست

جمع آمد صد ہزاراں خام ریش  
 منتظر ایشان داد ہم منتظر  
 اژدہا کز زہریر افسردہ بود  
 بستہ پوشش یاز نہائے غلیظ  
 در درنگ و انتظار اتفاق  
 آفتاب گرم سیرش گرم کرد  
 مودہ بود و زہد گشت ادا و گفت  
 بندہا شکست و میروں شد زہر  
 در تہریت پس فلاق کشت شد  
 نفست اژدہا متاوسکہ مودہ است  
 گر بیابد آست منہ عون او  
 و اں کہ او بنیاد فرعون تہ  
 راہ مدموشی و صد ہاروں زہد

## حکایت شخصے کہ مادر انکشت

اں یکے از خشم مادر انکشت  
 اں یکے گفتش کہ اژدہا کوسہی  
 میں تو مادر را پراکشتی بگو  
 ہیچ کس گشتت مادر اسے عنود  
 ہم زہر خم خیز و ہم زخم مشت  
 یا دناوردی تو حق ماوری  
 او چہ کرد آخو تہوئے زشتہ  
 می نگونی کو چہ کرد آخو پود

گفت کارے کرد کاں عاری هست  
کشمش کاں خاک ستار و ست  
مہم شد پایکے زان کشمش  
غرق خون در خاک گور کشمش  
گفت آن کس را بخش اے محشم  
گفت پس ہر روز خلقے را کشم  
کشم اورا بستم از خونائے خلق  
نامے اور ہم بہست از نامے خلق  
نفس تست آن ماورید خاصیت  
کہ فساد اوست در ہر ناحیت  
پس بخش اورا کہ بہر آن دنی  
ہر دم قصد عزیزے می کنی  
ازوے این دنیاے خوش بر تنگ  
از پے ادیان و با خلق پیگم

نفس کشتی باز رستی را غدار  
کس ترا دشمن نماند در دیار

### حکایت پشہ دادخواہ

پشہ آمدور حلیقہ از گیاد  
و از سلیمان گشتہ پشہ دادخواہ  
کاسے سلیمان معدلت می گتری  
بر شیاطین و آدمی زاد و پیری  
دادوہ مارا کہ بس زاریم ما  
بے نصیب از باغ و گلزاریم ما  
پس سلیمان گفت لے انصاف جو  
داد و انصاف از کہ می خواہی بگو  
گفت پشہ داد و من از دوست باد  
کوہ و دست ظلم بر ما بر کشاد  
پس سلیمان گفت لے زیبادوی  
امر حق باید کہ از جہاں تبنوی  
حق بجز گفت است ہاں لے داد و  
مشتوا ز خشم تو بے خشم دگر  
تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور  
حق نیاید پیشیں سگم در حضور

گفت قول تست برہان درست  
 خصم من یا دست داد و حکم تست  
 بانگ ندو آن شہ کہ اے باوصیا  
 پشہ افغان کہ دوازہ ظلمت بیا  
 بادچوں بشنید آمد تیر تیز  
 پشہ یگرقت آن زمان او گریز  
 پس سلیمان گفت اے پشہ کجا  
 باش تا میرہر دورا نم من قضا  
 گفت اے شہ مرگ من از بوداوت  
 خود سیاہ ایں روز من از دوداوت  
 اور چو آمد من کجا یا ہم قضا  
 کہ بر آواز زنا دمن دمار  
 ہمچنین جو یا اے در گاہ خدا  
 چوں خدا آید شود جویندہ لا

## حکایت دیباغ و علاج او

آں یکے دیباغ دریا زار شد  
 تاخرو انجہ و را در کار بد  
 چوں کہ دریا زار عطاران رسید  
 ناگہاں افتاد بیہوش و خمید  
 جمع آمد خلق برے آن زمان  
 جملگاں لا حول گو درماں کماں  
 آن یکے کف بر دل آدمی بر اند  
 و نہ گلاب آن دگر بے برے نہانہ  
 آن یکے دستش بھی مالید و سر  
 واں دگر کہ گل بھی آور و تر  
 یاب برادر داشت آن دیباغ زفت  
 گریز و انا پیامد زو وقت  
 اندر کے سر گریں سگ و راستیں  
 خلق را میرا ندانہ سے آنچو اں  
 سر بخوشش بر دیباغ را نہ گور  
 خلق را نشکافت و آمد با جنیں  
 بس تہادہ چرک بر بنی او





چوں ندید اے خیر و نوبید شد  
 یا ز آمد سوئے آن طفل رشید  
 حیرت اندر حیرت آمد بر دوش  
 "دوست منزلها و میر و بانگ داشت  
 بکیاں گفتند مارا علم نیت  
 ریخت چندان شک و کردارین فلان  
 پر مرده پیش آمد با عصا  
 گفت احمد را رشید معتبر  
 چوں رسیدیم خطیم آوازها  
 من چو آن احوال شنیدم از هوا  
 تا به نیم این صدا و آواز گیت  
 نرسیده دیدم تیر و خود نشان  
 چوں که داشتم ز حیرت های دل  
 گفتش ای فرزند تو از ده مار  
 که بگویند که بخوابد سال طفل  
 پس حلیه گفت اے جانم فدا  
 هین مرا بیا اے شاه نظر  
 بر فدا را پیش مرغی کاے منم  
 پر کردار و ریخ و گفت زود

جسم لڑاں بچہ شاخ بسید شد  
 مصطفیٰ را در مکان خود ندید  
 گشت پس تار یک از غم منزلش  
 کہ کہ پروردگار ام غارت گماشت  
 ماند استیم کاینجا کو و کیست  
 کہ پروردگار یار شدند آن گمایاں  
 کاسے حلیمہ چہ فرماوا آنز ترا  
 پس بیاوروم کہ بسیارم بچہ  
 می رسید رمی شنیدم از هوا  
 طفل را بہا دم آن یازاں صدا  
 کہ ندائے بس لطیف و بشیت  
 نہ ندائے منقطع شد یک زماں  
 طفل را آں جان بدیدم ولے فل  
 کہ نمایم من ترا یک شہر یار  
 اوید اند منزل و تر حال طفل  
 مر ترا کے شیخ خوب و خوش ندا  
 کش بود از حال طفل من خبر  
 ہست در اخبار غیبی منستم  
 اے خداوند عرب دے بحر خود

این حلیه سعدی از امید تو  
 که ازو فرزند طفلی گم شدست  
 چون محمد گفت آن حلیه بستان  
 که بر و اسے پیر این چپه بخوشت  
 چون شنید از سنگا پیر این سخن  
 چوں در آن حالت بدید آن پیر را  
 گفت پیر اگر چه من در دوازدهم  
 ساخته یادم خطیب می کنند  
 گاه نقشم را بر ده غیبیاں  
 غیر تشن از شرح گفتن لایق است  
 گر بگویم چیز دیگر من گفتم  
 چون خیر یا بید شد سلف  
 آمد از تخم پرور کعبه بسوز  
 آنچه فضل تو داری طفلیش داد  
 من هم اودامی شفیق آرم تو  
 از درون کعبه آمد بانگ زد  
 طفل تو که چه که کودک خود است  
 ما چهار سحر را با و تنده کشیم  
 در فلان و اولیت زیر آن درخت

آمد اندر تسل شایخ مهد تو  
 نام آن کودک محمد آرم است  
 سرنگون گشت بدو سایه دانی ماں  
 آن محمد را که عزل مادر و ست  
 چون عهده انداخت آن پیر کن  
 پا و سر گم کرد زان بد پیر را  
 خیرست اندر خیرست اندر تیسریم  
 ساخته سنگم ادیت می کنند  
 غیبیاں بپیر نقش آسمان  
 این قدر گویم که طفل گم شدست  
 خلق بندم به زنجیر بنیول  
 از حسلیمه و ز فغانش باز  
 کاسه خمیر از مشرب و از داز و د  
 کس نشان ندید بعد از این چهار  
 حال او اسی حال دایم بنیول  
 که هم اکنون رخ بتو خواهم نمود  
 هر دو عالم خود طفیل او است  
 چرخ را در خدش بند کشیم  
 پس روان شدند و پیر بخت

دور کا سچا اور امیران قریش  
زانا کہ بدش یوز زاعیان قریش

## حکایت موسیٰ علیہ السلام در بیان توحید

گفت موسیٰ را بوحی دل خدا  
گفت پر صفت بودی و والکم  
گفت توں طفلی یہ پیش والدہ  
باورش گر سیکے پروے زند  
از کے یاری نخواہی سیراد  
خاطر تو ہم ز مادر خیر و شر

کاسے تجزیدہ دوست می دارم ترا  
موسیٰ آں بمن آن افروں کنم  
وقت تهرش دستہ ہم پریش زود  
ہم یا در آید دیروے تند  
اوست جملہ شر او فی سیراد  
التعائش نیست جاہائے دگر

غیر من پیش چو سنگست و کلون

گر صبی دگر جوان دگر شیون

## حکایت مرثیے کہ با شمع در رمی گشت

آں یکے با شمع بر رمی گشت روز  
یو الفصولے گفت اور اکائے فلا  
گفت می جویم ایسہ سیراد  
گفت ہست از مروایں بازار پر  
گفت تو ہم مرد پر چادہ دود

گرو بازائے دلش با عشق دود  
ہیں چہ می یونی بسوتے ہر دکان  
کو یودھی از حیات او دے  
مرد مانند آخرائے دانائے حر  
دور و چشم و بہنگام شہر

این نہ مروا تہد این ہا صورت اند  
مروہ ناند و کشتہ شہوتند  
این کہ می بینی خلافِ آدم اند  
نیتند آدم خلافِ آدم اند  
آدمیت کھم و شخم و پوست نیت  
آدمیت جز رخصائے دوست نیت

## حکایت موسیٰ علیہ السلام تجرّی عبادتِ نبوہ

آما زحق سرے موسیٰ این عقیب  
کاسے طلوع ماہ دیدہ نورِ جیب  
مشرق کرم ز نورِ ایزدی  
من عظم رنجو رشتہ نامدی  
گفت سپہا تو پاکی از زباں  
ایں چه رنست این بکن یارتباں  
باند فرمودش کہ در رنجوریم  
چوں نہ پر سیری تو از دست کرم  
گفت یادب نیست نقصانے ترا  
عقل گم نہ رایں گہ را پر کشا  
گفت آسے بندہ خاص گزین  
گشت رنجور او ستم نیکش بہین  
ہست معذہ ریشیں مغدوری من  
ہست رنجوریش رنجوری من

ہر کہ خواہد شنیدنی با خدا  
اوتشیت و در حضورِ اولیا

## حکایت چنگیز گور و مسلمان

بود گبرے در زمان یا پندہ  
گفت اورا یک مسلمان سعید  
کہ چہ یاشد گر تو ایماں آوردی  
ای بیانی صد تجارت و سروری

گفت ای ایمان اگر بہت لمے مرید      آں کہ دار و شیخ عالم با تیرید  
من ندارم طاقت آں تاب آں      کاں فزون آمد ز کوشش شراخ و جہاں  
یا زایاں گریخ و ایمان شماس      نے یدیاں ملیستم و نے استہاست  
آں کہ صد ملیش سوئے ایمان بود  
چوں شمارا دید بس فاستر شود

### حکایت چہار کس جنگ کتہ و در تہا

چار بہنہ و در یکے مسجد شہد      بہر طاعت را کہ وساجہ شدند  
موزن آمد ز اں یکے قطعہ بخت      کاے موزن بانگ کزئی قہر  
گفت آں بہنہ دے دیگہ از نیانہ      ہی سخن گفتی و باطل شد تہا  
آں سوم گفت آں دوم را لے عمر      چہ زنی طعہ یا خود را بگور  
آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من      در نیت نام بچہ چوں ایسا ستہ  
بس نسا زہر چہاراں شد تہا      عیب گویاں پیشتر کہ کردہ راہ  
اے خنک چاہے کہ عیب خویش دید  
ہر کہ عیب دید آں بر خود حسد

### حکایت ناپیاسی اہل سبا

تو خواندی قصہ اہل سبا      یا بخواندی و تہیدی خرم سبا  
از صد آں کوہ خود آگاہ نیست      صورتے معنی ہوش کہ بارانیت

وادحق اہل سیارائیں فراغ  
 وادشاں چینی خیل و باغ و رنگ  
 لیکمی افتاد از پیری شمار  
 آن شامیوہ رہ را می گرفت  
 ملک بر سر پرورختستان شاں  
 خوشنمائے رفتن تا زیر آمدہ  
 مرد گنجن تاب از پستی نہ  
 گشت ایمن شہرودہ از دور و گز  
 شکرتاں نگذاشتند آن پیر کا  
 مرستے رانقہ نائے زور  
 پاس بیان و حارس درمی شود  
 ہم بران دریا شدش یاش و فرا  
 درنگے آید غریب در درو شب  
 می گزیدش کہ بر در بجائے خوش  
 آن سیار اہل میا بودند حنام  
 سیزوہ چنید آں جبا آمدند  
 ناصحاں شاں در نصیحت آمدند  
 قصد خون ناصحاں می داشتند  
 پر سیا گفتند باعد بیننا

عدد ہزاران قصر و ایوانا و باغ  
 از چپ و از راست از بہر فراغ  
 تنگ می شد معبرہ بر رہ گزار  
 از پیری میوہ رہ رہ در دست داشت  
 پر شدست تا خواست از میوہ قش  
 بر سر و دوسے روندہ ید نرہ  
 لیستہ بودست بر میال زریں کر  
 برفت رسیدے ہم از گز گشت ترک  
 در و عالم گرفتار وند از سنگال  
 چون رسید بر در ہیو ہستاد و کم  
 گزیدہ بودست جود و سخوی و درو  
 کند و اندازد خیس سے انتہا  
 آن سگانش می گشتاں ام ادیب  
 حق آں لغت فرو گزید از پیری  
 کار شاں کہ از این لغت با کلام  
 گمراہ را جملہ بر پیری شدند  
 از فوق و غیب و مافوق می شدند  
 تخم فسق و کافری را گزاشتند  
 مہینہ اختیار است از دنیا را بیفتند

شہر ہا نزدیک پہنچ کر بدست  
آں بیایاںست خوش کا بنادوست  
مانی خواہیم نعمتھا و باغ  
مانی خواہیم اسیاب فراغ  
ابنیا گفتند در دل علتہ ست  
کہ ازاں در حق شناسی آفتہ ست

شکر شمع واجب آمد و خند  
ورنہ بجشاید در خشم ابد

### حکایت زاہد گریاں

زاہدے را گفت یادے در غل  
کم گری تا چشم را ناخصل  
گفت زاہد باز دو بیرون نیت حال  
چشم بند یا نہ بیند آں جمال  
گر بہ بیند نور حق خود چہ ست  
ور وصال حق دودیدہ کے کم ست  
ورنہ خواہد دید حق را گویم و  
ایں جنیں چشم شقی گو کہ ر شر  
آوی دیدست و باقی پوست ست  
دید آنست آنکہ دید دوست ست

### حکایت جوانے کہ ناگاہ محبوب را یافت

یک جا پوچھنے ہر ز نے عاشق شدہ  
روت و شب بخواب و بے خور آمد  
بہ دل و شوریدہ و محزون مست  
می نہ راوشن و زگار و صل ست  
آں جوان کہ تہ بہ تہت سال  
از خیال و صل گشتہ چوں خیال  
تہت از عیم اس و شب بیارغ  
یار خود را یافت یا شمع و چراغ

بود اندر باغ آن صاحب جمال  
 کز غمش این در عبادت سال  
 چوں در آمد خوش در آن باغ آنچنان  
 خود فروشد با گنجش ناکسان  
 دید آن معشوقه را او با چراغ  
 طالب انگشتی در جوئے باغ  
 پس قریبی کرد از ذوق آن نفس  
 با شنائے حق دعائے آن عس  
 گفت سازیده سبب ملا آن نفس  
 اے خدا تو رحمت کن بر عس  
 ناشناسا تو سیما کرده  
 اندر دوزخ به شتم برده  
 بر آن کردی سبب این کار را  
 تا اندام خا من یک خاک را

ہر چہ آں بر تو کراہیت بود

چوں حقیقت یں گری رحمت بود

## حکایت شعیب علیہ السلام و مرد گنگار

آں کے می گفت در وقت شعیب  
 کہ خدا از من بے دیدست عیب  
 چند ویدا از من گناہ و جرم  
 و ذکر کم بزدان نمی گیردم را  
 حق تعالی گفت در گوش شعیب  
 در جواب او صبح از راه غیب  
 کہ بگفتی چند کردم من گناہ  
 و ذکر کم نگرفت در جرم الہ  
 عکس می گوئی در قلوب اے سفید  
 اے رہا کردہ رہ و گرفت تیرہ  
 چند چندت گیرم و تو بے خبر  
 در سلاسل ماندہ پائیا بسر  
 گفت یارب دفع من رینگ و یاد  
 داں گرفتن را نشان می جوید او  
 گفت ستارم بگویم را ز ہاش  
 بخریکہ رفرا ز برائے ابتلاش



ایک نشانِ آں کہ گیرستم و را      آں کہ طاعت دارد و صوم و دعا  
از زکوة و از نماز و عقیقہ آں      لیک یک ذرہ ندارد و ذوقِ طاب  
طاعتش نعمت و معنی نغمہ      جو ز پا بسیار دروے مغرے

چوں شعیب این نکٹا با او بگفت  
زناں دم جاں در دل او گل شکفت

## حکایت مرد ابلہ و خرس

اژدہاے خرس را در می کشید      شیر مردے رفت و فریادش رسید  
خرس ہم از اژدہ پا چوں وارہید      واں کرم زناں مرد مردانہ پدید  
چوں سگ اصحاب کہن آں خرس را      شد ملازم از پئے آں بر و پار  
آں سلاں سر نہاد از خستگی      خرس حارث گشت از دل بستگی  
آں یکے بگذشت و گفتش حال پست      اے برادر مرترا این خرس کسیت  
قصہ واگفت و حدیث اژدہا      گفت بر خرس منہ دل ابلہا  
و دوستی ز ابلہ ترازد و دشمنی ست      او بر خیلہ کہ دانی ماندنی ست  
گفت رومہ و کار خود کن اے حور      گفت کارم این بد و رقت نمود  
شخص خفت و خرس میراندش گس      و نہ ستیز آمد گس ز و بانہ پس  
خند بارش اندازدے و جواں      آں گس بس یا ز می آمد و دواں  
خشمگین شد با گس خرس بر رفت      بر گرفت از کوه سنگے سخت ز  
سنگ آور و و گس را دید باز      بر رخ خفتہ گرفتہ جائے باز

بر گرفت آن آسیہ بنگ و بزد  
 بر گس تا آن گس واپس خرد  
 سنگ روئے خفتہ را خشمش کرد  
 وین شل بر جسد عالم فاش کرد  
 مرا بلہ ہر خمر سس آمد نقیض  
 کین او ہرست و ہر است کین

## حکایت مرد لانی

پوست دینہ یافت مرد مستماں  
 در میان متعالم رفتے کہ من  
 دست بر سبیل نہاے در نوید  
 کیں گواہ صدق گفتار من مست  
 انگش گفتے جو اسب بے طنین  
 لاف تو مار ابر آتش بر نہاد  
 گر نہ دے لاف ترشت لے گدا  
 چون شکم خود را بجزرت در پرد  
 از پے گر یہ دویدند او گر نہایت  
 آمدند راچین آن طفل خرد  
 گفت آن دینہ کہ ہر صبحے ید اں  
 گر بہ آمدنا گمانش در یوود  
 پہلو اں در لاف گرم دزد و دناک  
 ہر صبح او چرب کردی بیلان  
 لوت چربے خورد وہام در بخن  
 رقم یعنی سوئے سبیل تنگ ریہ  
 دین نشان چرب و شیریں غور نہایت  
 کہ ابا داند کید الکافریں  
 کان سبال چرب تو بہر کندہ یاد  
 یک کر یہ رسم افگندے ہما  
 گر یہ آمد پوست دینہ را بسیر  
 کو دک از ترس عباس زک نہایت  
 آبروے مرد لانی را بسیر  
 چرب میکردے لسان و بیلان  
 بس دویدیم و نکر و آن ہمد سود  
 چون شنید این قصہ گشت از غم ہلاک

منفعل شد در میان انجمن      سرفرو برد و خمش شد از سخن  
خنده آمد حاضران را از گفت      رحماشان باز جنبیدن گرفت  
دعوتش کردند و میرش داشتند      تخم رحمت و زمینش کاشتند

او چو ذوقی راستی دید از کرام  
بے تکبر راستی را شایعلام

### حکایت باغبان و صوفی و فقیه و علوی

باغبانی چون نظر در باغ کرد  
یک فقیه و یک شریف و صوفی  
گفت با این همارا صحبت است  
حیلہ کرد و صوفی را برآه  
گفت صوفی را برو سوئے ذائق  
رفت صوفی گفت خلوت باد و یار  
باقی تو ای تو ناسی می خوریم  
وین دگر شهزاده سلطان است  
کیست آن صوفی شکواری خیس  
چون بیاید مرد را بنیہ کنیہ  
چون برہ کرد صوفی را و رفت  
گفت ای سگ صوفیہ کو از ستیز  
دید چون دزدان باغ خود بر  
هر یک شونے فضولے یوفی  
لیک جمع اند و جماعت رحمت  
تا کند یا دانش را با او بتاہ  
یک کلیم آورد بر آئے این مذاق  
تو فقیہی وین شریف تا مدار  
ما بر پدر دانش تو می پریم  
سید است از خاندان مصطفی  
تا بود با چون شمشاد ہاں طلہیں  
ہفتہ بر باغ و راغ من تنہ  
خشم شد اندر پیش با چوبی زقت  
اندر آید باغ مرد و مہینہ تیز

این جنیدت رہ نمود و بایزید  
 کوفت صوفی را پوتنها یا فتنش  
 چون ز صوفی گشت فارغ باغبان  
 کای شریف من برو سو و ثاق  
 برد رخا نہ بگو قیما ز را و  
 پیوں پرہ کردش بگفت ای مرد  
 او شیرینی می کند دعوی سرد  
 خوشترن را بر علی و بر نبی،  
 خواندا قوتنها شنید آنرا فقیہ  
 گفت ای خواندین بلغت کہ خواند  
 شیر را بچہ ہی ماند با و  
 با شریف آن کرد آن دل از نجی  
 شد شریف از زخم آن ظالم خراب  
 پائیدار اکنون کہ گشتی فرد کم  
 شد از و فارغ بیامد کاسے فقیہ  
 یوسفیہ داد ایں فتوے ترا  
 ایں بگفت و دست برے بر کشا  
 زد و را القصد بسیار و سخت  
 گفت حق استت یزن و ست رسید

از کد امیں شیخ و پیرت این سید  
 نیم کشتش کرد و سریشنگا فتنش،  
 یک بہانہ کرو ز آل پس جنس آن  
 کہ ز بہر چاشت بچستم رفاق  
 تا بیا رد آن رفاق و قاز را  
 توفیقی ظاہرست ایں و یقیں،  
 مادر اورا کہ داند تا چہ کردی  
 بستہ است اندر زمانہ ہر غمی  
 در پیش رفت آن ستمگار سفیہ  
 دزدی از پیغمبرت میراث ماند  
 توبہ پیغمبر چہ می مانی بگو  
 کہ گفت با آل لیس خارجی  
 با فقیہ او گفت با چشم پر آب  
 چو دل شو زخم می خور بر شکم  
 چہ فقیہی اے تونگ بہر سفیہ  
 شافعی گفتت ایں امی ناسرا  
 دست او کین دلش با داد داد  
 کرد بیرونش ز باغ و در بہر بست  
 ایں سرے انکہ از یاراں برید

ہر کہ تنها ماند از یاران خود  
اینچنین آید مرا در اجلہ بد

## حکایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بالبلس

در خبر آمد کہ خالی مومنان،  
ناگہاں مردے و را بیدار کرد  
گفت اندر قصر کس را رہ نبود  
در پس در او یکے را دید کو،  
گفت ہی تو کیستی نام تو چیست  
گفت بیدارم چرا کردی بحسد  
گفت ہنگام نماز آخر رسید  
گفت نے نے ایں غرض نبود ترا  
وزد پنہاں رہ کنہ در مسکنم  
خاصہ دزدے چو تو قطع بطریق  
گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم  
پیشہ اول کجا از دل رود،  
از کہ خوردم شیر غیر از شیر او  
خوی کاں با شیر رفت اندر وجود  
امتحان شیر و کلیم کہ دحق

تختہ بدر قصر اندر یک زمان  
چشم چوں بکشا دینہاں گشت مرد  
کیست کاں گستاخی و جرأت نمود  
در پس پردہ نہاں می کرد رو  
گفت نامم فاش ابلیس شقیست  
راست گو با من گو بر عکس و ضد  
سوی مسجد زودی باید دوید  
کہ بخیرے رہتا باشی مرا کو  
گویدم کہ پاسبانی می کنم  
از چہ رو گشتی چنین بر من شفیق  
راہ طاعت را بجاں ہمودہ ایم  
ہمرا دل کے ز دل زائل شود  
کہ مرا پرورد جزد نہ بیرا و،  
کے توان اور از مردم واکشود  
امتحان نقد و قلم کہ دحق

نیکو اسرار رہنمائی مے کتم،  
 گر ترابیدار کردم بہر دیں،  
 گفت امیرای راہ زن حجت گو  
 ای بلیس خلق سوز فتنہ جو  
 گفت ہر مردے کہ باشدیدگاں  
 بس جواب او سکوت ست و سکول  
 بے گنہ لعنت کنی ابلیس را  
 گفت غیر راستی نہ رہاندت  
 از بن و نذاں بگفتش ہر آں  
 تارسی اندر جماعت درمتاز  
 گر نہارت قوت می شد آنرماں  
 آن تاسف آن فغاں و آن نیاز  
 من ترا بیدار کردم از نہیب  
 من جسودم از حسد کردم چنین  
 گفت اکنون راست گفتی صادق  
 از تو ایس آید تو ایں را لایقی  
 مرداں را پیشوائی مے کتم،  
 خوشی اصل من بہن ست و بہن  
 مہر ترارہ نیست در من رہ مجو  
 بر حیم بیدار کردی راست گو  
 نشنود او راست را با صدگاں  
 ہست با ایلہ سخن گفتن جنوں،  
 چوں نہ بینی از خود این تبلیس را  
 داد سوئی راستی می خواندت  
 کرد مت بیدار میداں لے فغاں  
 از پے پیغمبر دولت فہراز  
 میردی از درد دل آہ و فغاں  
 درگذشتے از دو صدر کعت نماز  
 تانوز اندچاں آسے عجیب  
 من عدم کا بر من مکرست و کین  
 گفت اکنون راست گفتی صادق  
 از تو ایس آید تو ایں را لایقی

حکایت کرامت ابراہیم ادم علیہ السلام  
 ہم ز ابراہیم ادم آمد دست  
 کوثر را ہے بر لب بحرے نشست

دلق خود مید وخت آن سلطان چل  
 خیرہ شد در شیخ و اندر دلق او  
 کورہا کرد آنچنان ملک شکر  
 ترک کردہ ملک ہفت اقلیم را  
 شیخ واقف گشت از اندیشہ اش  
 شیخ سوزن زد و در دیبا فکند  
 صد ہزاراں ماسھے اٹلے،  
 سر پہ آوردند از دریائے حق  
 رو بہ و کرد و بگفتش کا ی امیر  
 چوں نفاذ امر شیخ آن میر وید  
 گفت اہ ماہی زیر اں آگہ ست  
 ماہیاں از پیر آگہ ما بعید

سجدہ کرد و رفت گریاں و خراب  
 گشت دیوانہ ز عشق و فتح باب

## حکایت ترک سلطنت ابراہیم اوہم

ہیں بگوا خواں ابراہیم زود،  
 خفتہ بر تختہ نشیند آن نیک نام  
 ترک ملکش را بگو موجب چہ بود،  
 گفت بانود اینچنین نہرہ کرا  
 تقصہ وہاں وہوے شب تمام  
 گفتمے تند بر بام سرا

بانگ زد بر روزنِ قہر و کہکبیت  
 ایں نہ باشد آدمی مانا پرست  
 سرفرو کرد تو سے بواجب  
 ماہی گردیم شب ہر طلب  
 ہیں چہ تی جوئید گفتند اشتران  
 گفت اشتر بام برکہ جست ہاں  
 پس بگفتندش کہ تو بر تخت شاہ  
 چوں ہی جوئی ملاقات ازالہ  
 خود ہماں بد دیگر آں را کس ندید  
 چوں پری اوز آدمی شد ناپدید  
 ملک را بر ہم زن ادم دار زود  
 تا بیابی ہجوا و ملک حلود

### سوال معشوق و جواب عاشق

گفت معشوقے بے عاشق کای فتا  
 تو بغیبت دیدہ بسوس شہر ہا  
 پس کہ امیں شہر زانہا خوشترست  
 گفت آں شہرے کہ در سے دبترست  
 ہر کجا باشد شہ ما را بساط  
 ہست صحرا اگر بو دسم انجھاط  
 با تو دوزخ جنت ست ای جانفزا  
 با تو زنداں گلشن ست ای دلربا  
 ہر کجا تو بامنی من خوش دلم  
 و رہود در قعر گورے من مزلم

### حکایت آن شغال کہ دعویٰ طاؤسی نمود

یک شغالے رفت اندر خم رنگ  
 اندراں خم کرد یک ساعت درنگ  
 پس بر آید پویش زنگیں شدہ  
 کہ منم طاؤس عقیبن شدہ



دید خود را سرخ و سبز و بلور و زرد  
 جملہ گفتند ای شغالِ حالِ حسیّت  
 یک شغالے پیش او شد کایِ قلاں  
 آں شغالے رنگِ رنگ اندرِ نفث  
 بگر آخرد من و در رنگِ من و  
 ای شغالاں ہیں مخواندم شغال  
 جملہ گفتندش چہ خوانیمت ہری  
 پس بگفتندش کہ طاؤساں جاں  
 تو چناں جلوه کنی گفت کہ نے  
 بانگِ طاؤساں کنی گفت کہ لا  
 خلعتِ طاؤس آید ز آسماں  
 ای شغالِ بے جمال و بے ہنر  
 زانکہ طاؤساں کنندش امتحاں

خوار و بے رونق بمانی در ہاں

## حکایت طاؤس و حکیم

پرتخود می کند طاؤس سے بدشت  
 گفت طاؤس اچھیں پرستی،  
 ایں چہ ناشکری و چہ ناپاکی ست  
 یک حکیم رفته بدایتجا بگشت  
 بے دریغ ازینچ چوں برسی  
 تو نمی دانی کہ نقاشت کیست

چوں شنید ایں پند درے بگریت  
چوں زگریہ فانیغ آمد گفت رو  
آں نمی بینی کہ ہر سو صد بلا  
ای بسا صیبا دے رحمت دمام  
چوں نذارم روز ضبط خوشن  
آں بہ آمد کہ شوم زشت و کریم  
بر کتم پر ہائے خود را بید رنگ  
نزد من جاں بہتر از بال پرست  
ایں سلاح عجب من شدا می فتا  
بے جو اے شہ پیمان و گریست  
کہ تو رنگ دیورا ہستی گرد،  
سو بے من آید پئے ایں بالما،  
بر ایں پر ہا ہند ہر سوے دمام  
زین قضا و زین بلا وزین فتن  
تا بوم ایمن دریں کسار و تہ  
تا نیند از دید اہم ہر کلنگ،  
جاں باند باقی و تن اہرست  
عجب آرد مجاں را صد بلا

پس ہنر آمد ہلاک حنام را  
کز پئے دانہ نہ بیند اہم را

## حکایت مرے کہ دعاے رزق حلال می کرد

آں یکے در عہد داؤد نبی،  
ایں دعا می کرد دائم کای خدا  
مدتے بسیارے کرد ایں دعا  
تا کہ شد معروف در شہر و شہیر  
تا کہ ہر دے ناگماں در چاشنگاہ  
ناگماں در خانہ اش گاؤ و دے  
نزد ہر دانا و پیش ہر غبی،  
شر دتے بے رنج روزی کن مرا  
روز تا شب شب بہ شب تا صا  
کو ز انبان تہی جوید نیسیر  
ایں دعا می کرد بازار می و آہ،  
شاخ زو بشکست در بند کلید

گا وگستاخ اندام خانہ بخت  
 پس نگہی گا و پیرہ آنزماں  
 صاحب گاوش بدید و گفت ہیں  
 ہیں چراگشتی بگوگا و مرا تو  
 گفت من روزی زحق میخواستم  
 آن دھائی کہنہ امشد مستجاب  
 اوزخشم آمد گریباننش گرفت  
 می کشیدش تا بداد و دہنی،  
 چوں کہ داؤد بنی آمد برون  
 مدعی گفت ای بنی اللہ داد  
 کشت گاوم را بپیشش کہ چرا  
 گفت داؤدش بگوای بوالکرم،  
 گفت ای داؤد بودم ہفت سال  
 ای، ہی جستم زیر دامن کای خدا  
 بعد ازین چلہ دعاؤ ایں فغاں  
 کشتم ادلتا دہم در شکر آں  
 ایں بگفت و گریہ در شد ہائے ہی  
 گفت ہیں امروز ای خواہان گاو  
 تا بروم من سوی خلوت در نماز  
 مرد بر حیت و قوائماش بست  
 بے توقفت بے تامل بے اماں  
 ای بظلمت گاومن گشتہ چین  
 ایلہ طراز انصاف اندر آ،  
 قبلہ از لایہ می آراستم  
 روزی من بو کشتم یک جواب  
 چند مشتے ز دبر ویش تا شگفت  
 کہ بیا ای طالع کج غبی،  
 گفت ہیں چوشت ایں احوال چوں  
 گاومن در خانہ داؤد افتاد  
 گاومن کشت او بیان ماجرا  
 چوں تلف کردی تو ملک محترم  
 روز و شب اندر دعا اندر سوال  
 روزی خواہم حلال و بے عنا  
 گاواندر خانہ دیدم ناگہاں  
 کہ دعاے من شنید آن غیبی اں  
 تا دل داؤد بیرون شد ز جائے  
 ہلتم وہ ایں دعاوی را دکاو  
 پرسم ایں احوال از دانای راز

سوی محراب و دہائے مستجاب  
 گشت واقف بر ستر اقامت  
 پیش داؤد ہمیں صفت زدند  
 زود زو آن مدعی تشیع زفت  
 این مسلمان راز گاہوت کن بجل  
 از سپے من شرع و خواہی نہاد  
 جملہ مال خویشش اور بخش زود  
 کہ بہ ہر دم می کنی ظلمے مزید  
 ظلمت آمد اندک اندک در ظهور  
 بندگان او شدند افروں گو  
 می دوید از بجل با بلا و پست  
 کز ضمیر کار او عاف فل بدند  
 کاس سر مکتوم او گردد پدید  
 تا ازاں ستر ہا واقف شویم  
 گفت دستش را ز پس بندید سخت  
 تو غلام خواجہ زیں رو گشتہ  
 کردید اداں آشکارا حال او  
 با ہمیں خواجہ جفا بنمودہ است  
 ملک دارش باشد آہنا سیر

در فرو بست و برقت انگہ شتاب  
 حق نمودش انچہ بنمودش تمام  
 روز دیگر جملہ طعناں آمدند  
 ہمچنین این ماجرا با باز رفت  
 گفت داؤدش بخش کن زو بجل  
 گفت داؤد یلا چہ حکم ست چہ داد  
 بعد ازاں داؤد گفتش ای عنود  
 خاک بر سر کرد چاہہ بردرید  
 گفت چوں بخت نہ بدی بخت کور  
 رو کہ فرزندان تو با جفت تو،  
 سنگ بر سینہ ہی زود بادوست  
 خنق ہم اندر ملاست آمدند،  
 گفت ای یاراں زمان آن رسید  
 جملہ بر خیزید تا بیرون رویم  
 چوں بیرون رفتند سو یک دست  
 گفت ای سنگ چہ این را کشتہ  
 خواجہ را کشتی و بردی مال او  
 آن زنت اورا کثیر کبودہ ست  
 ہر چہ زو زائید مادہ یا کہ تر

تو غلامی کسب و کارت ہلکا است  
 کار درازا شتاب کردی زیر خاک  
 نیک سرش با کار در زیر زمین  
 نام این سنگ ہم نوشتہ کار دہر  
 بچہیں گردند و چوں بشکا قند  
 و لولہ در خلق افتاد آن زمان  
 وانگہ سوسہ درخت آورد درو  
 در زمان از شاخ و برگ آن درخت  
 کا کی رسول حق ہی گفتی تو راست  
 جملہ از داؤد گشتہ عذر خواہ ،  
 بعد از ان گفتش بیا ای داد خواہ  
 ہم بدان تیغش بفرمود او قصاص  
 علم حق گرچہ مواسا ہا کند ،  
 کشتہ شد ظالم جہانے زندہ شد  
 نفس خود را کش جہانے زندہ کن  
 مدعی گاؤ نفس تست ہیں ،

شرع جستی شرع بتان و نکوست  
 از خیالے کہ بیدی سہما ک  
 باز کا وید این زمیں را بچہیں  
 گرد با خواجہ چہیں مکر و ضرر ،  
 در زمیں آن کار د با سرایتند  
 ہر یکے زنا رہ سیرید از میاں ،  
 گفت نریں حالت کہ میدانی بگو  
 آمد از صنع خدا آواز سخت  
 صانع عالم بریں گفت گواست  
 زانکہ بدطن گشتہ بودند و تباہ  
 داد خود بستان تو از این وسیا  
 کے کند مکرش ز علم حق خلاص  
 چونکہ از حد بگذر در سوا کند  
 ہر یکے زانما خدا را بندہ شد  
 خواجہ را کشتہ ست اورا بندہ کن  
 خویشتن را خواجہ کر دست ہیں

اُس کشتہ گاؤ عقل تست رو  
 بر کشتہ گاؤ تن منکر مشو

## حکایت منیل و تنور انداختن انس بن مالک رضی اللہ عنہ

از انس فرزند مالک آمدست  
او حکایت کرد کز بعد طعام،  
چو کن واکوده گفت ای خادمہ  
در تنور پرز آتش درنگند  
جمله هماناں در آں حیراں شدند  
بعد یک ساعت بر آورد از تنور  
قوم گفتند ای صحابی عزیز،  
گفت زانکہ مصطفیٰ اہمست وہاں  
ای دل ترسندہ از نار و ہذاک

چوں جادے را چنیں تشریف داد  
جان عاشق را چہا خواہد کشاد

## حکایت زرد و زرد عمر

ہمد عمر آں امیر مومناں  
بانگ زرد آں زرد کے میر دیار  
گفت عمر حاش شد کہ خدا  
بار ہا پوشید پئے اظہار فضل  
داد و زدے را بکلا دو عواں  
اولیں بارست جرم در گذار  
بار اول قہر نار در جہنما  
باز گیر داز پئے اظہار عدل

تا کہ ایں ہر دو صفت ظاہر شود  
آں بشر گردد ایں مندر شود

## حکایت شخصے کہ زبان بہا یک آموخت

گفت موسیٰ رایے مرد جوان،  
گفت موسیٰ در گذر کن زین ہوں  
گرم تر شد مرد زان متعش کہ کرد  
گفت بارے لطف سگ کو بردست  
گفت موسیٰ ہیں تو دانی در رسید  
با داداں آں برلے امتحاں  
خادمہ سفرہ بیفتا نہ وقت او  
در بود آں را خروسے چون گرد  
دانہ نگندم تو دانی خورد و من  
ایں لب نانے کہ قسم ماست آں  
پس خروشش گفت تن زن خم خورد  
اسپ ایں خواجہ سقط خواهد شدن  
اسپ را بفروخت چون بشنید مرد  
گفت سگ را آں خروسے با خبر  
لیک فردا نشترشس گرد سقط

کہ بیا موزم زبان جانوراں،  
کایں خط دارد بے دیش و پس  
گرم تر گرد و ہی از منع مرد  
لطف مرغ خانگی کاہں برست  
لطف ایں ہر دو شود بر تو پدید  
ایستادہ منتظر بر آستان  
پارہ ناسے بیامتا آثار آزاد  
گفت سگ کردی تو بہر مظلوم رو  
عاجزم در دانہ خوردن در وطن  
میربانی ایں قدر را از سگاں  
کہ عوض بدید خدا زین بہر دگر  
روز فردا سیر خورد کم کن حزن  
پیش سگ شد آں خورد سگ کو زرد  
کہ سقط شد اسپ او جائے دگر  
مرسگان را باشد ایں نصرت نقط

زد و اشترا فروشید آن خرص  
 روز ثالث گفت سگ با آن خروس  
 تاسکے گوئی دروغ ای بے فروغ  
 گفت اول بفروخت اشترا شتاب  
 پس شنید و آن غلامش را فروخت  
 روز دیگر آن سگ محروم گفت  
 چند چند اسب دروغ و لکر تو  
 گفت حاشا از من و از جنس من  
 او گر نیا نید مالش را و ایک  
 یک زیان رفع زیانها میشدی  
 بسکه فردا خواهد آمدون یقین  
 گاؤ قربانی و ناں ہائے تنک  
 مرگ اسب و اشترو مرگ غلام  
 گوش بہادہ بر آن مرد خبیث  
 چون شنید اینا رواں شد تیر و گفت  
 روہمی مالید بر خاک از زیم  
 گفت تیرے حببت از شستای سپر  
 یک در خواہم ز نیکو داوری  
 گرد اجابت آن دعا را کردگار  
 رحم فرمودش بجز واقفکار

یافت از غم و از نیاں آندم محبس  
 لے امیر کا ذباں باطل و کوس  
 دوغی ای تاہل دوغی دوغ دوغ  
 یک فردایش غلام آید مصاب  
 رست از خراں و رخ را بر فروخت  
 کای خروس ترا خفا کو طاق و جفت  
 خود نیز و جز دروغ ازو کر تو ،  
 کہ بگردیم ازو روسخے ممتن ،  
 خون خود را رخیخت اندر باب نیک  
 جیم و مال ماست جانہا را فدی  
 گاؤ خواہد کشت و ارث در جنس  
 بر مگان و سا ملان ریزد سبک  
 بد قضا گردان ای مغرور غام  
 می شود او از خروشتش این حدیث  
 برد بر موسے کلیم اللہ رفت  
 کہ مرا فریاد رس زیں ای کلیم  
 نیست سنت کایدا و واپس دگر  
 تاکہ ایماں آں زمان باخود بری



## حکایت آن زن که فرزندش نمی بست

یک زن نے ہر سال زائیدے پس  
یا سہ ماہ یا چار ماہ گشتے تباہ  
نہ ہم بارست و سہ ماہم فرج  
بست فرزندش جنین در گورفت  
تا شبے نبود او را بجنتے ،  
دید بر قصرے بنشہ نام خویش  
بعد از اں گفتہ کاین نعمت و رست  
خدمتے بسیار می بایست کرد  
چون تو کاہل بودی اندر التجا

پیش از شش مہ نبودے عمر در  
نالہ کرد آن زن کہ افعالے آلہ  
نعمت زو تر و از قوس فرج  
آتشے در جان او اوقاد گفت  
با فلکے بہرے خوشے بے زحمتے  
آن خود دانستش آن مجوس کش  
گو سجاں بازی بجر مصادق نکست  
مر ترا تا یہ توری زیری عاشقت خورد  
آن مہیتہا عوض دادت خدا

گفت یارب تا بصد سال فرزوں

آن جہنم دہ بریز از من تو خوں

## حکایت فقیہ با دستار بزرگ

یک فقیہ زندہ با برچیدہ بود  
تا شود ز رفت و نہاید آن عظیم  
رو بسوے ہر سہ کردہ صبح  
در روز ناریک مرد جامہ کن

در عمامہ خویش تن پیچیدہ بود  
چوں در آید سوے محفل و عظیم  
تا بدیں ناموس یا بد او فتوح  
نظر استاودہ بود از بہر بن

در بود او از سرش دستار را      پس دواں شد تائب زدکار را  
 آن نقیض بانگ یزدکای سپر      باز کن دستار را انگہ سپر  
 چونکہ بازش کرد آنکو میگرجیت      صد نہراں زنداندر راہ رنجیت  
 زان عمامہ سخت وزفت و توبہ تو      ماند یک گز کمنہ در دست او،  
 بد زین زو خرقہ را کای بی عیار      زین دقل مارا بر آوردی زکار  
 شرم نامد مر ترا زین زندہا،      در دقل بنگندیم ای پردغا  
 گفت بنمودم دغل لیکن ترا      از نصیحت باز گفتم ماجسرا  
 ہمچنین دنیا اگر چہ خوش شگفت      عیب خود را بانگ زد با جملہ گفت  
 اندرین کون و فساد ای دستار      آں دغل کون و نصیحت اں فساد  
 پس گو دنیا بترویم و نفیت  
 ورنہ عقل من زدامش می شگفت

## قصہ وکیل صدر جہاں

در نگار بوندہ صدر جہاں      مہم شد گشت از صدرش تہاں  
 مدت دہ سال سرگردان بخت      گہ خواساں گہ قمتاں گہ دست  
 از پس دہ سال او از اشتیاق      گشت بے طاقت ز ایام قراق  
 گفت تائب فرقم زین پس نماد      صبر کے ماند خداغت را نشانند  
 گفت ای یاراں رواں گشتم و دا      سوے آں صدے کامیرست و مطاع  
 و ہدم از سوزیریاں مے شوم      ہرچہ بادا بادا آنجا مے روم

مسکن یارست و شہر شاہ من  
 گفت اور انا صحیحے کا ہی ہے خبر  
 چوں بخارا می روی دیوانہ  
 چوں رہیدی و غایت راہ داد  
 گفت ای صاحب خمش کن چند چند  
 تو کس امید از کشتن کہ من  
 گر بریزد خون من آن دست رو  
 رو نہا دآں عاشق خونایہ برتر  
 ہر کہ دیدش در بخارا گفت خیر  
 گفت سن مستقیم آبم کشد  
 رفت آن بیدل سوی صدر جہاں  
 جملہ خلقاں منتظر سرد رہوا  
 آہ سوزانش سوئے گردون شد  
 گفت با خود در سحر کہ کاے احد  
 موج میزد در دلش عفو گنہ  
 چوں بدید او چہرہ صدر جہاں  
 ہیچو چوب خشک افتاد آن تنش  
 شاہ چوں دیدہ مر عفریے او  
 برگرفتش سر نہا و اندر کنار،

پیش عاشق ایں بود حب الوطن  
 طاقت اندیش اگر داری مہر  
 لایق زنجیر و زنداں خانہ  
 سوئے زنداں میروی جنت فنا  
 پند کم وہ زانکہ بس سخت ست پند  
 نشنہ وارم بخون خویشتن  
 پای کو باں جان برافشانم برو  
 دل تہاں سوئے بخارا گرم تیر  
 پیش ازیں پیدا شدن نشیں گریز  
 گر چہ میدا نغم کہ ہم آبم کشد  
 بارخ چوں زعفران شکے رواں  
 کش بسوزد یا بر آید در در  
 در دل صدر جہاں ہر آید  
 حال آن آوارہ ماچوں بود  
 کہ زہر دل بادل آید روز نہ  
 گوئیہا پریدش از تن مرغ جال  
 سرد شد از فرق سر تا ناخنش  
 پس فرود آمد ز کب سوئے او  
 بر رخش میگردانک ز زنتار

می کشید از بے ہوشی اش در بیان  
 بانگ زود در گوش او شده کاسے گدا  
 جان تو کاتدار نشد اقم می پدید  
 بر جہید و بطلبید و شاد شد  
 از دلش چند آن بر آمد لے و بے  
 خیرہ گویاں خیرہ گویاں خیرہ خند  
 اندک اندک از کرم صدر چہاں  
 ز رفتار آورد دست دامن کشا  
 چونکہ ز نمازش رسیدم چون دید  
 در وصال از بندہ بجز آزاد شد  
 حلقہ کرد اہل بخت را گرد اوے  
 مردوزن خورد دو کلاں حیراں شدند

عقل حیراں کہ چہ عشقت و چہ حال  
 یا فراق او محب تر یا وصال

## ختم کردن یا دشاہ بر ندیم و شفاعت کردن عماد الملک

بادشاہ بہ بر ندیمے ختم کرد  
 پہنچ کس را ز ہرے تا دم کند  
 جز عماد الملک نامے از خواص  
 بر جہید و زود در سجده افتاد  
 گفت اگر دوست من بخشیدمش  
 و اں ندیم رستہ از خوف و بلا  
 دوستی بریدہ ز اں مخلص تمام  
 پس ملامت کرد او را نا محھے  
 گفت بہر شاہ میندولست جان  
 خواست تا از بے بر آورد و دود گرد  
 یا شفیع بر شفاعت برستند  
 در شفاعت مصطفیٰ وارث خاص  
 در زمان شہ تیغ قہر از کف نہاد  
 در بلسی کرد من پوشیدمش  
 زین شفیع آرزو دیگر گشت ازولا  
 رو بگردانید ہنگام سلام  
 کہیں جفا چو بی گنی یا شفیع  
 او چو آمد شفیع اتر میاں

فخر آں سر کہ کف شاہش برود    ننگ آں سر کو بغیر سے سر برود  
 من خلیل و قسم و اوجب دلیل  
 من نخواہم در بلا اور دلیل

## حکایت آں عاشقِ خام کہ شبِ وعدہ آمد نفوت

عاشقے یو دست در ایام پیش  
 سالہا و ریند وصل ماہِ خود  
 گفت روزے یار او کا شبِ بیا  
 در فلاں حجرہ نشین تا نیم شب  
 مرد قرباں کرد تا نہا بخش کرد  
 شب در آن حجرہ نشستہ کرم دار  
 منتظر نشستہ خواہش در بود  
 بعد نصف اللیل آمد یار او  
 عاشق خود را فسادہ حققتہ دید  
 گردگان چندش اندر حبیب کرد  
 چون سحر از خواب عاشق بیدید  
 گفت شاہ ماہم صدق و وفات  
 پاسبانِ عهد اندر عهد خویش  
 شاہ مات و مات شاہنشاہ خود  
 کہ بختیم از سپے تو لوبیا  
 تا بیایم نیم شب من بے طلب  
 چون پدید آمد ہمیش از زیر گرد  
 بر امید وعدہ آں یارِ غبار  
 اوفتاد و گشت بے خود آں عنود  
 صادق الوعدانہ آں دلدارِ جو  
 اندکے از آستین او دید  
 کہ تو طفلی گیر این می باز کرد  
 آستین و گرد گاتار ابدید  
 انجہ برامی رود آں ہم راست  
 خواب را بگذارد شب بے پدر

یک شبے در گوئے بخیاباں گذر

## حکایت معلم و شاگردان

کو دوکان بکھتے از اوستاد مشورت کروند و تعویق کار  
 آں یکے زیرک ترین تدبیر کرد اندکے اندر خیال افتد ازین  
 آں سویم و اں پارم و نیم چنین ہر یکے گفتش کہ شاہش اے زکی  
 متفق گشتہ در عسدر و شوق روز گشت و آمدن آں کو دوکان  
 جملہ ایستادند بیرون منتظر او در آمد گفت اوستا را سلام  
 گفت اوستا نیست بجے مرزا نفی کرد اما غبار و ہمہ بد  
 اندر آمد دیگرے گفت این چنین ہم چنین تا وہم او قوت گرفت  
 گشت اوستا سخت ہست از وہم ہم آمد و در را بیتی واکشا و  
 گفت زین خیرست چون زود آمد پنج دیدند از ملال و اجہتاد  
 تا معلم و رفتہ در خطہ رار کہ بگوید اوستا چون تو زرد  
 تو برادر ہم مدد کن این چنینیں در پنے ما غم نہایند و نہیں  
 باو بخت بر عسایت متکی کہ مگرداند سخن را ایک رفیق  
 بر ہمیں شکرت ز خانہ تا دوکان تا در آید اول او یا موص  
 خیر باشد رنگ و رویت زرد نام تو بر و نہیں نگویا وہ ہلا  
 اندکے اندر دلش ناگاہ زد اندکے و اں وہم افزوں شد بدین  
 ماند اندر حال خویش و رنگانست بر جہید و می کشا نہیں او کہیم  
 کو دوکان اندر پنے آل اوستاد کہ بہا و اوقات نیکت را بید

گفت کورے رنگ حال من میں  
گفت زن لے خوابہ عینے نسبت  
گفت لے زن تو ہنوزی در بجاج  
جامہ خواب مرا رو گسراں  
جامہ خواب انگند استاد قناد  
کو دکاں آنجا نشند و نہاں  
کیں ہمہ کردیم باز ندانی ایم  
ہیں و گردنیشہ باید نمود  
گفت آں زیرک کہ شے قوم پسند  
چوں ہی خوانند گفت لے کو دکاں  
گفت استاد راست می گوید رویہ  
سجدہ کردند و بگفتہ امے کریم  
بس بروں جستند سوئے خانہا  
ہیں برو کو تاہ کن لے قیل و قال

از غم بیگماں گماں اندر حسیں  
وہم وطن لاش بی معنی منت  
می دہنی این تغیر وارہ تجاج  
تا بچیم کہ سر من شد گراں  
آہ آہ و نالہ از دی می برادر  
درس می خوانند با صد لندہا  
بدیناے بود و ما بدیناے ایم  
تا ازین محنت فرح یا ہم زود  
درس خواندش با و از بلند  
بانگ ما استاد را دار و زباں  
دو سرا فروں شدم بیرون شوہ  
دور یا و از تو رنجوری و بیم  
ہمچو مرغاں در ہوا سے دانہا  
وہم انگند استاد را ورو بال

عقل جزوی آتش و ہم است وطن  
ز آنکہ در ظلمات شد اورا وطن

## حکایت مجنون و ناقہ او

بود مجنون در تنایع با شتر  
کہ شتر چرید و گم مجنون حر

میل مجنوں پیش آں لیسے ارواں  
 یک دم از مجنوں ز خود غافل بدے  
 عشق سودا چو تکه پر پوش بدن  
 آں کہ او باشد مراقب عقل بود  
 لیکن ناقہ پس مراقب بود و حسرت  
 فہم کردے زو کہ غافل گشت تنگ  
 چوں یخود باز آمدے دیدے زجا  
 دوسہ روزہ رہ بدیں احوالہا  
 گفت لے ناقہ چو ہر دو عاشقین  
 نیست بروفق من مروت و سار  
 این دو ہمرہ یک گراہ زدن  
 جاں نہ بھر عرش اندر ناقہ  
 جاں کشاید سوئے بالا بالہا  
 تا تو باشی بامن لے مردہ وطن  
 روزگارم رفت زین گوں حالہا  
 راہ نزدیک و بماندہ سخت ویر  
 سرنگوں خود را زانہ زنگست  
 آنچنان افگندہ خود را سخت و زید  
 چوں بچار افگندہ و را سوئے تبت

میل ناقہ پس پے کرہ شش رواں  
 ناقہ گردیدے و واپس تر شدے  
 می بنووش چہ راہ اندے خود زندان  
 عقل را سودا لے لیسے در بود  
 چوں بدیدے او ہما ز بخت سست  
 رو پس کردی بکرہ بید رنگ  
 کو پس رفت ست بس فرسنگہا  
 ماند مجنوں در تہ و ساسا  
 ماد و شد بس ہمرہ نالا یقیم  
 کرد یا یاد از فراق تاختیار  
 گرہ آں جاں کو فرو ناید زن  
 تن ز عشق خارین چوں ناقہ  
 در زندہ تن در زمین پیکالہا  
 بس زبلی دور ماند حسان من  
 ہچو تہ و قوم موئے سالہا  
 گیشتم زین مواری سحر سیر  
 غمزدہ سو ز بیم ظلم ناچست ہر جا  
 کہ غمزدہ گشت بدست آں جا  
 ز زبانی نہ بدست آں جا



پائے را بر لبست گفت آگوشوم      در خیم چو گمانش غلطاں می روم  
عشق مولیٰ کے کم از لیلے بود      گوئے گشتن بہر او اوسنے بود  
گوئے شوقی گرد بر پہلوئے صدق      غلط غلطاں در خیم چو گمانش

کیں سفر زیں بس بود جذبہ خدا  
واں سفر بہ ناکہ باشد سیرا

## حکایت لیلیٰ و خلیفہ بغداد

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاے توئی      کہ تو مجنوں شد پریشان و غوی  
از دیگر خواباں تو افروزیستی      گفت خامش چو تو مجنوں نیستی  
دیدہ مجنوں اگر بودے ترا      ہر دو عالم بے خطر بودے ترا

با خودی تو لیک مجنوں بخودست  
در طریق عشق بیداری بدست

## قصہ گس و کیشیل خام

یک گس بر برگ کاہ و بول خس      بچوں کشتیاں ہی افراخت سر  
گفت من دریا کشتی خواندہ ام      مدے دے فکر آں می ماندہ ام  
اینک ایس دریا دایس کشتی من      مرد کشتیاں د اہل درائے زن  
بر سر دریا ہی راندا و مسد      می نموش آں قد بیرون  
بود بجید آں چہی نسبت بدو      آں نظر کو بنید آنرا راست کو

ہالمش خنداں بودکش بکشست چشم خندیں بھرہم خندیش مست  
صاحبِ تاویل باطل چون تگس و ہم ادبول خسہ و قصہ ویرخس  
گر تگس تاویل بگزارد زرائے  
آں گس را بخت گرداند ہائے

## حکایت مرغ گرفتار

آں یکے مرغ گرفت از کردام  
تو یکے مرغ ضعیف ہجھو من  
تو بے گداواں و میثاں خودہ  
خود گشتی سیر زانہا در زمین  
ہل مرا تا کہ سہ پندت بردہم  
اول آں پند ہم بردست تو  
بر سر دیوارہ بدہم ثانیس  
واں سوم پندت و ہمین بردشت  
انچہ بردست ست آں ست این تن  
برکش چون گفت اول پند رفت  
گفت دیگر بر گزشتہ غم مخور  
بعدا زان گفتس کہ وہیم کتیم  
فوت کردی و کہ روزیت نبود

مرغ اورا گفت اے خواہ ہام  
صید کردہ خود و دیگرے نیک فلن  
تو شتر بسیار تہاں کردہ  
ہم نگر دی سیر زانہا در زمین  
تا بدانی زیر کم یا اہلسم  
پدہمت اے جان و دل ہرست تو  
تا شوی زان پندشا و خوب خوش  
کہ ازیں سہ پند گردی نیک بخت  
کہ محائے را دھن باور کن  
گشت آزاد و ہراں دیوار رفت  
چون نہ تو گذشت زان حسرت مبر  
وہ درم شگت یک و تہیم  
کہ نہا شد مثل آں در در وجود

آں چنانکہ وقت زادن حاصلہ  
گشت غمناک و ہمی گفت آہ آہ  
مرغ گفتش فی نفیوت کردست  
چوں گزشت و رفت چوں غم مخوری  
واں دوم پندت بگفتم کز ضلال  
من نیم خود سرورم سنگ لے آید  
خواہ باز آمد بخود گفت کہ ہیں  
گفت آری خوش عمل کردی بدان  
این گفت و بر پرید و باز رفت

پند گفتن بایہول خساناک

تخم انگندن بود در شوره خاک

## حکایت صیاد و سہ ماہی عاقل و نیم عاقل و ابلہ

قصہ آں آب گیرست اے عنود  
چند صیادے سوئے آں آب گیر  
بس شتابیدند تا دام آدرند  
آں کہ عاقل بود عنود راہ کرد  
سینہ را پاکر و می رفت آں حدود  
رنج را بسیار وید و عاقبت

کندر و سہ ماہی اشگر فرب بود  
یرگزشتند و بدیدند آں ضمیر  
ماہیاں واقف شدند و ہوشمند  
عزم را و مشکل ناخواہ کرد  
از تمام باخبر تا بحسہ نور  
رفت آخر سوئے امن و عافیت

پس بویا و آں میا وردند دام  
گفت ده من قوت گردم وقت را  
ایں زمان سو دے نداد و حسرت  
برگزشته حسرت آوردن خطاست  
لیک زان نذر شیم و بر خود زخم  
مرده گردم خویش بپارم بآپ  
ہیچناں مرد و شکم بالا ننگند  
ہر یکے زان قاصد آں بس غصہ خورد  
پس گرفتش یک صیاد او رجبند  
غلط غلطان رفت پنهان اندر آب  
دام افگندند و اندر دام ماند  
او ہی جو شید از قف سیر  
او ہی گفت از شکنجہ بر ملا  
ہیچنیں می کرد با خود نذر ہا  
دامن عاقل بگیرم ز قف شب  
ایں نہامت از نتیجہ رنج بود  
چوں کہ شد رنج آں نہامت شد  
ایں نہم از طلعت غم بہت بار  
می کند او قویہ و پیر خرد

نیم عاقل را از آن شد تلخ کام  
چوں نگشتم ہم سہ آں رہ نما  
چوں کنم برون قوت گشت آں صدم  
باز ناید رقتہ یاد آں بہا بہت  
خوشتین را این زبان مرده نکشم  
مرگ پیش از مرگ نیست و غایب  
آب کہ می برد و پشتش کہ لیند  
کہ در یفا ما پیچہ بہت تر مید  
بر سرش تفت کرد و بر خاکش فکند  
ماند آں حق چہ کرد و شطراب  
احق اورا در آں آتش نشاند  
عقل می گفتش الم یا تاکستند  
ہیچو جان کا فہراں قالو ابلی  
کہ چنین و طے اگر یایم رہا  
تا نیستم چنین رنج و قویہ  
فے ز عقل روشن چوں غنچہ  
می نیرزد خاک آں قویہ نہام  
بس کلام اہلیل بخودہ النہار  
بانگ لور و والعا و امی نہ

## حکایت شاهرزادہ مسحور

پادشاہ ہے داشت یک زیبا پسر  
 بس عروس خواست آن شہ بہر او  
 شاہ جون باز اہدے خویشی نگذید  
 مادر شہزادہ گفت از نقص عقل  
 تو ز شیخ و بخیل خواہی و زود ہا  
 گفت رو بہر کو غم دیں بر گنہ یار  
 غالب آمد شاہ ببتہ و خترے  
 در ملاحت خود نظیرے خود داشت  
 از قصاکم پیرک جہاد و کہ بود  
 جہاد وئی کہ دشمن محمد ز کابلی  
 شہ پیم شد عاشق کم پیر زشت  
 تا بیا لے بود شہزادہ امیر  
 شاہ بس بیچارہ شد و بر دومات  
 سجدہ می کرد او کہ فرمانت رواست  
 تا زیارب یارب و افغان شاہ  
 گفت شاہش کیں پیر از دست رفت  
 سوئے گو رستان بدوئے نیکو امید

باطن و ظاہر مفرقین از ہنسہ  
 تا بیا ندرین ترویح نسل نہو  
 این خبر در گوش خاتوناں رسید  
 شرط کفویت بود عقل و نقل  
 تا بہ بندی پور مارا بر گدا  
 باقی غمہا خدا از دے برید  
 از نژاد صالحے خوش جوہرے  
 چہرہ اش تاباں تر از خورشید چا  
 عاشق شہزادہ با حسن وجود  
 کہ بر دناں رشک محمد بابلی  
 تا عروس و آن عروس را بہشت  
 بوسہ جانیش نقل کفش گشت بہر  
 روز و شب می کرد قربان و کاف  
 غیر حق بر ملک حق قرباں گشت  
 ساحرے استاد پیش آمد براہ  
 گفت اینک آدم در مان زنت  
 پہلوی دیوار میں نو بر سپید

سوئے قبلہ یاز کا و آں گور را  
سوئے گورستان ریفت آں شاہ زو  
جادوئہا وید نہاں اندرد  
آں گہ ہائے گراں را بر کشا و  
آں پسر با خویش آمدند و آں  
شاہزادہ در تعجب ماندہ بود  
نوعر و ستہ دید همچو ماہ و حسن  
گشت ہیوش و پرواندر قناد  
از گلاب و از علاج آمد بخود  
اے پیراوراں کہ شہزادہ توئی  
کابی ساحرہ دنیا ست کو  
چوں در اکلندت دریل لودہ زو

تا بہ بینی قدرت دھن خد  
گور را آں شاہ آں دم بر کشو  
صد گہہ بر بستہ بر یک تا رہو  
پس ز محنت پور شہ را راہ داد  
سوئے تخت شاہ یا صدامتھاں  
کنز من اوقل و نظر را چوں رید  
کوہی زد بر لیحاں راہ حسن  
تا سہ روز از صدر او گم شد قواد  
اندک اندک فہم گشتش نیک بید  
بہ راہ راست آمادہ توئی  
بس مرا دارد اسیر زنگ و بو  
دم بدم می خواں دے دم قل اعوذ

تا رہی زیں جادوئی و زین تلق  
استغانت خواہ از رب الفضل

## حکایت کا فرمان

کافراں مہمان پیغمبر شدند  
رو بیا راں کہ و آں سلطان اد  
گفت لے یا راں من قیمت گنید

وقت شام ایشان مسجد آمدند  
بستگیر جلد شاہان و عباد  
کہ شما پراز من و غوسے من اید

ہر یکے یارے کیے مہاں گزید  
 جسم ضخی داشت کس اورا نبرد  
 منصفی ہر دوش چو اماند از ہمہ  
 نان و آتش و شیر آن ہر ہفت بزر  
 وقت ختن رفت در حجرہ نشست  
 گہ را از نیم شب تا صبح دم  
 از فراسخ خویش سوے درشتافت  
 جیلہ کرد و خواب اندر خنزد  
 زانکہ دیرانہ بداند رخا طرش  
 خویش در ویرانہ خالی چو دید  
 گشت بیدار و دید آن جامہ خواب  
 منتظر کہ گئے شود این شب لیسر  
 قہم لب یارست کوتہ می کنم  
 چون کہ کافر باب را بختادہ دید  
 جامہ خواب پر حدث را یک فضول  
 کا پینین کرد دست ہمانت بہ بی  
 کہ بیا در مظرہ این جایہ پیش  
 کافر ک را پہلے بد یادگار  
 گفت آن حجرہ کہ شب جا داشتہ

در میان یک بود شکم زفت غنید  
 ماند و مسجد چو اندر جام درو  
 ہفت بزر بد شیردہ اندر زمرہ  
 خورد آن بو قحط عوج ابن غر  
 پس کثیر کہ از غضب دراپست  
 پس تقاضا آمد و درو شکم  
 دست برد و چون نداد و بستہ یافت  
 خویش را در خواب و در ویرانہ دید  
 شد خواب اندر ہم آنجا منتظرش  
 او چنان مخرج ہسم دروم برید  
 پر حدث دیوانہ شد از اضطراب  
 تا بر آید از کشودن بانگ در  
 باز شد آن در رہیہ از دروغم  
 نرم ترک از گین بیرون دید  
 قاصدا آورد و نزدیک رسول  
 خندہ زد رحمۃ للعالمین  
 تا بگویم جملہ را یاد دست خویش  
 پاوہ دید آن را و گشت او بقر  
 ہیکل آن جایہ خبر بگذاشتم

از پی ہیکل شباب اندر دوید  
 کاں پیدائند آں حدت را ہم بخود  
 ہیکلش از یاد رفت و شد پدید  
 ساکنش کرد و لیے بنواختش  
 ای سخن پایاں نذار و مصطفیٰ  
 گشت مومن گفت اورا مصطفیٰ  
 گشت همان رسول آں شب عرب  
 کردا کاخش بخور شیر و رفاق  
 در عجب ماندند جملہ اہل بیت  
 عرض دہم و کاسری سر نہ پرشد  
 از دہا از قوت مورے سیر شد

## حکایت صوفی بزدل

رفت یک صوفی بلشکر و غنا  
 ماند صوفی با تہ خیمہ و ضعف  
 جنگھا کردہ منطفہ آمدند  
 ار مغاں داوند کاسے صوفی تویر  
 پس گفتندش کہ خشیعی چہرا  
 پس گفتندش کہ آوردیم اسیر  
 ناگہاں آمد ہیا ہوسے و غنا  
 فارساں را نند تا صفت مصفا  
 باز گشت با غنا ایم سودمند  
 او بیرون نداشت نہ تیج چہینہ  
 گفت من محروم ماندہم از غنا  
 آں یکے را بگرشتن تو کہیب



سر پریش تا تو ہم غازی ثوی  
 برد آں صوفی اسیر بستہ را  
 ماند آں جادیر صوفی با اسیر  
 و ستا بستہ ہی خائبہ داد  
 نیم گشتش کردہ از دنداں اسیر  
 غازیان کشتہ کافر را بہ تیغ  
 بر نچ صوفی ز دنداں آب و گلاب  
 چوں بپوش آمد بید آں قوم را  
 گفت چوں قصد پریش کردم چشم  
 چشم را و اکوہن او سوئے من  
 گردوش چشمش مرا لشکر نمود  
 قصہ کوہ کن کہ ان چشم این چنین  
 قوم گفتندش بہ پیکار تبسم  
 گرد مبطخ گرد اندر خانقاہ  
 چوں ز چشم آں اسیر بستہ دست  
 پس میان حسلہ شیران نہ  
 کے توانی کردہ در خون آشنا  
 این چنین ہوئے کہ از موئے پرید  
 چالش ست این خمر خوردن نیست این

اند کے خوش گشت صوفی ز اں قوی  
 در پس خرگاہ تا آرد و عشا  
 قوم گفتند کہ عجب چوں شد فقیر  
 از سر استیرہ صوفی را اگلہ  
 ریش او پر خون ز حلق آن فقیر  
 اندر اں ساعت حمیت بیدار تیغ  
 تا بہ ہوش آمد ز بہوشی و خواب  
 پس بر سپید نہ چوں بد ماجرا  
 طرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم  
 چشم گردانید شد ہوشم ز تن  
 من نیارم گفت چوں پربول بود  
 رقم از خود او فتادم بر زین  
 با چنین زہرہ کہ تو داری مگر  
 تا دگر رسوا نگردی در سپاہ  
 غرقہ گشتی کشتی تو در شکست  
 کہ بود یا تیغ شاں چوں گوی ہر  
 چوں نہ با جھنگ مرداں آشنا  
 اندر اں صفیحہ چوں خواہ کشید  
 تا کہ بر تابی بخوردن آستین

کار ہر نازک و بے بند قاتل  
کہ گریز و از خیالے چوں خیال

## حکایت حضرت بلال رضی اللہ عنہ

تن فدائے غاری کہ دآں بلال  
می نہ داند آفتابش او بخار  
تا کہ صدیق آں طرف بر می گذشت  
چشم او پیر آب شد دل پر عسا  
بعد از آں خلوت بیدش پند داد  
عالم المروت پنهان دار کام  
روز دیگر از بیکه صدیق گفت  
یا ز احد بشنید و ضرب زخم خمار  
باز نیدش داد باز او توبہ کرد  
تن بہ پیش زخم غار آں جہود  
چونکہ صدیق از بلال دم دوست  
بعد از آں صدیق پیش مصطفیٰ  
مصطفیٰ فرمود کا گول چارہ صیت  
مصطفیٰ انگشتش کہ اے اقبال جو  
گفت صد خدمت کم رفت آن ہاں

نواجہ اش می زد برائے گوشال  
او احد می گفت بسرا افتخار  
آں احد گفتن بگوشتش ادب رفت  
زال احد می یانت بوئے آشنا  
کہ یہود اں خفیہ می دارد اعتقاد  
گفت کہ دم تو بہ پشت اے ہام  
آں طرف از بر کاسے می بر رفت  
بر فروزید از دوشش شور و شرار  
عشق آمد توبہ ادر انجور و  
جان دوست و خراب آں و دود  
این شنید از توبہ او دست شست  
گفت حال آں بلال با وفا  
گفت این بندہ مرا و ہشت ریت  
در خمیدیں می شوم ابنانہ تو  
سوسے خانہ آں جہود سیہ اماں

کایں ولی اللہ را چوں می زنی  
 گفت رحمت گریسمی آید بر و  
 گفت صد رحمت کنم پانصد سجده و  
 تن سپید و دل سیاهستش بگیر  
 بس فرستاد و بسا ورد آں همام  
 آں چناں که ماند حیراں آں محمود  
 بیع کرد و داد بستند بے غرض  
 متفقہ چو گشت بیع اندر میاں  
 فتنہ زد آں بہود سنگ دل  
 گفت صدیقش کہ این خندہ چه بود  
 گفت نزد من نیز زونیم دانگ  
 بس جویش داد صدیق بے غنی  
 کو نیز و من ہی ارزد و و کون  
 ز بر خست او سیہ تاب آمدہ  
 گھر کیسے کہ دہ در بیع بیش  
 در کیس انسر و دہ من را ہتمام  
 بعد ازاں گرفت او دست بلال  
 آور پیشش تا نیز د آں رسول  
 مصطفی اشش در کتا بہ خود کشید

این چه عقد است ای عدوے رونی  
 ز بدہ بشناس اے اکرام نو  
 بندہ دارم بخود لیسکن یہود  
 و رخصت دہ تن سیاہ و دل نہیر  
 بود احن سخت زیبا آں غلام  
 آں دل چوں سنگش از جافست نود  
 داد گوہر سنگ بستند رخص  
 یافت ایجاب و قبول ہر دو آں  
 از سرافشوس طنہ خوش و غل  
 در جواب پیش او فتنہ فرود  
 تو گراں کردی بمایش را بیا ناگ  
 گوہرے دادی بہ جوئے چوں صبی  
 من بہ جانش خاطرستم تو بلون  
 از برائے رشک این احمق کہہ  
 داوے من جیلہ مال ملک خوش  
 وامن زہر کردی از غیر وام  
 او زخم خرس محنت چوں خلال  
 کہ بجاں او کردہ بدخش قبل  
 کس چه دانند لذتے کو را چشید

چوں بود مے که بر اکسیر زد  
مغسے بے گنج بر توفیر زد

## حکایت ترک گول دزدی

در سمری خواند دزدی نامه  
اندر آن هنگامه ترسکے از خطا  
گفت آن قصاص و رشید شما  
گفت خیالیت نامش پوشش  
گفت من ضامن که با صراط  
پس بگفتندش که از تو چیست تر  
گرم تر شد ترک بست آنجا گرد  
مطمئنش گرم تر کردند زود  
که گرد این مرکب تازی من  
با ما داں اطلبے زود در غسل  
بس سلامش کردیم و اوستاد  
چون شنید از وے قولے بلبلے  
که سیر این راقیائے روز جنگ  
پس به پیو و دیدار وے کار  
آن حکایتهاے میران دگر

گرد او جمع آمده هنگامه  
سخت طیره شد ز کشف آن غطا  
کیست او ستار دزدین کرد و عا  
اندرین حسپی و دزدی خلق کش  
اونیلادو بردیشتم رشته تاب  
مات دی غشتند تو در مے مهر  
که نیار و برد نه کمنه نه تو  
او گرد بست و دهاں را بر کشود  
بدیم از دزد و قماشیم را بغن  
شد بیازار و دکان آن غسل  
جست از جالب به پرش بر کشاد  
پیش انگند اطلبس اسطبلے  
زیر دامن واسع و بالاش تنگ  
بعد از آن بچند لب را در رفتار  
و ذکر هائے عطاے آل نفر

دوزخ بیلان و زنجیراتِ شان  
 بچوں آتش کرد مقر اے بروں  
 چون کو خندیدین گرفت از دستان  
 بازہ دزدید و کردش زیر راں  
 ترک را از لذتِ افسانہ اش  
 لا بہ کردش ترک گز بہر خدا  
 گفت لا یخ خندہ انگیز آن دعا  
 بازہ اٹلس سبک بر نیقہ زد  
 ہمیں بارہویم ترک خطا  
 گفت در زنی ترک ازین در گزر  
 بس قہایت تمک آید باز پس  
 چوں کہ ہناداں قیاد زنی ز دست  
 مخلص شینو توئی آن ترک گول  
 اٹلس عمر و مضاحک شہوت  
 اٹلس گز بہر تقویٰ و صلاح  
 اسب ایماست و شیطان در کیں  
 اٹلس مسرت بمقراض شہور  
 از برائے خندہ ہم دادا و نشان  
 می برید و لب برا فسانہ و فسون  
 چشم تنگش گشت بستہ آن ماں  
 غیر حق از جملہ احیائیاں  
 رفت از دل دعویٰ بے نشانہ اش  
 لاغ می گو کہ مرا شد مقتدا  
 کہ فتاد از حقہ او بر قفا  
 ترک غافل خوش مضاحک می زد  
 گفت لاغے گوے از بہر خدا  
 دایے بر تو گر کم لاغے دگر  
 این کند با خوشین خود بیج کس  
 اسب را بر بادا و آن ترک مست  
 عالم عسار خیا ط جو غول  
 روز و شب مقراض و خندہ غفلت  
 دوخت باید خرچ کردی در مزاج  
 با خود آفسانہ را بگذارہ ہیں  
 برد پارہ پارہ خیاط غرور

می در دمی دزد و این در زنی عام  
 جامہ صبر سالکان و طفلِ خام

## حکایت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ

رفت درویشی نہ شہر طالقان  
کو ہما پیرید و او دیوار از  
چوں بمقصد آمد از درہ آں جوان  
چوں بصد حرمت نہ در حلقہ درش  
کہ چہ می خواہی گواہی فدای کوم  
خندہ زد زدن کہ نہ نہ درش ہیں  
خود تر کار سے بنود آں جایگاه  
گفت نافر جام و فحش و دمدہ  
بانگ زد و بدے جوان و گفت پس  
ترہات چوں تو ایلیے مرا  
من بیاوے نامدم بچو حساب  
گر نہ بودے نسبت تو نہیں مرا  
لیک با خانہ شہنشاہ ز من  
بعد از اں بریاں شد اواد ہر کسے  
پس کسے گفتش کہ آں قطب دیا  
آں مرید ذوالفقار اندیش گفت  
دنیوی آورد پیش ہوش مرد

برصیت بو الحسن تا خارقان  
بہر دید شیخ با صدق و مہیا  
خانہ آں شاہ راجست او نشان  
دن بردن کرد از در خانہ سرش  
گفت بر قصد تیار ت آمدم  
این سفر گیری دایر تشویش ہیں  
کہ یہ بیہودہ کنی این عسدم راہ  
من نتانم باز گفتن آں مہمہ  
روز در وشن از کجا آمد حس  
کے بگرہ داند نہ خاک این سرا  
تا بگرہ دی باز گردم زیں بناب  
پارہ پارہ کہ دے این دم ترا  
این چنین گستاخی ناید ز من  
شیخ راجی جت او ہر سو بے  
رفت تا ہنرم کشد از کوہ ہار  
در ہوا کے شیخ سوئے بیشہ رفت  
و سوئے تا خفیہ کوہ دمس نہ گرد

کیں جنیں زن را چہ این شیخ دیں  
 اندرین برداو کہ شیخ نام دار  
 شیر قراں بہریش و امی کشید  
 دیشل زد و رنجید آں خدیو  
 گر نہ مبرم می کشیدے بار زن  
 من نیم در امر قراں نیم خام  
 بار آں ابلہ کشم و صد چواو  
 چونکہ باشم در خلدایق لے خول  
 دار و اندر خانہ یار و ہم نشین  
 زود پیش افتاد بر شیرے سواد  
 بر سر بہریم نشستہ آں سعید  
 گفت آں رامشوی مفتون دیو  
 کے کشیدے شیر نہ بیگار من  
 تا بنیشم من از تشنوع عام  
 نے ز عشق زنگ نے نہ سوئے  
 عجب در من آید از تعلیم شاں

پس علاج عجب این زن می کند  
 عجب و کبر از نفس بیرون می رود

## حکایت پادشاہ و دزدان

یک شبے می گشت شہ محمود فرد  
 پس گفتندش کہ اسے بوالوش  
 کہ بدنام ساگ چہ می گوید یہ بانگ  
 آں یکے گفت لے گم وہ زہر پست  
 ہرگز شب بہتیم اندر قیسرواں  
 گفت یک خاصیتم در بازوست  
 با گمہ قوم دزدان یا نہ خرد  
 گفت شہ من ہم سیکے ام از شما  
 بہت خاصیت مرا اندر دگوش  
 قوم گفتندش ز دنیا سے دو دگ  
 جملہ خاصیت مرا چشم اندر دست  
 روز نشناسم من او را بے گماں  
 کہ ز تم من نقبہا یا زور دست

گفت یک خاصیت در منی است  
که کد امین خاک همسایه ز رست  
گفت این یک خاصیت در پنجه ام  
پس بر سیدند زان شه کاسه سند  
گفت در ریشم بود خاصیت  
مجرمان را چون بجلادان دهند  
قوم گفتندش که قطب ما توفی  
بعد از ان جمله بسم بیرون شد  
چون سگے بانگے پرواز سوخت  
خاک بود کد آن و گرانده بود  
جائے دیگر خاک را چون بوی کد  
بس کنند انداخت او ستاد کنند  
نقب زن زو نقب در مخزن کد  
پس ز سوئے نقب گوهرائے زفت  
شه معین دیدن ز لگا شاه شاه  
خویش را و زید زایشان بازگشت  
پس بفرمود او بسر منگان مست  
دست لیست بجانب دیوان شدند  
چون که استاد پیش تخت شاه

کادمن در خاکها بوسینی است  
یکد امین خاک صفروا ترست  
که گندے انگنم طول علم  
مر ترا خاصیت اندر چه بود  
که دها نم مجرمان را از تقسیم  
چون بچید ریش من ایشان رهند  
که خلاص روز محتما شوی  
سوئے قصر آن شه میوں شدند  
گفت می گوید که سلطان باشا  
گفت این هست از وفاق بیوه  
گفت خاک مخزن شاهیت فرد  
تا شدند آن سوئے دیوار بلند  
هریک از مخزن اسبابے کشید  
قوم بردند و نهان کردند تفت  
حلیه و نام و پناه راه شاه  
روز در دیوان بخت آن سرگزشت  
رفت هر سر منگ زوئے راهیست  
در نهیب جان خود و زان شدند  
یار شهباشا بود آن شه همچو ماه



آں کہ شب بر ہر کہ چشم انداختے      روز ویدے پیشکش لشناختے  
 رویشاہ آورد چوں نشنہ بایر      آنکہ یو د اندر شب قداں چو بدر  
 گفت ما گشتیم چوں بایند طیں      آفتاب یجاں توئی در یوم وین  
 وقت آں شدائے شہ نکوتم پیر      کہ کرم ریشے بھینانی بسیر  
 شاہ را شرم از فے آمد روزیار      زان کہ شب بر روے شہ بودن مطہار  
 ہر یکے خاصیتے خود و ر نمود      آں ہنر ا حیلہ بد بختی فرود  
 جز ہاں خاصیتے آں خوش حواس      کہ لشب بد چشم او سلطان شناس

چشم عارف داں امان ہر دو کون

کو بد و یا بید ہر ہر سام عون

## دزد ویدن مار گیر مارے را از مار گیر دیگر

دزد کے از مار گیرے مارے پرو      زابلہی آں را غنیت می شمرد  
 وارہید آں مار گیر از رخم مار      مار کشت آں دزد را بس از مار  
 مار گیرش دید پس بشناختش      گفت از جاں یار من پر دشتش  
 در دعای خواستے جانم ازو      کش بیایم مارے ستانم ازو  
 شکریہ حق را کاں دعا مردود شد      من تریاں پنداشتم آں سود شد  
 بس دعا ہا کاں تریاںست ہلاک      از کرم می نشنود نیر دان پاک  
 مصلحت رست و مصلحت را داند او      کاں دعا را با زحی گرداند او  
 واں دعا گویندہ شاکمی می شود      می بر وطن بد و آں بہ بود

می نداند کو بلائے خویش خواست  
وز کرم حق آن بد و نادر در دست

### حکایت پیر و مرید

خانه نو ساخت رونے نو مرید      پیر آمد حسنه اورا بد بد  
گفت شیخ آن نو مرید خوش را      امتحان کرد آن بخواندیش را  
روزن از بهر چه کردی لے رفیق      گفت تا نور اندر آید از طریق  
گفت آن فرصت این باید نیاز      تا ازین ره بشنوی بانگ ستائند

نور خود اندر طبع می آید

نیست آن را کن که آن می بایست

### منارعت چهار کس برائے انگور

چار کس را داد مرے یک دم      ہر یکے از شرے افتاد وہ ہم  
فارسی و ترک و رومی و عرب      جگر باہم و نزاع و غضب  
فارسی گفتا ازین چوں دارم      ہم بیا کایں را با نگوری و ہم  
آن عرب گفتا معافا شد لا      من عنب خواہم نہ انگور اے دعا  
آن یکے کو ترک بد گفت اے کو زم      من نمی خواہم عنب خواہم او زم  
آن کہ رومی بود گفت این قیل را      ترک کن خواہم من استاقیل را  
در نزاع مشت بر ہم می روند      کہ زہتر نامسا غافل بد بند

صاحب سرے غزنیے مدزبان      گمردے آں جابداتے علی شان  
 یک درم تاں می شود چار المراد  
 چار دشمن می شود یک اتحاد

## حکایت محمود و ایاز

گفت روزے شاه محمود غنی  
 یک صیاعے جانب دیوان شتافت  
 گوهرے بیرون کشید او مستیر  
 گفت چونست و چه ارزوای گسہ  
 گفت بشکن گفت چونش شکم  
 گفت شاباش و بدادش خلعتے  
 بعد ازاں داوش بدست حاجے  
 گفت ارزوای بہ نیمہ ملک  
 گفت بشکن گفت لے خورشید تیغ  
 دست کے چنید مراد کر او  
 شاه خلعت و اودارارش قزو  
 این چنین گفتند پنج شخصت امیر  
 شاه چون کرد امتحان جسم لگان  
 آخرین بہادور کھنڈ ایاز

آں شہ غزنی و سلطان سنی  
 جملہ ارکان را در اں دیوان بیت  
 پس نہاوش زود در کھنڈ وزیر  
 گفت بیش از دو دو صد خوار ز ر  
 نیک خواہ مخزن و مالیت نسیم  
 گوہر از دے بستد آں شاه فتح  
 کہ چہ ارزوای بہ پیش طالبے  
 حافظش بادا خدا از ملک  
 بس دریغ ست این شکستن را دریغ  
 کے ختمینہ شاه را یا شہم عدو  
 پس زبان در مدح عقل او کشود  
 جہاں یک یک ہم بتقنید وزیر  
 مال و خلعت بر دہر یک بیکار  
 گفت او را کاسے حریف دیدہ با

یکا یک دیدند ای گوہر تو ہم  
 اے ایاز اکنون بگونی گین گھر  
 گفت بالا زانچہ تا تم گفت من  
 ز امتحان شاہ بود آگہ ایاز  
 خلعت و اودار از رایش نبرد  
 چون شکست آں گوہر خالص کنز  
 کنیں چہ بیہ باکت و اللہ کافرت  
 گفت ایاز لے مہر ان نامور  
 اے نظر تاں بر گھر بر شاہ نے  
 من نہ شہ بری بنگو دایم بھسہ  
 گوہر ایشاہ بود لے ناکساں  
 چوں ایاز ایں را از بر صحر افگند  
 جیلہ ارکاں خوار گشتند و نثرند  
 در شعا عش در رنگہ اے محترم  
 چند می ار نہ و بدیں تاب و ہنر  
 گفت اکنون ز دو خورش در کین  
 دز فریبہ شہ نشد گمرہ ایاز  
 کرد او گوہر ز امر شاہ خرد  
 زان امیراں خاست صد بانگ نغمہ  
 ہر کدایں پر نور گوہر را شکست  
 امر شہ بہتر بقیمت یا گسہ  
 قبلہ تاں غولست و جادہ راہ نے  
 من چو شہک روئے نارم و رجم  
 جملہ شکستہ گوہر را عیساں  
 چوں ایاز ایں را از بر صحر افگند  
 جیلہ ارکاں خوار گشتند و نثرند

## حکایت پہلو نامہ

آں کیے می گفت خواہم عاقبت  
 آں کیے گفتش کہ اندر شہ سیا  
 برینے گشتہ سوارہ کاک فلان  
 مشورت جو نیدہ آمد نزد او  
 مشورت آرم یا و در مشکے  
 نیست عاقل غیر آں مخوں نہا  
 ہی دو اندور میان کوہ و کاں  
 کاٹے اب کوہ شدہ رانے بگو

گفت روزیں ملکہ کایں دربارت  
 گفت آں طالب اک آفت یک نفس  
 راند سوسے اذکہ ہاں زو تہ یگو  
 نہا لکہ بر نو تہ گید دور باش  
 گفت می خواہم دریں کو چہ زنہ  
 گفت سرگو نہ زند اندھیاں  
 آں یکے را چوں خواہی کل تراست  
 واں سویم پیچ او ترا نہ ویداں  
 شیخ راند اندھیاں کو دکاں  
 کہ بیا آخسہ یگو تفسیر این  
 راند سوسے او و تفتش یکہ خاص  
 واں کہ نیچے ہست تو بیوہ بود  
 چوں زشوی اولش کو دک بود  
 دور شد تا سپ نہ اذ و لکہ  
 گفت سنے شہ باضی فضل و ادب  
 گفت این ادبش را سنے می زند  
 زین ضرورت کیچ و دیو استہ شدم

باز گردا مرد روز را ز نیست  
 نے سوارہ میرنے این سولان دریں  
 کاسپ من این نوسن ستہ و سند خو  
 از چہ می پہ سی پیاں کن خواہہ کا  
 کیست لایق از برائے چوں نے  
 آں دو بیچ واں یکے گنج رواں  
 ویں گونہ تہ را نیچے بد است  
 این شنیدی دور شد رقم رواں  
 بانگ زو یار دگوارا چواں  
 این زمانہ سو توجہ گفتی را گزی  
 کل تہ را باشد ز غم نی بی خساں  
 و انکہ محبت آں خیال پا ولد  
 مرد کلی خاطرش آں سو رود  
 سم اسپ تو سخم بر تو رسد  
 این پشیدہ ستہ این پشعلت اعجب  
 تا دریں شہرے قوم قاضی کنند  
 یکا در باطن ہانم کیں یدم

مقل من بخت و من ویرانہ ام

گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

## حکایت مرد نحوی و کشتیاں

آن یکے نحوی پر کشتی در نشست  
گفت بیچ از نخ خواندی گفت لا  
دل شکستہ گشت کشتیاں ز تاب  
باد کشتی را برگردا بے فلک  
بیچ دانی آشنا کردن بگو  
گفت کل عمرت ای نحوی قناست  
محمی باید نہ نخو اینچا بد اں  
آب دریا مرده را بر سر بند  
چوں ببردی تو ز اوصاف بشر  
گر تو علامہ زمانی در جہاں  
رو کشتی ہاں نمود آن خود پرست  
گفت نیم عمر تو شد برفنا  
لیک آندم گشت خامش از جواب  
گفت کشتیاں بد اں نحوی بلند  
گفت نے ای خوش جواب غبرو  
زانکہ کشتی غرق در گرداہا است  
گر تو محی بیخطر در آب راں  
ور بود زندہ ز دریا کے رہد  
بحر اسرار ت نہد بر منرق سر  
نک فلے ایں جہاں ہیں ایں زماں

مرد نحوی را ازاں درد و غم  
تا شمارا نخو آموختیم

## حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

آمد از آفاق یائے ہر باں  
کاشنا بودند وقت کودکی  
یاد دادش جو را خوان و حسد  
یوسف صدیق را شد میہماں  
بر و سادہ آشنائی متکی  
گفت آن زنجیر بود و ما اسد

غار نبود شیر را از سلا  
 گر چه درد آنہ ہا و ن کو فتنہ  
 گندے را زیر خاک انداختند  
 بار دیگر کو فتنہ شش را سیا  
 باز ناں را زیر دندان کو فتنہ  
 باز آن جان چونکہ محو عشق گشت  
 یا ز آن جان چوں بحق او محو شد  
 این سخن پایاں ندارد باز گرد  
 بعد قصہ گفتنش گفت ای فلاں  
 مرد بریاں ہستی دست آمدن  
 گفت من پندارمناں جستم ترا  
 لائق آن دیدم کہ من آئینہ  
 تابینی رہے خوب خود در آں  
 ما نداریم از قضاے حق گنگہ  
 نور چشم و دل شد و دفع گزند  
 پس ز خاکش خوشا بر ساختند  
 قیمتش افزود و ناں شد جانفزا  
 گشت عقل و جان فہم سودمند  
 عجب الزراع آمد بعد اکشت  
 باز ما نداز سکر و سوئے محو شد  
 تا کہ با یوسف چہ گفت آن نیکو د  
 ہین چہ آوردی تو مارا از مغاں  
 ہست بے گندم سبے طاوون شد  
 از مغاںے در نظر نہا نہ مرا  
 پیش تو آرم چہ نور سینہ  
 ای تو چوں خورشید شمع آسمان

آئینہ آورد دمت اے روشنی  
 تا چو بینی رہے خود یا دم کنی

### مرد شدن کاتب وحی

پیش از عثمان یکے نساخ بود  
 پڑاں نبی از وحی فرمودے سبق  
 کو نسخہ وحی جدے می نمود  
 ادھماں را از نوشتے بر ورق

پر تو آں وحی برے تافتے  
 عین آں حکمت بفرمودے رسول  
 کا سچہ میگوید رسول مستنیر  
 پر تو اندیشہ اش زد بر رسول  
 پر تو آں ناگش بردل بتافت  
 ہم ز گستاخی بر آدا و دیں  
 مصطفیٰ فرمود کای گیر عنود  
 اندو می سوختش ہم زیں سبب  
 آہ میگرد و نبودش آہ سود  
 عکس حکمت آن شقی رایا وہ کرد  
 ای برادر بر تو حکمت جاریہ ست  
 گرچہ خود در خانہ نورے تافتست  
 شکر کن غرہ مشو بینی ممکن  
 گرچہ آہن سرخ شد و سرخ نیست  
 آن چنانکہ پر تو جان بر تنست  
 قلب پہلو میزند با زربشب  
 باز بان حال زر گوید کہ باش  
 او درون خویش حکمت یافتے  
 زینقدر گمراہ شد آں بوالفضول  
 مہمراہست آں حقیقت در ضمیر  
 قہر حق آورد بر جانش نزول  
 در درون خویش تن حرفے نیافت  
 شد عدوے مصطفیٰ از رے کیس  
 چوں سیہ گشتی اگر نور از تو بود  
 تو بہ کردن می نیارست ای عجب  
 چوں در آ مدیخ سر را در ر بود  
 خود ہمیں تا بر نیار داز تو گردد  
 آں ز ابد الست و بر تو عاریہ ست  
 آں ز ہمسایہ منور یا فقتست  
 گوش دار و ہیج خود بینی ممکن  
 پر تو عاریت آتش ز نے ست  
 پر تو ابدال بر جان نشست  
 انتظار بروز میدار و ذہیب  
 ای ضرور تا بر آید روز فاش

پنجہ با مرداں فزن ای بوالعوس  
 بر تر از سلطان چہ میرانی قرص



## حکایت حضرت ذوالنون مصری

انجین ذوالنون مصری اقا  
 شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک  
 خلق را تا بجنون او نبود  
 چونکہ در ریش عوام آتش فدا  
 حکم جوں بر دست زنداں اوقا  
 چونکہ ذوالنون سچے زنداں فتا  
 دوستان از ہر طرف بہادہ رو  
 دوستان در قصہ ذوالنون شد  
 کایں مگر قاصد کند یا حکمت  
 حاش بیہ از کمال جاہ او  
 اوز شرف عامہ اندر خانہ شد  
 جوں رسیدند آں نفر نزدیک او  
 با او بگفتند ما از دوستان  
 چونی اے دریائے عقل و فنون  
 ما محب صادق و دختہ ایم  
 راز را از دوستان نہاں کن  
 چونکہ ذوالنون این سخن ایشاں شنید  
 کاندرو شور و جنون نو برداد  
 میر سید از وسے جگر ہارا نمک  
 آتش اور شہا شاں می ریود  
 بند کوفتش زنداں الہراد  
 لاجرم ذوالنون زنداں اوقا  
 بند بر پا دست بر سر زانقا  
 بہر پیش سچے زنداں نزد او  
 سچے زندان در آں لے زدند  
 کو دریں دیں قبلہ و لیتہ ست  
 کا بر بیماری پوشد ماہ او  
 اوز نگ عاقلان دیوانہ شد  
 بانگ بر زد ہی کیا بند تقو  
 بہر پیش آدمیم اینجا بجاں  
 ایں چہ بتا نہست غفلت جنوں  
 درد و عالم دل تو بر بستہ ایم  
 در میاں نہ راز و قصہ جان کن  
 جز طریق امتحاں مخلص ندید

برہمید و سنگ پزان کرد و چوب  
 تہمتہ خندید و جہانید سر  
 جملگان بگریختند از بیم کوب  
 گفت با درویش این یاران نگر  
 دوستان ہیں کو نشان دوستان  
 دوستان را پنج باشد پنج جاں  
 رنج مغرود دوستی اورا چو پوست  
 کے کراں گیر در پنج دوست  
 دوست پنجوزر بلا چوں آشت  
 زر خالص بول آتش خوشت

## انکار فلسفی و رأیت ان اصمے ماء کھوٹا

مقررے مے خواند از رے کتاب  
 آب را در غور ہا پہناں کنم  
 ماو کم غور از چشمہ بندم آب  
 چشمہ را خشک و خشک ان کنم  
 جز من بیش یا فضل و خطر  
 میگذاشت از سوسے مکتب آن زمان  
 فلسفی منطق مستہاں  
 چونکہ بشنید آئیے اورا بلند  
 شب نجفت و دید او یک شیر مرد  
 گفت آریم آب را ما با کلند  
 زد چنانچہ ہر دو چشمش کو رکرد  
 با تبر نورے بیارار صادق  
 گفت زریں و چشمہ چشم اے شقی  
 نور فاضل از دو چشمش نا پدید  
 روز بر جیت و دو چشمش کو ردید  
 نور رفتہ از گرم ظاہر شد سے  
 گر بنالید سے و مستغفر شد سے

ایک استغفار ہم و دوست نیست  
 ذوق تو بہ نقل ہر ہر مست نیست

## حکایت سائل نابینا عاقل

آن سیکہ کورے ہی گفت الاماں  
 پس دو پیارہ رہتم آرید ہاں  
 از تعجب مردماں گفتند یک  
 گفت زشت آواز مہ و تا خوش نوا  
 بانگ ز شتم مایہ نغم مے شود  
 کرد نیکی چوں گفت ایں راز را  
 زشتی آواز کم شد زیں گلد  
 وانکہ آواز دلش ہم بد بود  
 چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد  
 من دو کوری دارم از اہل جہاں  
 چوں دو کوری دارم لے اہل ہاں  
 ایں دو کوری را بیان کن نیک  
 زشت آوازی کوری شد دوتا  
 مہ خلق از بانگ من کم میشود  
 لطف آواز دلش آواز را  
 خلق شد باغی بر جنت یکدلہ  
 آن سہ کوری زشتی سر بد بود  
 نہ دل سنگیں دلاں چوں ہم شد  
 یک و ہا ہاں کہ بے علت دہند  
 بوکہ دستے بر سر زشتش تہند

## حکایت جالینوس

گفت جالینوس با اصحاب خود  
 پس بدو گفتاں یکے کاخی و فزون  
 دور از عقل تو ایں دیگر گو،  
 ساعیتہ در رخصے من خوش نگرید  
 مررانا آن فلاں دارو دہد  
 ایں دو خواہند از ہر جنوں  
 گفت در من کرد یک دیوانہ رو  
 چشمک زد آستینے بر درید

گزینہ جنیت بدے دین از د  
 کے پر دم غے بجز با جس خود  
 آں حکیمے گفت دیدم در تنکے  
 در عجب مانند مجتمہ حال شاں  
 چوں شد من نزدیک من جہان دنگ  
 خود دیدم ہر دو آں بود دنگ  
 چوں دد کس بر ہم زندیہ سچ شک  
 در میاں شاں ہست قدرے مشترک

## جی کروں حق تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کہ چرا بعیادت من نیامدی

آمد از حق موسیٰ این عقیب  
 مشرقت کردم ز نور ایزدی  
 گفت سبحان تو پاکی از زیاں  
 گفت آری بندہ قاصد گریں  
 ہست معذوری ش معذوری من  
 در عیادت رفتن تر فائدہ ست  
 فائدہ اول کہ آں شخص علیل  
 چوں تو چشم دل نداری ای عنود  
 ورنہ باشد قطب یار رہ بود  
 پس صلہ یاران رہ لازم شمار  
 کسے طلوع ماہ دیدہ نور حبیب  
 من حتم رنجور گشتہ نامدی  
 ایں چہ رفرستہ این بکر یاب بیاب  
 گشتہ رنجور او منم نیکشن نہیں  
 ہست رنجوریش رنجوری من  
 فائدہ آں باز با تو عائدہ ست  
 ہو کہ قطبے باشد و شاہ علیل  
 کہ نمیدانی تو ہمیں راز عود  
 شدہ نہا شد قارس اسپہ بود  
 ہر کہ باشد گر پیادہ و رسوار

در عدد و باشد هم این احسان ناکوست  
 که با احسان بس عدد گشتت دوست  
 و زنگر دود و دوست کینتش کم شود  
 زانکه احسان کینه را مرهم شود  
 پس فوائد هست غیر این و یک  
 از درازی حایفم اے یار نیک

## رفتن رسول خدا صلی علیہ وسلم بیاوت صحابی

از صحابه خواجہ بیمار شد  
 مصطفی آمد عیادت سوے او  
 چون عیادت رفت پیغمبر پدید  
 چونکه عاجز دید آن بیمار را  
 زنده شد او چون پیغمبر را بدید  
 گفت بیماری مرا این بخت داد  
 ای خجسته رنج و بیماری و تب  
 رنج گنج آمد که چمتا در دوست  
 گفت پیغمبر مرا بیمار را  
 که مگر نوع دعاے کرده  
 یاد آور چه دعاے گفتے  
 گفت یادم نیست الا یتے  
 از حضور نور بخش مصطفی،  
 وند راں بیماری او چون تار شد  
 چون همه لطف و کرم بدخوے او  
 آن صحابی را که در نرسے رسید  
 خوش نوازش کرد یار غار را  
 گوئیا آندم مرا و را آفرید  
 کما این سلطان بر من باد داد  
 ای مبارک درد و بیداری شب  
 مفر تازه شد چون بچراشید پوست  
 چون عیادت کرد یار زار را  
 از هالت زهر هائے خورده  
 چون ز مکر نفس مے آشفته  
 دار با من یادم آید ساعتے  
 پیش خاطر آمد او را آن دعا

تافت زان وزن که ز دل نالست  
گفت اینک یادم آمد ای رسول  
چوں گرفتار گنہ مے آدم  
مضطرب می گشتم و چاره نبود  
بہنجو ہاروت و چو ہاروت از خزن  
از خطر ہاروت و ماروت آشکار  
من بھی گویم کہ یارب آں عذاب  
تا در آں عالم فراغت باشدم  
اینچنین رنجور مے پیدام شد  
ماندہ ام از ذکر و از اوراد خود  
گفت ہی ہی ایں دعا دیگر مکن  
تو چه طاقت داری ای موسیٰ  
ایں بگوی و سہل کن دشواریا

روشنی کو فرق حق و باطل ست  
آں دعا کہ گفتہ ام من از فضول  
بہنجو غرقہ دست و پائے می زدم  
بند محکم بود و قفل ناکشود ،  
آہ می کردم کہ اے خلاق من  
چاہہ بابل را نمودند اختیار  
ہم دریں عالم ہراں بر من شتاب  
در چنین درخواست تا دم میزدم  
جان من از پنج بے آرام شد  
بہنجو گشتم ز خویش و نیک و بد  
بر مکن تو خویش را از پنج و بن ،  
کہ نہد بر تو جہاں کو و عظیم  
تا خدا گلشن کند آں خار را

آتنا فی دار دینا ناعن

آتنا فی دار عقیبا ناعن

### حکایت قاضی و نائب

قاضیہ نشانند و جی گریست  
ایں نہ وقت گریہ و فریاد دست  
گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست  
وقت شادی و مبارک باد دست

گفت آہ چون حکم راند بیدے  
 آں دو خصم از واقعہ خود واقفند  
 گفت خصماں عالم اند و علتی  
 زانکہ تو علت نداری در میان  
 و ان دو عالم را عرض شان کہ رکرو  
 چہل رابے اعلیٰ عالم کسند  
 تا تو رشوت نستی اینست  
 چوں طمع کردی ضریر و بندہ

### حکایت اعرابی و دانشمند فصیح

یک اعرابی بار کردہ اشتربے  
 و ان جوال دیگرش از ریگ پر  
 او نشست بر سر ہر دو جوال  
 از وطن پر سید و آردش بگفت  
 بعد از ان گفتش کہ آن ہر دو جوال  
 گفت اندر یک جوالم گندم است  
 گفت تو چوں بار کردی این مال  
 گفت نیم گندم آن تنگ را  
 تا بسک گردد جوال و ہم شتر  
 در جوال زفت از گندم پرے  
 ہر دو را او بار کردہ بر شتر  
 یک حدیث انداز کرد او را سوال  
 و نہ راں پرش بیستہ در نسبت  
 چیست آگندہ بگو صدوق حال  
 در دگر ریگے نہ قوت مردم است  
 گفت تا تنہا نماند آن جوال  
 در دگر ریتر از پئے فرہنگ را  
 گفت شاہ باش ای حکیم اہل چہ

این چنین فکر دقیق و رے خوب  
 چشمش آمد بر حکیم و عزم کرد  
 باز گفتش ای حکیم با خوش سخن  
 این چنین عقل و کفایت که تراست  
 گفت ای این هر دو نیم از عالمم  
 پا برهنه تن برهنه میسر و دم  
 مرا زین حکمت و فضل و هنر  
 پس عرب گفتش که روز و دانه مرا  
 دور بر آں حکمت شومست ز من  
 یک جوام گندم و دیگر ز ریگ  
 اتقی ام پس مبارک اتقی مست  
 گر تو جوابی کت تفاوت کم شود  
 حکمتی که بطن آید و ز خیال  
 حکمت دنیا فزاید ظن و شرک  
 تو چنین عریاں پیاده در لغوب  
 که بر اختر بر نشاندنیک مرد  
 شمه از حال خود بهم شرح کن  
 تو دیری یا شبی بر گوئی راست  
 بنگر اندر حال و اندر جامه ام  
 بهر که تانے میدهد آنجا روم  
 نیست حاصل جز خیال و درد و سر  
 تا نیاید شو سبے تو بر سرم  
 لطف تو شوم ست بر اهل زمین  
 به بود زین جملها سے مرده ریگ  
 که دلم با برگ و جانم تنقی ست  
 هند کن تا از تو حکمت کم شود  
 حکمتی نے فیض نور ذوالجلال  
 حکمت دینی برد فوق فلک

### قصیدہ آں درخت کہ ہر کہ میوہ او خورد ہرگز نمیرد

گفت دانائے برے دانساں  
 ہر کسے کز میوہ او خورد و برد  
 ہر کسے کز میوہ او خورد و برد  
 ہر کسے کز میوہ او خورد و برد  
 کہ درختے ہست در ہند و رتاں  
 نے شود او پیر و نے ہرگز پیرد  
 برد وخت و میوہ اش شد عاشقہ  
 ہر کسے کز میوہ او خورد و برد



قاصدے دانا زدوان ادب  
 سا ابا میگشت آن قاصد ازو  
 ہر گرا پر سید گردش ریشخند  
 بس سیاحت کرد آنجا سا ابا  
 چون بسے دید اندراں غربت نقب  
 کرد عزم باز گشتن پیش شاہ  
 بود شیخ عالمی قطبے کریم  
 رفت پیش شیخ با چشم پر آب  
 گفت شیخا وقت رحم و رافت  
 گفت واگو کز چہ نومیدیت  
 گفت شاہنشاہ کردم اختیار  
 کہ درختے ہست نادر درجہا  
 سا ابا جستم ندیدم ز و نشان  
 شیخ خندید و بختش اے سلیم  
 بس بلند و بس شگرف و بس بسیط  
 تو بصورت رفتہ برگم گشتہ

سوے ہند ستاں واں کرد از طلب  
 گرد ہند ستاں برے جستجو  
 کایں بخوید جز مگر مجنون بند  
 میفرستادش شہنشہ ماما  
 عاجز آمد آخر الامر از طلب  
 اشک می بارید و می برید راہ  
 اندراں منزل کہ آیس شدیم  
 اشک می بارید ما نند سحاب  
 تا امیدم وقت لطفاں رعفت  
 چسیت مطلوب تو رو با کیست  
 از بر اے جستن یک شاخا  
 میوہ او مایہ آب حیات  
 جز کہ طنز و تخرائیں سرخوشاں  
 ایں درخت علم باشد اے علیم  
 آب حیوانے زور یاے محیط  
 زان نمی یابی کہ معنی ہستہ

## حکایت معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

بردار آن صومعہ عیسیٰ صباح  
 تا بدم ایشان رہا نذر جناح

جمع گشتند زہر اطراف خلق  
 او چو فارغ گشتے از اوراد خویش  
 پس دعا کرے و گفتمے ای خدا  
 گفتمے اے اصحابِ بخت از خدا  
 ہیں سواں گردید بے رنج و عنا  
 جملہ بے درد و الم بے رنج و غم  
 سوئے خانہ خویش گشتندے روہا  
 صومعہ عیسیٰ ست خوانِ اہل دل  
 آزمودی تو بے آفاتِ خویش  
 ہم ہر اں در گرد از سگ کم مہاش  
 بر ہماں در پتھو حلقہ بستہ باش

حق تعالیٰ فخر آورد از وفا

گفت من او فی بعد غیر نا

## قصہ شہری و روستائی

ای برادر بود اندر ماضی  
 روستائی چون سو شہری شد  
 دومہ و سہ ماہ ہمانش بدے  
 رو بہ شہری کرد و گفت این خواہ تو  
 شہریے بار و ستائی آشنا  
 خوگہ اندر کوئی آن شہری زد  
 بردگان او و بر خوانش شدے  
 پیچ می نائی سودہ فرجہ جو

اللہ اللہ جملہ فرزنداں بیار  
 یا بتا بستاں بیا وقت مگر  
 درباراں خطہ دہ خوش بود  
 وعدہ دافے خواجہ ورافع حال  
 روستائی در تعلق شیوہ کرد  
 خواجہ در کار آمد و تہیز ساخت  
 اہل و فرزنداں سفر را ساختند  
 شادمانہ سوئے صحرارا نندند  
 بعد ماہے چوں رسیدند آن طرف  
 روستائی ہیں کہ از بدیتی  
 رستے پہاں میکنند زایشاں برو  
 چوں برسیدند و خانہ اش یافتند  
 در فرو بستند اہل خانہ اش  
 ایک ہنگام درشتی ہم نبود  
 بردرش مانند زایشاں پچ رو  
 او ہی دیدش ہی گفتش سلام  
 گفت باشند من چہ دانم تو کئی  
 گفت ایندم با قیامت تہ شلیہ  
 ایں ستر لے آنکہ شد یا زجاں

کایں زمان گلشن بست و نو بہار  
 تا بہ بندم خدمتت را من مکر  
 کشت زار و لالہ دلکش بود  
 تا در آبد بعد وعدہ ہشت سال  
 تا کہ خرم خواجہ را کالیوہ کرد  
 مرغ عزیزش سوی دہ شایہ تخت  
 رخت را برگاہ و غم انداختند  
 سا فر واکے تغموا بر خواندند  
 بنوا ایشاں ستوراں بے علف  
 می کنند بعد اللیتا و الہی  
 تا سوئے باغش بنکشانید پوز  
 بچو خوشیاں سوئے در شبا فتنہ  
 خواجہ شد زین کجروی دیوانہ اش  
 چوں رافتادی بچہ تیزی چہ سو  
 شب بسر روز خود خورشید سوز  
 کہ فلاغم مر مرا نیست نام  
 یا پلیدی یا قرین یا کسی  
 تا برادر شد یفر من اشیہ  
 یا کسی کرد از بر لے ناکساں

ایں سزائے آنکہ اند طبع خام  
 ترک گوید خدمت خاص کرام  
 شہریاں خوردہ زانسانیت بروج  
 روستائی کیست گنج بے فوج  
 قول پیغمبر شنوائے مجتبیٰ  
 کو عقل آمد وطن در روستا  
 ہر کہ روئے باشد اندر روستا  
 تا ہماھے عقل او ناید بجا  
 وانکہ ماسے باشد اندر روستا  
 روزگارے باشدش ہل و غمی

وہ مردودہ مرد را احق کند  
 عقل را بے نور بے رونق کند

### قصہ زاید کوہی

بود درویشے بکسائے مقیم  
 خلوت اورا بود بخواہی ندیم  
 اندراں کہ بودا شجار و شمار  
 سیب و امرود و انار بے شمار  
 قوت آں درویش بود آں میوہ  
 غیر آں چیزے نخوردے دائما  
 نفست آں درویش یارب اتوں  
 عہد کردم کہ بچنم در ز من  
 خود بچنم میوہ را در کل میں  
 جز از ان میوہ کہ باد اندازدش  
 نیز غیرے را نگویم کہ بچیں  
 مرنے بر نذر خود بودش وفا  
 من بچنم از درخت منقش  
 زیر سبب فرمود استشنا کیند  
 تا در آمد امتحانات خدا  
 زانکہ حکم کار در دست منست  
 گر خدا خواہد بہ پیاں برزیند  
 ہر زماں دل را ہم میلے دگر  
 اختیار چلگاں پست من بہت  
 ہر زماں بر دل نہم داغ جگر

در بیا بانی اسیر صرصریت  
 گے چپ و گے راست با صد اختلاف  
 از مجامعت شد زبون و تن اسیر  
 ز آتش جوش صبور می میگرنیت  
 کرد ز ابد را ز نذرش بے وفا  
 گشت اندر عید و نذر خوشیست  
 چشم او بکشد و گوش او کشید  
 زانکہ فرمود دست او قوا بالعمود  
 و اندراں کسار منزل غلغلہ  
 مردم شخہ در افتادند زود  
 حملہ بریدند و غوغائی بخواست  
 پاش را میخواست ہم کردن سقط  
 بانگ برزد بر عواں کی سنگین  
 دست اورا تو چرا کردی جدا  
 پیش شخہ دادا گاہیش تفت  
 کہ نہ انستم خدا بر من گواہ  
 میثا سم من گناہ خویش را  
 پس بینیم برودا دستان او  
 بادای والی فدائے حکم دوست

در حدیث آمد کہ دل بھیج پرست  
 بادیر را ہر طرف را ندگراف  
 این سخن پایاں ندارد اں فقیر  
 پنج روزاں بادامروے نرخت  
 جوع و ضعف و قوت جذب قضا  
 چونکہ از امروء بن میوہ شکست  
 ہم در اندم گوشمال حق رسید  
 غیرت حق گوشمالش داد زود  
 اتفاقا زد و چندے تا خند  
 شخہ را غماز آگہ کردہ بود  
 ہم بدانجا پای چپے دست راست  
 دست را بد ہم بریدہ شد غلط  
 در زماں آمد سولے بس گزن  
 ایں فلاں شیخ ست ابدال خدا  
 آں عواں بدرید جامہ تیرفت  
 شخہ آمد پا بر ہنہ عذر خواہ  
 گفت میدانم سبب این نیش را  
 من شکستم حرمت ایمان او  
 دست ما و پاپے ما و مغزو پوت

مخلصان بہتند دائم در خطر امتحاننا ہست در راہ لے پسر  
یا مکن نذرے کہ نتوان وفا  
بر خطر نشیں و بیرون جہلا

## گویا شدن طفل شیر خوار بہ حجرہ رسول

ہم از اں دہ یک نے از کافراں  
پیش پیغمبر در آمد با خمار  
گفت کودک سلم اللہ علیک  
مادرش ارشتم گفتش ہوں نجوش  
ایں کیت آموخت ای طفل صغیر  
گفت حق آموخت آنکہ جبیل  
گفت می بینی تو گفت کہ بے  
می پیاموز مرا و صفی سول  
پس رسولش گفت ای طفل ضیع  
گفت نامم پیش حق عبدالعزیز  
من ز غری پاک و بنیرا و بری  
کودک دو ماہہ ہچوں ماہ بدر

سوے پیغمبر دواں شد امتحان  
کودکے دو ماہہ زن را در کنار  
یا رسول اللہ قد جنت الیک  
کیت افگند ایں شہادت را بگوش  
کہ زیانت گشت در طفلی جریر  
در بیاں با جبرئیل من ریل  
بر سر تا بیاں چو بدر کاٹے  
بر علوم میرساند زیں سفول  
چیت نامت بازگو شو مطیع  
عبد غری پیش ایں یکشت حیر  
حق آنکہ دادت ایں پیغمبری  
درس بالغ گفتہ چوں صحابہ صدر

## حکایت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

در جوانی حمزہ عم مصطفیٰ  
باز رہ می شد دہام اندر و غا

اندر آخر حمزہ چوں در صفت شدے  
 خلق پر سید نکاے عم رسول  
 نے کہ تلقوا باید یکم الی  
 پس چرا تو خویش را در تہلکہ  
 چوں جواب بودی ز رفت و بخت زہ  
 چوں شدی پیر و ضعیف و منہنی  
 گفت حمزہ چونکہ بودم من جواب  
 یک از نور محمد من کنوں  
 آنکہ مردن پیش چشم تہلکہ است

آنکہ مردن پیش او شد فتحیاب

سار عوا آید مرا و را در خطاب

### مکالمہ چہود با علی رضی اللہ عنہ

مرتضیٰ را گفت و نے یک عنود  
 بر سر پائے و قصرے بس بلند  
 گفت آئیے او حقیقت ست و غنی  
 گفت خود را اندر فلکین میں بام  
 تائیس اگر دو مرا ایقان تو  
 پس امیرش گفت تماش کن پڑ  
 کوز تقییم خدا آگہ نبود  
 حفظ حق را وقفی ای ہوشمند  
 ہستی مارا ز طفلی و منی  
 اعتمادے کن بحفظ حق تمام  
 واعتقاد خوب ما برہاں تو  
 تا اگر دد جانت این جرات گرو

کے رسد مرندہ را کو با خدا  
 بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول  
 آں خدا را می رسد کو امتحان  
 تا بیا مارا نماید آشکارا  
 گز بیا ید و ترہ سجدہ کو در را  
 کز قیاس خود ترا زومی تند  
 چوں نہ گنجہ او بمیزان خرد  
 و سوسہ این امتحان چوں آیدت  
 چوں چنین و سوسہ ید و زور  
 با خدا گرد و در اندر سجود،  
 سجودہ گہ را تر کن از آشکارا  
 کاے خدا یا و اربا غم زیر گماں

### قصہ آن طفل کہ در ناوداں رفتہ بود

یک زنی آمد بہ پیش مرتضیٰ  
 گرش می خوانم نمی آید بدست  
 ہم اشارت را نمیداند بدست  
 پس نمودم شیر و پستان را باو  
 از برائے حق شمایند ای تھاں  
 زود در ماں کن کہ می لرزد دم  
 گفت شد بر ناوداں طفلی مرا  
 و رہم ترسم کہ افتد او بہست  
 و رہد اند نشود ایں ہم بہست  
 او ہمی گرداند از من چشم دور  
 دستگیر ایں جهان و آن تھاں  
 کہ بدرد از میوہ دل بخسکم



گفت طفله را برآ و رسم به یام  
سوی جنس آید سبک آن ناودان  
زن چنان گردد چو دیاں طفل او  
سوی یام آمد ز تن ناودان  
تا به بیند جنس خود را آن غلام  
جنس بر جنست عاشق جاودان  
جنس خود خوش خوش بد آورد  
جاذب هر جنس را به جنس دال  
تا به جنسیت رهنما ناودان  
ز آن شد سندان شیرینگیران

### حکایت قطبی و سبطی

می شنیدم که در آمد قطبه  
گفت بستم یار و خویشاوند تو  
زانکه موسی جادوئی کرد و فسون  
سبطیان زان آب صافی میخورد  
هر خود یک طاس را بر آب کن  
طاس را از نیل او پر آب کرد  
طاس را اگر کرد سوی آب خوا  
باز آنسو کرد که خون آب شد  
ساعتی نشست تا خشمش بر رفت  
ای برادر ایس کرده را چاره چیست  
قوم موسی شو بخور ایس آب را  
گفت قطبی تو دعا کن که من  
از عطش اندر و شاق سبطه  
گشته ام امروز حاکمند تو  
تا که آب نیل مارا که در خون  
پیش قطبی خون شد آب چشم بند  
تا خورد از آبت ایس یا رکن  
بر دهاں بنهاد نیل را بخورد  
که بخورد تو هم بشد خون سیاه  
قطبی اندر خشم و اندر تاب شد  
بعد از آن گفتش که ای صدام  
گفت ایس را آن خورد کو متقیست  
صلح کن بامه بیس هتاب را  
از سیاهی دل ندارم آن دهن

سبطی آں دم در سجود افتادو گفت  
 کاسے خدایے عالم سیر نہفت  
 سبطی قبطی ہمہ بندہ تواند ،  
 عاجز امر تواند و امتمند  
 جز تو پیش کہ بر آرویندہ دست  
 ہم دعاؤ ہم اجابت از تو است  
 اینچنین می گفت تا افتاد طشت  
 از سر بام و دلش بے ہوش گشت  
 درد عا بودا کہ ناگہ نعرہ  
 از دل قبطی بجست و غمرہ  
 کہ ہلاشتاب وایماں عرضہ کن  
 تا میرم زود زنا رکن  
 دوستی تو ز حب ناشگفت  
 حمد نند عاقبت دستم گرفت  
 من گماں بروم کہ ایماں آروم  
 تا ازیں طوفان خوں کیے خورم  
 من چہ دانستم کہ تبدیلی کند  
 در نہاد من مرا نیلی کند  
 سوئے چشم خود کیے نیلم و اں  
 بر قرایم پیش چشم دیگر اں  
 ہچنانکہ ایں جہاں پیش نبی  
 غرق تسبیحت و پیش مابلی  
 پیش پتہبر جہاں پر عشق و باد  
 پیش چشم دیگر اں مردہ جماد

### حکایت آہو در آخور خراں

آہوے را کرد صیفا دے شکار  
 اندر آخور کردش آں بے زینہار  
 در میان آخور پر از خراں  
 جس آہو کرد چوں استمگراں  
 آہواز و حشت بہر سوئی گر بخت  
 او بہ پیش آں خراں شب گاہ بخت  
 وز مجاہت و اشتہا ہر گاہ و دخر  
 گاہ می خوردند بچوں نے شکر

گاہ آہومی رمید از سو بسو، کہ زد و دو گرد و گری تافت رو  
 بہر کہ با ضد خود بگذاشتند آں عقوبت را چو مرگ انکا شتند  
 تا سیلہاں گفت آں ہر ہا اگر ہجر را عذرے نگوید معتبر  
 بکشمش با خود دہم اورا عذاب یک عذاب سخت بیرون از حساب  
 ہاں کدامت آں عذاب لے متہ در نفس بوون بغیر جنس خود  
 زیں بدن اندر عذابی ای پسر مرغِ روحست بستہ با جنسِ گر

### حکایت خرگرسنہ

بود شقے مرا و رایک خرے گشتہ از محنت دو تا چوں چہرے  
 پشتش از بارِ گراں جہ جائے ریش عاشق جو تا برو نہ مرگ خویش  
 جو کجا از گاہ خشک او سیرنے در عقب زخمی ز سیخ آسنے  
 میرا خر ویدا و را رحم کرد کاشنامے صاحب خر بود مرد  
 پس سلامش کرد و پرسیدش نہال کہ چہ این خر شد و تا پھول ہلال  
 گفت کہ ز درویشی و تقصیر من خودنی یا بدجو ایں بستہ دہن  
 گفت بسیارش من تو روز چند تا شود در آخر شد زور مند  
 خر بپسرد و از زحمت برست در میان آخر سلطان شبست  
 خر ز ہر سو مرکب تازی بدید باقوا و فرہ و خوب و جدید  
 خارش و مالش مرا سپانرا بدید پوز بالا کو دکائے رب مجید  
 نہ کہ مخلوق تو ام گیرم خرم از چہ زار و پشت ریش و لانغم

ناگہاں آوازہ پیکا رشہ  
 زخمہائے تیر خوردند از عدو  
 از غزا باز آمدند آن تازیان  
 پایہاں بستم محکم با نوار  
 فی شکافیدند تنہا شاہ بنیش  
 چون خراں را دید پس گفت ای خدا  
 زان نوابیز ارم وزین زخم زشت  
 تازیان را وقت زین و کار شد  
 رفت پیکا ہما درایشاں سوسو  
 اندر آخر جملہ افتادہ ستاں  
 نعلبنداں ایستادہ در قطار  
 تا بروں آرند پیکا ہما ز ریش  
 من بفقرو عاقبت دادم رضا  
 ہر کہ خواہد عاقبت دنیا بہشت

### حکایت خیر لاغر و روباہ کیا دو شیر خستہ

گاؤے بود و مرا و ایک خرے  
 در میان سنگلاخے بے گیاہ  
 آنحوالی نیستان و بیشہ بود  
 شیر را با پیل نہ جنگے فتاد  
 شیر یک روباہ را فرمود رو  
 اندکے من میخورم باقی شما  
 گفت روبہ شیر را خدمت کنم  
 از سرکہ جانب جوئی شافت  
 پس سلاے گرم کرد و پیش رفت  
 گفت چونی اندرین صحرایے خشک  
 پشت ریش انگم تہی چوں لاغرے  
 روز تا شب بنوا دے پناہ  
 شیرے آنجا بود و صیدش پیشہ بود  
 خستہ شد آن شیر و ماند از اصطیاد  
 فرخرے را بہر من صیاد شو  
 من سبب با شتم شمارا در نوا  
 چیلہا سازم ز علقش برکنم  
 آن خرے مسکین لاغر را یافت  
 پیش آن سادہ دل رویش رفت  
 در میان سنگلاخ و جائے خشک

گفتم حق کرد و من زان شاگردم  
 کو خداوند دست خاص و عام را  
 فرض باشد از برای امتثال  
 بے طلب ناسنت اندیشیت  
 در نه بد بدناں کسے کو داد جاں  
 کم کسے اندر توکل ماہرست  
 ہر کسے را کسے رہ سلطانیت  
 ہر کسے را کسے رسد گنج نہفت  
 چون مقلد بد فریب او بخورد  
 کہ ز پوشش کرد با پانصد دلیل  
 ریش خر گرفت و پیش شیر برد  
 تا بنزد یک آمدن صبرے نکرد  
 خود نبودش قوت امکان حول  
 تا بہ پایے کوہ تازان نعل ریخت  
 چوں نہ کردی صبر در وقت وفا  
 لطف رحمانست صبر و احتساب  
 منعم تو ظاہر شد و آپ ریخت  
 خود بدم از ضعف خود نادان گور  
 صبر و عظم از تجويع یا و گذشت

گفت خر گرد غم دور در ارم  
 را نصیم من فتمت قسام را  
 گفت رو بہ جستن رزق حلال  
 بے پکیدایں در کشادن راہ نیست  
 گفت از ضعف توکل باشد آں  
 گفت رو بہ آں توکل نا درست  
 گرد ناں و گشتن از نادانی ست  
 چوں قناعت را ہمیر گنج گفت  
 خود و سہ نوبت یہ رو بہ حملہ کرد  
 حرص خوردن آنچنان کوشش ذلیل  
 رو بہ اندر چارہ پایے خود فشرد  
 دور بود از شیر و آں شیر از نبرد  
 گبندی کرد از بلندی شیر ہول  
 خرز دورش دید و برگشت و گریخت  
 گفت رو بہ شیر را کسے شاہ ما  
 مکر شیطانست تعجیل و شتاب  
 دور بود و حملہ دید و گریخت  
 گفت من پنداشتم بر جاست زو  
 نیز جوع و حاجتم از حد گذشت

گر توانی بار دیگر از خسرو  
 پس بیامزد و رو بہ نزد خرو  
 ناخواہم دواچہ کردم من ترا  
 گفت رو بہ آں طلسم سخن بود  
 ورنہ من از تو بتن بسکین ترم  
 گفت دروہین ز پیشم ایعدو  
 رختہ در خون و جانم آشکار  
 تا بدیدم روئے عزرائیل را  
 گفت رو بہ صاف مارا در دست  
 ایں ہمہ وہم تو است ای سادہ دل  
 خویسے کوشید و او را دفع گفت  
 غالب آمد حرص و صبرش نہ ضعیف  
 حرص کور و احمق و نادان کند  
 برد خراز و بہک تا پیش شیر  
 تشنہ شد از کوشش آں سلطان و  
 رو بہک خورد آں بگر تہ و دلش  
 شیر چوں داگشت از چشمہ بخور  
 گفت رو بہ را بگر کودل چہ شد  
 گفت اگر بویے در ادل یا بگر

باز آوزن مرا و را می سسرد  
 گفت خراز چو نتویاے ابحذر  
 کہ بہ پیش شیر نہ بردی مرا  
 کہ ترا در چشم آں شیرے نمود  
 چوں شب و روز اندر آنجا میجرم  
 تا نہ بینم روئے تو ای زشت رو  
 کہ ترا من رہبرم در مرغزار  
 باز آوردی فن و تسویل را  
 یک تخیلات وہمی خورد نیست  
 ورنہ با تو نہ غشے دارم نہ غل  
 یک جوع الکلب باخربود حفت  
 بس گلو ہارا بر عشق رغیف  
 مرگ را بر احمق آساں کند  
 پارہ پارہ کردش آں شیر دلیر  
 رفت سوئے چشمہ تا آبے خورد  
 چوں زمانے فرستے شد حاصلش  
 جست دل از خر نہ دل بدنے بگر  
 کہ نہ باشد جانور را زیں دو بد  
 کے بد نجا آمدے بار دگر

چوں تبارد نوری دل نیست آں      چوں نباشد روح جز بگل نیست آں  
آں بجایے کو تبارد نور جاں      ببال قارورست قندیش حوٰں

### حکایت درویش کہ غلامان عمید را راستہ دید

آں یکے گستاخ رواند ہرے      چوں بدید او خود غلامے ہنرے  
ہجامہ اطلس مکرزین رواں،      روے کرد او سوے قبلہ آسمان  
کاچندازین خواجہ صاحب تن      چوں نیاموزی تو بندہ و آشتن  
بندہ پروردن بیاموزا بخدا      زین رئیس و اختیار شہر ما  
بود محتاج و برہنہ بینوا      در زمناں لرزہ لرزہ از ہوا  
انبساطے کرد آں از خود بری      جراتے نمود او از کمتری  
اعتمادش بر ہزاراں موہبت      کہ ندیم حق شد اہل معرفت  
گر ندیم شاہ گستاخی کند      تو کن چوں تو نداری آں بند  
تا یکے رونے کہ شاہ آنخواجہ را      متہم کرد و بہتیش دست و پا  
واں غلاماں را شکنجہ می نمود      کہ دلیکنہ آنخواجہ بنمائید زود  
سرا و بامن بگوئید ای خاں      ورنہ برم از شہاد دست و لسان  
دست یکماہ شاں تعذیب کرد      روز و شب شکنجہ و افتار و درد  
پارہ پارہ کرد شاں یک غلام      را ز خواجہ و انگفت او اہتمام  
گفتش اندر خواب ہاتھ کاے کیا      بندہ پروردن ہم بیاموز و بیا

تمام شد





# کتاب ہذا کے ملنے کے پر

- (۱) مولانا حاجی ابوبکر محمد شیت صاحب ناظم و نیا ت مسلم یونیورسٹی
- (۲) مولوی حاجی محمد مقتدی خاں صاحب شعبہ اعلیٰ اسلامیہ یونیورسٹی
- (۳) مولوی محمد اکرام اللہ خاں صاحب ندوی آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کونسل
- (۴) مولوی ابوالغازی علی اعلیٰ صاحب محلہ قضا نہ شہر

